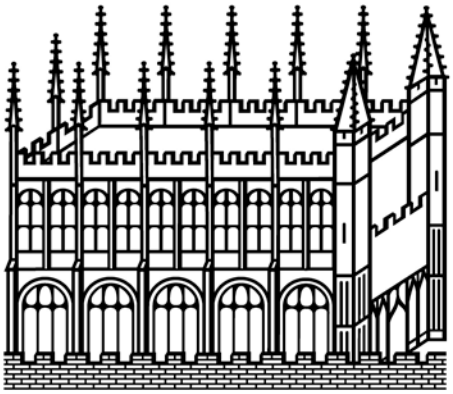


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.







16.B.60.

1936

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۸	۱۲	مین نے	مین
۲۱۱	۶	ارٹھہ آون	اوٹھہ آون
〃	۹	ریشمین	ریشمی
۲۱۶	۸	وہ فعتاً	دفعتاً
۲۱۸	۵	تفنا	تفننّاً
۲۱۹	۱۴	بکمال	کمال
۲۲۵	۱۲	اور اوسنے اپنے	اور اپنے
۲۲۶	۱۸	کوسن	گوس
۲۲۷	۱	〃	〃
〃	۳	〃	〃
۲۲۸	۱۵	بندوق فیر	بندوق کی فیر
۲۳۱	۸	پھیر مرد	پیر مرد
۱۳۲	۱۷	سہوا محو ہو گئین	سہو محو ہو گئین
۲۳۶	۷	گھر ہین	گر ہین
۲۳۸	۱	بہی سکرون	بہی کرون
۲۳۹	۹	کوسن	گوس
〃	۱۰	〃	〃
۲۴۱	۴	میرے بھائی نے	میرا بھائی
ہر کجا کہ باشد	ہر کجا کہ باشد	عرض کیا	عرض کے

INDIAN INSTITUTE

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۶	۵	کہ چنانچہ	چنانچہ
۱۲۸	۳	گذار بھی نہیں ہوا	گذر نہیں ہوا
ایضاً	۴	ہمراہیونکو دکھایا	ہمراہیونکو دکھایا
ایضاً	۹	ہمراہیون پر	ہمراہیون پر
ایضاً	۱۳	نوکرون	نوکرون
ایضاً	۱۴	باٹنی	بانٹ لی
ایضاً	۱۶	اوسطرح	اوسیطرح
۱۲۹	۳	سنہ ۱۶۸۷	سنہ ۱۶۸۸
״	۶	زیورات	زیور
۱۳۰	۹	تلاش کیا	تلاش کی
״	۱۹	رہ گئی تھی	رکھی گئی تھی
۱۳۱	۴	گڈہ	گدہ
״	۱۰	بہر	پہر
۱۳۲	۵	اوردو	وردو
۱۳۴	۱۸	پوہنچے	پونہچا
۱۳۷	۱	پونہچا	پوہنچے
״	۱۰	آغاطاہر	آغا طاہر
۱۴۸	۵	بڑا کارخانہ	بڑی کارخانہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۸	۱۹	استعانت	اعانت
۱۵۳	۱۶	مصالہ	مصالحہ
۱۵۹	۶	مردیکا	مردیکے
۱۶۰	۱۹	گذ	گز
۱۶۳	۱۲	لولی دان	کولی دان
״	۱۸	العظمت اللہ	العظمت للہ
۱۶۴	۱	اورزراعت	اوراگرنداعت
۱۶۶	۱	پہوچو	فوچو
۱۶۶	۳	سامع خراشی	سامعہ خراشی
۱۶۷	۱۸	قوی ہزار	نوسے ہزار
۱۶۸	۹	معابد	معبد
״	۱۳	وہ کئی	اور کئی
۱۷۴	۱۲	ڈالیان	ڈلیان
۱۷۷	۱۱	حزیرہ	خریزہ
۱۸۰	۸	اوسی پڑہکر	اوس سے پڑہ کر
۱۸۶	۱۰	موت اوسکے	موت سے اوسکی
۱۹۵	۷	غیض وغضب	غیظ وغضب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۲	۱۳	اوٹھالاتا تھا	اوٹھوالاتا تھا	۱۱۲	۱۸	معابد	معبد
۷۴	۱۸و۱۹	تو ڈیٹرہ	سوڈیٹرہ				
۷۹	۲	اقرار	اصرار				
۸۲	۵	گھڑگھڑاہٹ	کھڑکھڑاہٹ				
〃	۱۱	وہ بھی	دھے				
۸۳	۱۵	پھونچنا	پھونچتا				
۸۴	۱۰	جسکو بنی خوب سیر ہوکر کھایا	جنکو بنی خوب سیر ہوکر کھایا	۱۱۶	۵	سپھے	سینے
〃	۱۱	اب سبھے	اب سجھے	〃	۱۰	پھونچاکر	سجاکر
۸۵	۱۱	مجکو بڑہ کر	مجکو پہر کر				
۸۸	۸	صجکو	مجکو				
۹۲	۱۷	اور سکو	اوسکو	〃	۱۷	دروازہ پر	در وازہ
۱۰۱	۱۰	کڑی نوک دار	لکڑی نوک دار				
۱۰۷	۵	چمک سی ہوے	چمکتی ہوئی				
〃	۱۳	سرنگ کھودنا	سرنگ کھودنی				
۱۰۸	۸	بنی شروع کیا کھودنا	بنی شروع کی کھودنی	۱۱۷	۱۳و۱۴	مٹی دان شروع	مٹی ڈالنی شروع کی
۱۰۹	۴و۵	مضبوط ہی رہ	مضبوط رہ	۱۱۸	۶	بنا ہوتے	بنائین تہین
۱۱۱	۱۲	تختی کاری	پچے کاری	۱۲۰	۱۴	زہن	ذہن

غلط نامۂ کتاب ہٰذا مقبول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳ در افسوس	۱۰	پورٹ بلیئر	پورٹ بلیر	۳۳	۱۰	عرض کیا	عرض کی
۱ دیباچہ	۷	لکھی جاتی	لکھی گئی	۴۲	۱۴	چاہئی کہ تمام	چاہیے تمام
۶	۱۴	پھر میرے	پر میرے	۴۳	۷	بیخبری	بیفکری
۱۱	۱۰	باتین بیٹھا	باتین مین بیٹھا	۵۲	۱۳	سکنہ	سکنا
۱۲	۱۸	حلقاے	خلقاے	۵۵	۱۰	تبلاتے تھے	کہتے تھے
۱۳	۳	ہوجاین	نہوجاین	۵۷	۶	ٹوچیٹ پلان	تناک ٹٹ لین
۱۴	۵	کہڑلون	گہڑلون	۵۸	۳ و ۵	اوٹہالیا	اٹاہوا لیا
۲۳	۵	سنہ ۱۸۶۸	سنہ ۱۸۶۸	۵۹	۶	کوکنی وٹس ہیڈ سن سی واقع ہین	اور کنیڈس وکین
//	۱۲	اوٹھکو	اوٹھکر			نیو برن یوک کی	اور نو واسکا شیا
۲۵	۱۰	یعنی ٹرسٹین	یعنی ٹرسٹین			پورب طرفکے	پہاڑ نیو برن سک
۲۶	۱۸	کے شہر	کے شہر	//	۹	اسٹیشن	کی پورب طرفکے
//	۱۹	عرض کیا	عرض کے	//	۱۰	شاعر	حصے مین ہے
۴۸	۱۲	تفحص	تفحص	//	۱۳	میسلی	اسٹیشن
۳۰	۳	ابن عمر العاص	عمر بن العاص	//	۱۶	ڈیلوٹر	مسیس پی
//	۷	مغیرہ بن منصور	مغیرہ بن منصور	۶۱	۳	ملک التجا	ڈیلیویئر
۳۱	۱۹	قریہ پانی	قریہ پانی	//	۹	اپنی حاجت	ملک التجار
				//	۱	اسٹیشن	اپنی منت و سماجت
				۶۴	//	لوگونکی	اسٹیشس
				//	۸	کے بیوا	لوگونکا
				//	۵	پورب اور	کے ہوی
				۶۵	۱۸	عرصہ چار پانچ مہینہ مین	پورب اور
				۶۶			عرصہ چار پانچ مہینہ تک مین

دار نا پائدار سے سدھار گیا اوسکے مرنے سے کے رنج و غم سے مین بھی بہر بیمار ہوگیا
لیکن خدا کے فضل سے مین تو بہرا چھا ہوگیا مگر میری بھاوج جو پہلے سے ہی
ضعیف تھی جان بر نہوئی اور مرگئی پہلوے شوہر مین لیٹی محکو آیندہ بہر کسی
سفر پر جرات نہوئی اور بوجہ لیاقت دونون لڑکونکی ضرورت بھی نہوئی
بلکہ مین بخوبی مطمئن ہوگیا تہا لہذا قطع تعلقات دنیوی کیا اور اطاعت الٰہی مین
اپنے کو مصروف کیا تا دنیا سے شرمسار نجاؤن چنانچہ اب تک اوسی شغل مین ہون
اور پروردگار عالم سے امید رکھتا ہون کہ اس دنیاے نا پائدار سے باآبرو اوٹھون
اور پیش خداوند عالمیان شرمسار نہون

تمام شد

تمت

بخیریت غوم بروم مین پہونچا تمام خاندان کو میری پہونچنے کا انتظار تہا خصوصًا بوجہ اسکے
کہ مجہلے بہائی کو سارا کنبہ جانتا تہا کہ وہ مرگئے اور دفعتًا اونکا زندہ ہونا اور میرے ہمراہ
قصد وطن کرنا سنا تہا میری ضعیفہ بہاوج جو غم شوہر مین روتے روتے اندہی
ہوگئین تہین شوہر کو سلامت پاکر انتہا کو خوش ہوئین اور میرے بہائی نے اپنی بیٹی کو
سعید و عالم و باسلیقہ تاجر پاکر نہایت خوش ہوا اور میرے حسن سلوک و مراعات
کو اپنے زن و فرزند سے سنکر ہزار زبان سے میرا ثناخوان ہوا تین مہینے مجکو
وطن مین صحت و عافیت سے گذرے تہے کہ تپ شدید مجکو لاحق ہوئی
اور ضعف معدہ ایسا عارض ہوا کہ کئی مہینے مین صاحب فراش رہا اور ضعف و
نقاہت نے مجہے لاچار کردیا تشخیص اطبا سے مجکو معلوم ہوا کہ نیو بیا کی آب و ہوا
نے مجکو وہ ساری نقصان پیدا کئے تہے چنانچہ بڑی دقت سے تپ نے مفارقت
کی اور فی الجملہ ضعف معدہ مین بہی فرق ہوا اگر طاقت نے پہر عود نکیا مین مبنور
اچہا ہوا تہا کہ میری وطن مین بیشتر سے بہی زائد بے انتظامی عالمگیر ہوئی و ہر طرف
مچگیا خراسان کا صوبہ حکومت ایران سے پہلے ہے جاچکا تہا اودہر تورانیون
نے حملہ کرکے ملک دبانا چاہا اور ادہر سلطان روم نے یرش کی افغان محمد حکمران
ایران اسقدر تنگ ہوا کہ کسیطرح جان بر نہوا اور مرکر قصہ اپنا پاک کرگیا اوسکی جگہ
اشرف افغان نے عنان حکومت سلطنت کی اپنے ہاتہ مین لی مگر اوسکی حکومت
کیسے ہی سمجہی جاے پر میری نظر مین برائے نام تہی حقیقت مین کوئی بادشاہ نہتا
مگر مجکو چشم دیدہ کوئی کیفیت بوجہ شدت ضعف و خانہ نشینی کی معلوم نہوئی ہنوز
مین قندرست نہوا تہا کہ میرا بہائی بیمار ہوا اور تہوڑی ہی روز کی علالت مین

کہ وہ مہینہ ذیقعدہ کا تہا سیدہا مکہ کو جانا واجب جانا چنانچہ شہر قاہرہ سے روانہ ہوکر
بندر سوئز مین جہاز پر سوار ہوے اور عنایت الٰہی سے بصحت وسلامتی ینبع مین اوتر
پڑے اور مکہ مین پہنچکر بوجہ احسن مناسک حج بجالای اور مدینہ منورہ کو جاکر
زیارت روضہ جناب خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض یاب ہوکر
لامبوسے بغلہ پر سوار ہوکر پھر سوئز کو آے وچندی اور شہر قاہرہ مین رہوا سطح
ایام گذاری کرکے بعد توقف چار مہینے کے لڑکے کو تو وہین شہر قاہرہ مین چہوڑا
اور بہائی کو لیکر روانہ ہوا اور بندر سوئز سے جہاز پر سوار ہوکر اوسی دریا سے کہ
جسمین ہم اور میرے بہائی آفت مین پڑے تہے صحت وسلامتی سے گذرے
وبندر مسقط مین وارد ہوے وہان اپنے چہوٹے لڑکیکو دیکہکر مین بہت مسرور ہوا
مگر ایک مہینے سے زیادہ بہائی کی جلدی سے وہان نہ رہنے پایا تب مین نے
اپنے بہائی سے کہا کہ مین اپنے اس سفر کو آخری جانتا تہا اور ارادہ کرکے چلا تہا کہ
جسوقت اس سفر سے پھرون تو پہلے حج کرون اور بعد اسکے زیارت روضہ منورہ
حضرت خامس آل عبا شہید دشت کربلا علیہ التحیۃ والثنا وسائر الشہدا علیہم السلام سے
سعادت اندوز ہون پس حج تو ہوا مگر بغیر اسکے کہ ایفاے عہد زیارت کرلون
مین گھر نہین جاسکتا بہائی نے کہا کہ یہ تو مین بہی چاہتا تہا تم ضرور اپنے عہد کو پورا
کرو مین بہی ساتہ چلونگا چنانچہ وہانسے بصرہ کو جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوے اور
عنایت الٰہی سے اچہی طرح بصرہ مین لنگر انداز ہوے اور زیارت سے فائز المرام
ہوے غرض چار مہینے سے زاید سفر زیارت عتبات عالیات مین مجکو اچہی طرح
گذرے اور بغداد ہوکر پہر مین بصرہ مین وارد ہوا و باشتیاق تمام وطن کو روانہ ہوکر

ضرور اب پہچان لیا مگر یہ کہو کہان تم اور کہان یہ ملک اسمین تمام قافلہ کے لوگ جمع
ہوگے اور میرا بٹیا جسکو میرا بھائی دو برس سے بہی کم کا چھوڑکر چلا آیا تہا آگیا اور چچا سے
ملکر خوش ہوا فوراً امین نے حجام کو بلوایا اور حجامت بنوائی و کپڑے بدلوائے اور آخر
گھوڑے پر سوار کرا کے ساتہ لیا اور منزل کے پونہچنے تک مختصر اپنا حال بیان کیا حقیقت
مین یہ سفر بے سود اوس کے ملنے سے جو لاکہون روپیہ کے منفعت سے کمین نہ تہا
مجہے بہت اچہا معلوم ہوا اور دونون ملکر بہت خوش ہوئے اور مین نے اوسکی اوس
ندامت اور خجالت کے رفع کرنیمین جسکا مجہی کبہی خیال بہی نہین تہا بہت کچہ اہتمام
کیا اور یقین دلایا کہ ہرگز مجہے کسی قسم کی شکایت نہ پہلے ہی تہی نہ اب ہوگی اور صحت و
عافیت زن و فرزند پر مطلع و مسرور کیا غرض ہلوگ کوسن کو روانہ ہوے بوجہ
شدت گرمیکے اون دونون زخمیونکو بہت تکلیف ہوئی تو بہی زخم بہرنے لگے پہر کوسن سے
روانہ ہوکر بخیر و عافیت ڈنگولا مین پہنچی اور شکر ہے کہ اوس مقام تک پونہچتی پونہچتے
دونو زخمیون کو صحت کلی ہوئی بعد ساڑہے چار مہینے کے ہلوگ شہر قاہرہ مین پونہچی میرے
بہائی کو میرے کاروبار کی درستی اور میری مقدرت پر بہت مسرت ہوئی اور ایک
مہینے کے آسایش و آرام کے بعد مجہسے کہا کہ بہتر ہے اب وطن کو چلو اور جسطرح
اللہ تعالے نے تمسے ملایا ہے تم زندگی بہر روزہ مین اعزا و وطن کو دیکہلاؤ و ہر چند کہ
میرا دل وطن جانیکو رغبت نکرتا تہا اور مین نے بہتیرا چاہا کہ وہ تنہا جاے مگر اوسنے
مجہکو چہوڑنا قبول نہ کیا لاچار ہوکر مین نے مشورہ دیا کہ بہتر ہے پہلے حج کو چلین تاکہ
جو قصد باقی رہا ہے وہ بہی پورا ہو جاے و بعد انقراض وطن کا قصد کرین اس میرے
کہنے کو بہائی نے بخوشی تمام منظور کیا چنانچہ مین نے اپنے بیٹے کو بہی ساتہ لیا اور بوجہ اسکی

اور کیا کیا سفر کے شدائد اور سختیان اوٹھائین اور اونکو اگر مین بیان بھی کرون تو گو مجکو
وہ سخت اور عجیب معلوم ہون مگر میرے ہم پیشہ لوگونکی نزدیک وہ بیان کرنیکے لائق نہونگی
بہرحال شکر ہے کہ مجھے گذارنیکے موافق ملتا ہے کہ اونٹونکو بھی کھلا پلا لیتا ہون
اور حیات مستعار کے دن پورے کرتا ہون وطن جانیکی نہ کوئی سبیل نظر آئی
نہ ارادہ کبھی ہوا کہ اپنا کالا منہ پھر وطن مین دکھلاؤن اور اپنی سرگذشت کو اہل وطن کو
کان تک پونہچاؤن میری زوجہ اور ایک لڑکا جو وطن مین ہین بیشتر وہ یاد آتی ہیز
مگر بخوبی اس بات پر اطمینان ہی کہ وہ ہرگز میری طرح بوجہ سعادتمندی اور دریادلی
میری چھوٹے بھائی آقا مقبول کی پریشان نہونگے اور آپ بھی غور فرمائیے کہ مین
اگر ارادہ بھی وطن کے جانیکا کبھی کرتا تو کیونکر اوسجگہ کہ جہان وہم و گمان بھی نہین
جاسکتا پہونچ سکتا اور میری کفایت شعاری سے جو کبھی کبھی کرایہ سے پس انداز ہوتا ہے
وہ اونٹونکے مرنے سے نئے کے خرید کرنے مین صرف ہوتا ہے مین نے اپنی حال
پر ملال کو کمال اختصار کے ساتھ بیان کیا ہی ورنہ میرا اوسیقدر حال جو پہاڑ پر گذرا تھا
کئی دن تک بھی کہنے پر ختم نہوتا یہ کہکر اوسنے پھر ارادہ کیا کہ اپنے اونٹون کی طرف
جاے مگر مجھسے ضبط نہوسکا اپنی جگہ سے اوٹھکر مین ایکبارگی اوسکے گلے سے لگ گیا
اور ہاتھون کو چومنے لگا اور کہا افسوس ہی کہ تمہاری ہیئت اس درجہ کو تبدیل
ہوگئی ہی کہ مین نے جلد نہ پہچانا اور زیادہ تر استعجاب اسپر ہی کہ تم ابھی تک نہین
پہچانتے ای بھائی مین تمہارا ماجایا مقبول ہون تب تو وہ چونکا ہوکر مجھے دیکھنے
لگا اور پہچانکر زار زار رونے لگا واوسحالت کو کبھی خواب اور کبھی بیداری جانتا
تھا اور بار بار میرے مونہہ کو دیکھتا تھا بعد رفع حیرت مجھسے کہنے لگا کہ مین نے تمکو

کئی روز تک اشرفیان وتختی ضبط رہی اور مین محبوس رہا یہان تک کہ میری وبخاری کی نوبت آئی اوسوقت تقدیر موافق تھی کوتوال کے پاس ایک عرب بہی بیٹہا تہا اونے میرے قصہ مصیبت کو سنکر کوتوال کو سمجہایا تب بہزار مشکل چہوٹا تو بہی بقول شخصے دبلی ماریں شاہ مدار ایکسا اشرفی کوتوال نے لیلی مین نے بہی غنیمت جانا کہ تختی اور تین اشرفیان واپس پائین اور قید ناحق سی مخلصی ملی کوتوالی سے نکلکر مین نے اصلاح حوائج اوہانکے باشندونکی مانند لباس بنوایا تا پہر لونڈونکی ہجوم سے بچون اور پندرہ بیس روز تک اسی فکر مین پڑا رہا کہ کیا کرون اور کون سبیل سے حیات کیدن پوری کرون بیکا جب ایک اشرفی کہا پی گیا تب پہر کئی مسلمان اور یہودی جو زبان عربی جانتے تہے مجہسے ملے اور معلوم ہوا کہ صرف نوبیا مین مسلمانونکی حکومت ہی قصہ مختصر وہان سے مین روانہ ہوا جو شدائد واذیت مین نے اوس راہ مین اوٹہائے اونکو کہان تک بیان کرون کہ آپ کی سامع خراشی ہوگی الغرض بقیہ اشرفیون سے کچہ روپے میری پاس رہگئے تہے کہ مین تاکیو مین وارد ہوا اور کوئی ذریعہ مین نے وہان بہی اپنی گذاریکا بجز اسکے نپایا کہ اونٹ خرید کرون اور شتربانی کرکے زندگی کے ایام آسانی سی گذرانون اور اس ذریعہ سے چندی پاداش عمل کی سزا پاکر جیون چنانچہ تختی کو فروخت کرکے دو اونٹ خرید کیے اونٹ مانگا اسد اجیر اور چالاک ملے چند آدمیون نے مجکو مشورہ دیا کہ مین شتر سوار دیمین نوکری کرون اور قاصدیکا پیشہ اختیار کرون مگر نوکری کرنا کسی دوسیرکی اطاعت کا اپنے کو پابند کرنا مین بہت ہی برا سمجہتا تہا پہلے سے جانتا تہا اسلئے مینے منظور نکیا اور جو خیال تہا اوسی پر عمل کیا کہان تک بیان کرون کہ اونٹون نے مجکو یا مین نے اون بے زبانون کو کشان کشان کہان کہان پہرایا

تا اللہ تعالی بوجہ اونکی ضمانت کے منزل مقصود پر بعافیت پہنچای اور روپیہ اور
اشرفی جیسا جسکو مقدور ہوتا ہے اس نظر سے کہ مسافر منزل مقصود پر پہنچکر نذر
امام ضامن علیہ السلام کی کرے کپڑے مین سیکر بازو پر باندہ دیتے ہین اور یہ دستور
ایسا مروج ہوگیا کہ غریب بیچاری پیسہ ہی باندہ کر رسم پوری کرتے ہین لیکن درحقیقت
اس طریقہ سے عزیز و قریب دوست و آشنا رزنقد مسافر کے ہمراہ کرتے ہین جو
عند الضرورت کام آوے چنانچہ میرے بازو پر بہت باندہا گیا تہا مگر روانگی کے
دوسرے دن مین نے بوجہ جانکر اوس قسم کی گرہین کھول ڈالی تہین اسلیے
خیال بہی نہین تہا کہ بازو پر کچہ بندہا ہے قطع نظر اسکے اوس عالم بدحواسی مین کہ
جان بچکر تہی مجہے کیا یاد آتا بہرحال اطمینان پاکر خوب نہایا اور شکر خداوند عالم
کا بجالایا نہانے سے شدت بہوک کی زیادہ تر ہوئی چنانچہ چاہا کہ ایک اشرفی کو
فروخت کرون اور بعد مدت کے سیر ہوکر کہانا کہاؤن غرض گرتا پڑتا شہر مین پہونچا
میری صورت بوجہ بڑہ جانے ریش بردت و تمازت آفتاب کے ایسی ہوگئی تہی کہ
وہانکے باشندے عجیب الخلقت جانتے تہے لڑکونکا لشکر میرے گرد ہوگیا تہا کبہی تو وہ مجکو
دیوانیکا خطاب کرتے تہے اور کبہی مجنون جانکر ہنستے تہے حقیقت مین اونکا قیاس
درست تہا میری حیثیت اوسی قیاس کے لایق تہی بازار مین جاکر ایک اشرفی
صراف کو دی اور بقیہ نقرئی اوسکی عوض مین مین نے مانگے مگر میری شامت کہ اوس
صراف کو میرے چور ہونے کا گمان ہوا جو بمنصبہ درست تہا بی شبہ مین اپنی بہائی کا
چور تو تہا ہی مگر وہان کسیکا گنہگار نہ تہا غرض مجکو پکڑکے کوتوال کے پاس کشان
کشان لیگئے نہ تو اونکی زبان میری سمجہ مین آتی تہی نہ وہ لوگ میری بیان کو سمجہتے تہے

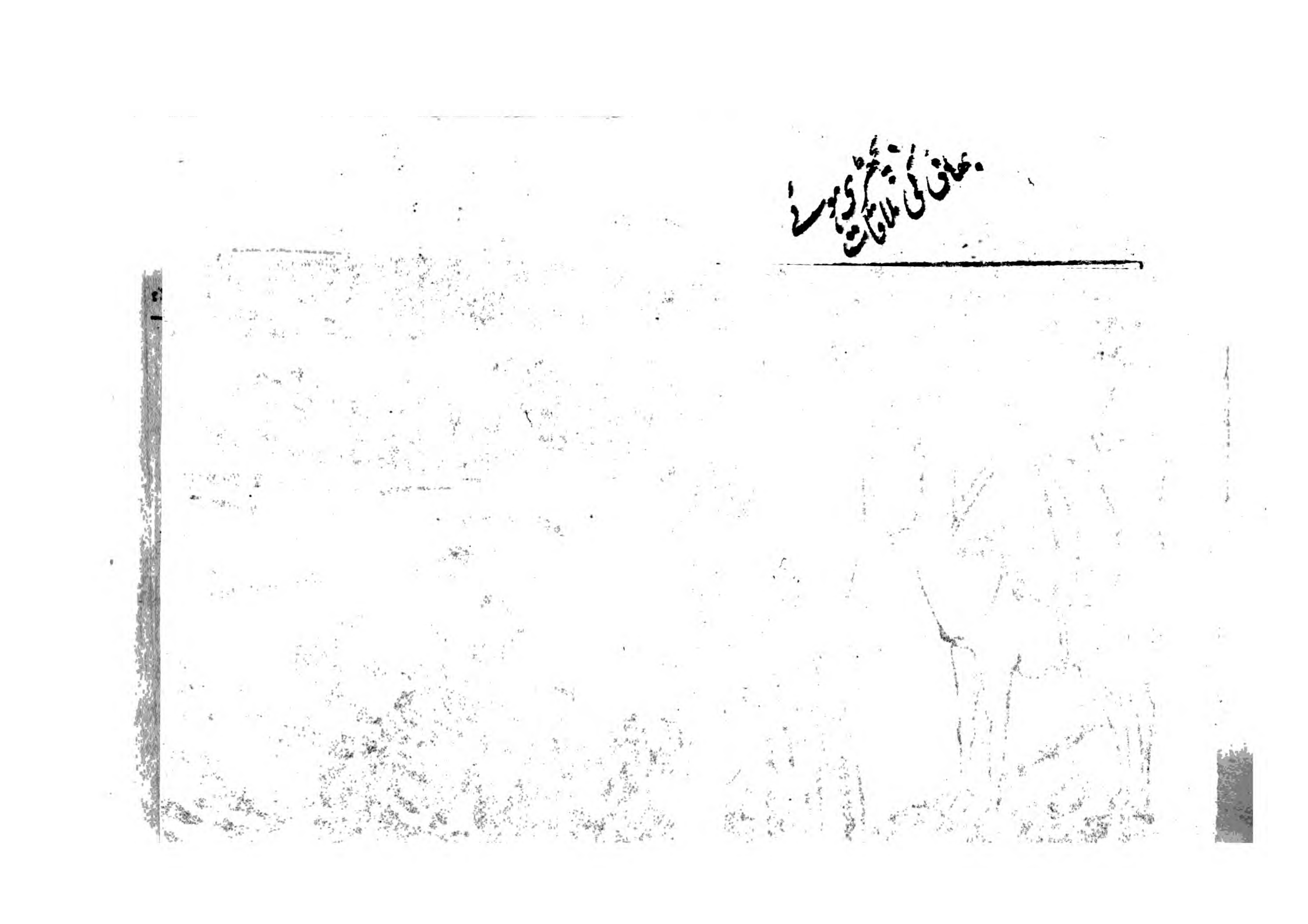
یہان تک کہ پہاڑ سے اوترا اور شہر سواد مین پہنچا حیران تہا کہ بار خدایا زندگی کیونکر ہوگی نہ تو
باوجود موجود ہونے ہاتہ پاؤن کے کسی کے سامنے ہاتہ پہیلایا جاتا تہا نہ کچہ اور بن پڑتا تہا
نہ بظاہر میرے پاس کچہ تہا اپنے دلمین کہتا تہا کہ اس سے تو وہ جنگل بہتر تہا جہان بلا تردد
پہل پہلاری سے پیٹ بہر لیتا تہا اسی خوض وفکر مین عمدہ خیال میری ذہن مین
آگیا جسنے مجکو بخوبی مطمئن کیا اور وہ یہ تہا کہ مین بخوبی محنت ومشقت کرسکتا ہون
پس اگر دو پہر تک بہی محنت کرونگا تو روٹی کپڑے کو محتاج نہونگا بمجرد اس خیال کے
نہایت خوش ہوکر پہلے دریا پر گیا تا میلے کپڑے جو روز خرابی جہاز سے گلے مین تھے
اوتارون اور نہاکے دل ہلکا کرون چنانچہ کپڑے اوتار کر مین نے علحدہ کئے
اور تعویز جو میرے بازو پر بندہے ہوے تہے اور محض کاغذ کے ٹکڑے مین اونکے
اندر جانتا تہا کہولنے لگا تو پہلے ہی جو تعویز میرے ہاتہ مین آیا وہ بہاری معلوم ہوا
جلدی سے مین نے اوسکے کپڑے کو پہاڑا تو ایک اشرفی اوسکے اندر سے نکلی
اور اوسیطرح تین اشرفیان اور ملین سواے اوسکے گلے سے ایک تختی زمرد کی
جسکے گرد ہیرے جڑے ہوے تہے ملی اوسکے دیکہنے سے ایسے خوشی ہوئی کہ گویا
قارون کا خزانہ پایا اس مقام پر مجہے اندیشہ ہے کہ شاید آپ مجہی بیوقوف تصور کرین
یا کہین اور سمجہین اسلئے کہ آپ کی ملک کے آدمی اشرفیان بازو پر باندہنے کا دستور نہ رکہتے
ہون گے اور گلے مین بہی کچہ نہ پہنتے ہونگے اور یہ بہی آپ خیال کرتے ہونگے کہ ہر گاہ
اشرفیان بازو پر بندہین تہین تو مین مطلع کیون نہ تہا لہذا مین چاہتا ہون کہ
رفع دخل اپکے شبہ کا کرون سو واضح ہو کہ ہماری ملک مین دستور عام ہے کہ جب کوئی
عازم سفر ہوتا ہے تو اعزا واقربا ہنگام رخصت حضرت امام ثامن علیہ السلام کی سپرد کرتے ہین

چڑھنے لگا چڑھتے چڑھتے جہان تک جاتا تھا شوق موت مین پاؤن پھیلا کر لیٹ جاتا تھا
مگر تو بھی نہ کسی درندسے صدمہ پایا و نہ کسی اور دکھہ مین پھنسا یہان تک کہ پہاڑ کے اوپر
پہونچا وہ پہاڑ کا ہیکو تھا کہ جسکا اور چھور نہ معلوم ہوتا تھا اور حقیقت مین مین تو کیا ہون
بڑے بڑے لوگونکو اوسکی حقیقت حال دریافت کرنی دشوار ہے یہ وہی کمبخت پہاڑ ہے
جو سامنے نظر آتا ہی کبھی دل چاہتا تھا کہ پہاڑ پر سے گر کر اپنی کو ہلاک کرون کبھی کچھ سوچتا تھا
مگر بات یہ ہی کہ جان بہت پیاری ہے اوسکا کھونا آسان نہین ہی لاچار پھر قصد اوترنیکا
کیا ایکروز شدت پیاس سے ایسا بیخود ہوا کہ کلیجہ میرا جلنے لگا اور قریب تھا کہ طائر روح پرواز
کر جاوی اوسحالت نا امید مین چند درختونکی آڑ مین ایک ندیکا شبہ معلوم ہوا مین تو اپنی
جان اپنے ہاتھ پر رکھی ہوے پھرتا تھا بلا خوف اوسکی طرف دوڑا اور ندی پر پھونچکر پانی پیا
ہنوز دہان سے نہ ہٹا تھا کہ کیا دیکھتا ہون کہ ایک خونخوار نہنگ میری گھات مین لگا ہوا ہے
اور قریب ہے کہ میرا پاؤن پکڑ کر گھسیٹے اور ساحل حیات کے پار اتارے بمنصارہ اس خیال
کے مین نے دوسرے جانب کو نگاہ کی تا بھاگ جاؤن اور جان بچاؤن اودہر ایک
شیر کو اپنی فکر مین دبکا ہوا پایا کیا کہون کہ باوجود طلب موت میرا کیا حال ہوا کہ نہ کھڑا
رہ سکتا تھا نہ بھاگ سکتا تھا لیکن سچ ہی کہ مارنیوالے سے جلانیوالا کہین قوی ہے دفعتًا شیر اوچھل کر
اوس مگر پر آیا اور دونون مین کشتی ہونے لگی اور مجھی خوب موقع بھاگنے کا ملا جھٹ دوڑکر
ایک درخت پر چڑھ گیا تھوڑی دیر مین ایک بڑی آواز پانی مین کسی شے کے گرنے کی آئی
جس سے مجھے یقین ہوا کہ وہ نہنگ غالب آیا اور معلوم کیا کہ شیر پہلے سے اوسی مگر کی فکر
گھات مین تھا اسلیے کہ اگر وہ میرا طالب ہوتا تو مین اوسکے منہ ہی مین تھا بڑی دیر تک
میرا دل تھرا کیا اور درخت سے نہ اوترا گیا مشکل سے دل مضبوط کر کے مین پھر نیچے اوترا اور بھاگا

قضا آید بلبیب البتہ شود شامت ہماری مقدر مین تھی ناخدا نے اوس ہوا کو اپنے موافق جانا اور
باوجود امتناع بادبان چڑہائی اوسوقت جس سرعت سے بگلہ جاتا تھا اوسکو نہ تو توپ کے گولے سے
تشبیہ دی سکتا ہون نہ کوئی اور مثال پاتا ہون مختصر یہ ہی کہ اپنے ہی زور مین بگلہ نے
خدا جانے دریا مین کس شے سے ٹکر کہائی کہ پاش پاش ہوگیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی
کہ کون کسطرح ڈوبا میرا رشتۂ حیات باقی تہا اور اسقدر تباہی میری اوس عمل کی تلافی
کو کافی نہ تہی ڈوبتا اور اوچھلتا ایک تختہ کے سہارے نہ معلوم کے دن بہتا پہرا اسلیئے
کہ ہوش میرے کمان ٹہکانے تھے جو بیان کرون کہ کیئے دن مارا مارا پہرا آخر ش
مین نے ہوشمین آکر ایک ریت کے کنارے پر اپنے کو پایا اگرچہ مرجانا اوس مصیبت سے
کہین بہتر تہا مگر ظاہر ہے کہ جان ہر شخص کو پیاری ہوتی ہے مین نے اپنا بچنا
غنیمت جانا اور جست کرکے کنارے پر آرہا اور اوسی بدحواسی مین دور تک دوڑا
گیا و پہر ضعف و نقاہت سے گرکے بیہوش ہوگیا مین نہین کہہ سکتا کہ یہ معاملہ کسوقت
ہوا تہا لیکن صبحکو جب مین ہوشمین آیا تو ایک پہاڑ کو جو کوہ قاف سے کہین بڑہ کر تہا
اپنے سر پہ پایا بہوک سے نڈہال تہا طاقت رفتار کہان تہی کہ چل سکتا الا ظاہر ہے کہ بہوک
لیک بد بلا ہی گھسٹتا ہوا قریب ایک درخت کی پہونچا و چیان کہا کر پیٹ بہرا پیاس سے کلیجہ جلا جاتا تہا اوسکو
بے پانی پیئے کیونکر بجہاتا آخر ایک پانی کی دہار جو پہاڑ پر سے گرتی تہی نظر آئی اوسکے
نزدیک پونہچکر پانی پیا اور دو تین دن درختونکی چیان کہا کہا کر زندہ رہا اور طاقت
چلنے کی اپنے مین پاکر متحیر ہوا کہ اب یہان سے کدہر جاؤن اور کسصورت سے اس آفت
ناگہانی سے مفر پاؤن مگر کوئی تدبیر ہاتہ نہ آتی تہی آخر کو ارادہ کیا کہ اوس پہاڑ پہ
چڑہون اور دیکہون کہ پہاڑ کے دوسری جانب کیا ہی اور اس خیال محال سے پہاڑ پر

شادی کی تو میرے دلمین مغائرت پیدا ہوئی اور طمع نے مجھپر ایسا غلبہ کیا کہ مین اپنے بھائی سے
مستدعی ہوا کہ متروکہ پدری کو تقسیم کرلو اوس سعادتمند ازلی نے بلا عذر منظور کیا یہانتک
کہ بڑے بھائیکو ترغیب دیکر مین نے تبریز سے بلایا اور اسدرجہ اوسکے کان بھرے و باوجود
جاننے اس امر کے کہ جو کچھ آقا مقبول نے کمایا ہی وہ اسکو خداداد ملا ہی اور متروکہ پدری سے
کسیطرح کا لگاؤ نہین رکھتا آمادہ کیا کہ اوسکا کمایا ہوا خزانہ بھی بانٹ لین بمجرد اظہار مقبول نے
بلا تکرار تقسیم کردیا جو مفت مال بلا دقت و محنت ہماری ہاتہ لگا تو ہمنے ارادہ کیا کہ ہند کو
جائین بڑے بھائیکو عادت تجارت کی نہ تہی نہ مین نے اوس پیشہ مین مہارت بہم
پونہچائی تھی اسلئے ہم دونون کا ارادہ تہا کہ آقا مقبول کو بھی ہمراہ لین اور اوسکے سلیقہ سے
بہروسے پر منہ مین پونہچکر نوکری تلاش کرین مگر آقا مقبول راضی نہوا آخر ہم دونون
نکل کہڑی ہوے و جہاز پر سوار ہوکر چلے بندر عمان مین پونہچکر بانتظار ملنے جہاز کے
متوقف ہوے تو خیال مین آیا کہ ہمپر حج واجب ہے اور ہندوستان جاکر پہر عرب پونہچنا
دشوار ہوگا اسلیے بہتر ہی کہ اس فرض کو ادا کرین اور بعد اوسکے ہند کو چلین اس ارادہ کو
ایسا مستحکم کیا کہ ایک قافلہ کے ہمراہ مغلبہ کرکے سوار ہوے ہماری ساتہ چالیس آدمی رہے
ہونگے خوشی خوشی چلے جاتی تہے مگر وجہ وجوب حج وہی مال مفت تہا جسکو ہمنے خلاف دیانت
حاصل کیا تہا اسلیے اللہ تعالے کب پسند کرتا کہ مناسک حج ہم بجا لائین اور اپنے کو رستگار خیال
کرین چنانچہ جب بحر احمر مین پونہچے باد مخالف چلنے لگی ہاتہ پاؤن پہول گئے ساری خوشی
فراموش ہوگئی وہ امارت کی باتین جو ذہن مین تہین سہوا محو ہوگئین غرض وہ شبانہ روز
وہی کیفیت رہی اور نہین کہہ سکتا کہ امواج دریا نے کیسا کیسا لغلہ کو نیچا اونچا دکہایا ہمارا
تو چھٹی کا کیا منہ کو آیا تیسرے روز ہوا کم تو نہین ہوئی مگر رخ ہوا کا بدل گیا سچ ہی جون

پہچانتا اور وہ تک اس انتظار مین رہا لیکن اوسنے بھی کچھ پوچھا نہ کچھ زیادہ غور نہ کیا بلکہ چاہا کہ
دہان سی جاکر اپنے کام مین مصروف ہو پر میرے شفیق نے روکا اور وطن اور خاندان کا پتا پوچھا
تو اوسنے پہلے ایک آہ سرد دل پر درد سی کھینچی اور کہا کہ اے میرا تو تیر میرا حال سنکر کیا کریگا
وسوا اسکے کہ مجھکو جھوٹا جانکر مضحکہ کرے نہ تو کچھ تجھی فائدہ ہوگا نہ مجھی کچھ حاصل ہوگا ظاہر ہے
کہ اظہار روز جوانی بعالم پیری و بیان تونگری بحالت فقیری کوئی بھی سچ نہین جانتا
پس مہربانی فرماکر ایک شتربان بے حقیقت جان لے اور کچھ نہ پوچھ اور میرے
بیان سی دلکو رنجیدہ اور مجھی خجل و شرمندہ نکر میرے دوست کو بغیر میرے دزجوات
کے خود بھی شوق ہوا کہ اوسکی داستان کو سنے اسلیے کہا کہ ای پیر مرد تیقین کر کہ ہرگز تیرے
بیان کو نا معتبر نہ جانونگا اور عہد کرتا ہون کہ خندہ و مضحکہ نکرونگا بلکہ تا مقدور انجام مرام مین
سعی کرونگا اور اس درجہ کو اصرار کیا کہ بغیر اظہار اوسی کچھ چارہ نہوا کہنے لگا مین اپنی
داستان کیا بیان کرون مین ننگ خاندان مبتلای رنج و حرمان سکنای اس دیار
نہین ہون جدوآبا میرے ترکمان کہلاتے ہین اور مین اصل متوطن اصفہان کا ہون
میرا نام نظیر ہے میرا باپ عزم بروم مین دلالی کرتا تہا اور میرا بڑا بھائی آقا منظور تبریز مین
سپہ سالار یکی عہدہ پر مامور تہا مین اور میرا چھوٹا بھائی آقا مقبول اصفہان مین تہا
کہ یکبارگی بڑے بھائی نے مجکو بلایا مین تبریز کو چلا گیا اور چھوٹا بھائی وحشت تنہائی
سے کمبخت عزم بروم کو پلٹ گیا اور تھوڑی دنون مین وہ نہایت سلیقہ شعار ہوا اور مدت
سفر مین رہکر جو جو آفات سفر اوسنے اوٹھائین وہ بیان سی باہر ہین غرض اللہ تعالے
نے آخر کو مہربان ہوکر ایک خزانہ اوسی عنایت فرمایا اور وہ خوش خوش باپ کی حیات
مین گھر آیا تھوڑی عرصہ مین میرے باپ نے سفر آخرت کا کیا اور میرے چھوٹے بھائی نے اپنی


عدنی کی ملاقات کے بعد



باوجود نا تجربہ کاری کئی درندونکا شکار کیا اور بلا خوف وخطر اوس جنگل مین پھرتا رہا اور
داور ہمراہیون نی ہرن تو اسقدر کثرت سی شکار کیے کہ اونکی چمڑی بیجا ہی خود بار ہو گئی غرض ایک
مہینہ سی زیادہ زیادہ اوسی شکار مین بسر ہوا کہ موسم گرما آگیا شدت تمازت آفتاب اوس
ملک سی خدا کی پناہ جہان کبھی دو دو سال پانی نہ برستا ہو ظاہر ہے کہ وہان کی گرمی
کیسی سخت ہو گی اوسوقت تک باوجود پیہم سرزد ہونی سخت دو حادثونکی کسیکا دل اوسے
مائل نتھا مگر گرمی نے مجبور کر دیا تھا آخر وہ دامن کوہ سی سنار کیجانب جاہ گون نے مراجعت کی
جانورونکی چمڑونکا انبار بھی ساتھ ہوا اور اگر اونٹ اوس سے لدے مگر اونٹ وہانکی ایسی مضبوط
ہوتے ہین کہ مین نی اور مقام پر کبھی دیکھی ہین پھرتے ہوے جبکہ ایک جگہ پر پہونچے جہان
شدت دھوپ سے ہمارا قافلہ بانتظار سب کے یکجا ہونیکے ٹھہرا تھا ہم بھی ٹھہر گئے رفتہ رفتہ اہل
قافلہ و شتر و خچر بار برداری جمع ہونی لگے درمیان شتربانون کے مین ایک مرد نہایت
ضعیف پشت خمیدہ کو دیکھا کہ جسکی آواز میرے منجھلے بھائی کی آواز سی بہت مشابہ تھی
مگر بسبب اسکی کہ داڑھی اوسکی بہت بڑھ گئی تھی اور صورت مین تغیر بھی بہت آگیا تھا
ولباس بھی وہانکی لوگونکا پہنے ہوے تھا مین یکبارگی قبول نکر سکتا تھا کہ وہ میرا حقیقت
مین بھائی ہی مگر جہان تک غور کرتا تھا شکل و شمائل بھی ملتی تھی اور چال ڈھال بھی ہاتھ
لوگون سی مخالف پائی جاتی تھی مین نے ایک دوست سی جو میرا ہمسن و سال تھا اپنا منشا
ظاہر کیا اور چاہا کہ پہلے اوسے وہ بلا کر حسب و نسب کو بخوبی دریافت کرے اور انکشاف
حال کا قرار واقعی کرے مطابق میری خواہش کے اوسنے مضطربانہ شتربان کو اپنے
نزدیک بلایا اور نام پوچھا تو اوسنے وہی نام تبلایا جو میرے بھائی کا تھا تب تو مین
زیادہ حیرت مین آیا اور خیال کیا کہ اگر وہ حقیقت مین میرا بھائی ہی تو مجھکو کیون نہین

اسقدر بہاگا کہ ہودج اوندہا ہوگیا اور ہم لوگ سب گڑپڑی کہان تک شکر حافظ حقیقی کا
ادا کرون کہ ہمکو گرنیکا مقام ایسا اچھا ملا کہ بجز چند خراش اور خفیف صدمہ کے اور کچھ نہین
ہوا اور اوس بلای ناگہانی سے یون خدا نے بچایا بمشکل تمام وہ ہاتھی قریب شام کے
اوسقدر بلندی سی گرنا ہی کم نتھا ایک ہفتہ تک مین برابر درد مین متبلا رہا اور خواب مین
چونک چونک اوٹھا بہرحال وہ بھی ماجرا گذر گیا اوسکے بعد حادثہ تازہ درپیش ہوا اور شرح
اس مقال کی یہ ہی کہ ایکروز جو کئی بزرگوار بہر شکار کو روانہ ہوی تو ایک بڑا قوی وزبردست
گنیڈا اونکے روبرو نمودار ہوا ایک نے چاہا کہ دوسرے پر سبقت لیجای اور گنیڈے کو ماری بندوق
نوکر بہر بہر کے دیتے تھی اور چارون طرف سی شکاری گنیڈے پر بہر مار کرتے تھے
گنیڈا اول تو عموماً ایک غصہ ور اور زبردست جانور ہوتا ہے اور وہ تو خصوصاً
بہت ہی مہیب اور مست تھا بے پرواہ گولیان کہاتا ہوا حملہ کرنے پر مستعد تھا کہ
اوسی حالت مین ایک بندوق میرے دوست کے ہاتھ مین پھٹ گئی الاکسیکو اوسوقت
اضطرار مین کچھ معلوم نہوا جب وہ گنیڈا گرا اور سب لوگ حواس اجتماع کرکے یکجا ہوے
تو معلوم ہوا کہ نعمان میرے دوست پر وہ آفت بندوق کی ٹوٹنی کی آئی اور معلوم ہوا
کہ وہ بیچارہ جان سے گذر گیا لیکن شکر ہے کہ تردیک پہونچنے سے ثابت ہوا کہ فقط داہنی ہاتھ کے
تین اونگلیان ٹوٹ گئین اور کلائی ورخسار پر زخم شدید آیا ہی وجہ ٹوٹ جانے
بندوق کی یہ تحقیق ہوئی کہ گبھرہٹ مین بھری ہوئی بندوق کو خالی جانکر نوکر نے
پھر دوبارا گولی بھر دی تھی اوسوقت اوسکی سرزنش بیہودہ و بیکار تھی غرض نعمان کو
وہان سی اوٹھا کر لای چنانچہ وہ شام اور رات بڑی بے لطف گذری قصہ مختصر
اسیطرح کئی گنیڈے اور شیر و بلنگ و چرغ ہم لوگون نے شکار کئے اور میری بندوق نے بھی

گولی نہ پڑی مگر مسعود کے بازو کو توڑ کر نکل گئی اسوقت صرف بازو کا ٹوٹ جانا اور جان کا بچ جانا غنیمت سمجھا. جاتا تھا جب ہزار دقت و مشکل سے مسعود کو اوٹھا کر خیمہ مین لائی مین بیان نہین کر سکتا کہ کسقدر فکر اوس حادثہ سے مجکو کلفت ہوئی جراح ہمراہ تھا اوسنے زخم دہویا اور معالجہ شروع کیا اس سانحہ نے ہماری شوق کو کھو دیا اوسکے کئی روز بعد جب آثار صحت مسعود کی نمایان ہوے تو سب نے ملکر ارادہ کیا کہ اب شیر کا شکار کیجئے چنانچہ کئی شیر مارے ایک روز مین بھی ہاتھی پر سوار ہو کر چلا اور ایک شیر زبردست دور سے ہماری طرف آتا ہوا نظر آیا اوسوقت جو گڑبڑ شکاریون مین ہوتی تھی وہ قابل دید تھی وہ مثل جو مشہور ہے کہ غنیم کی آہٹ سنکر بڑے بڑے مرد خود بخود سے موڑہ کے پیچھے لگتی ہین وہان اس مقام پر صادق تھی نوکر بندوقین بھرتے تھے اور اپنے اپنے مالکونکو دیتے تھے غرض جسوقت وہ شیر برابر آیا بندوقین سر ہوئین شیر نے زخمی ہو کر شدت غیض و غضب سے جست کی اور اوس ہاتھی پر کہ جسپر مین سوار تھا حملہ کیا واسقدر اوچھلا کہ ہاتھی کی پیٹھ تک پہونچگیا اور پنجہ اوسکا ایک رسی مین پھنس گیا اوسوقت کی گھبراہٹ مجھے بیشتر یاد آتی ہے ہاتھیونکی چنگھاڑ سے تمام جنگل گونج رہا تھا وہر ہیونکا غلغلہ چرخ چہارم تک پہونچا تھا میری سوار یکا ہاتھی بھاگا نہ تو وہ کسیطرح رکتا تھا اور نہ برابر اوسکی کوئی اور ہاتھی جا سکتا تھا فیل بان اگر بیہوش از سر رفتہ تھا تو ہلوگونکی بھی گھگی بندہی ہوئی تھی بندوق فیر کرنیکا قابو نہ ملتا تھا مگر جہان تک امکان تھا متصل چیونکر بردار کرتے تھے مقام غور ہے کہ اوسوقت ہمارا کیا حال ہوگا دشمن زبردست تو بغلمین تھا اور ہاتھی جسپر سوار تھے بے قابو تھا معلوم نہین تھا کہ درختون سے ہمارا سر باش پاش ہوگا یا زمین پر گرکے ہمارا پیمانہ حیات وہ ہاتھی چور کر یگا یا زمین پر گرکے شیر ہمارا خون پیے گا آخرش جو خیال کرتے تھے وہی ہوا کہ شیر تو زخمی ہو کر گرا مگر ہاتھی ہمارا نہ ٹھہرا اور

پانی نہین برستا ہر کیف کوسن پہونچکر ہلوگون نے دامن کوہ سے جانیکا قصد کیا اور
شتر و خچر بار بردار یکے لیے مہیا کیے اور میری دوستون نے بوجہ تعارف سابقہ وہانکی دو
تین چار ہاتھی مستعار لئے دنبا بر شکار کوسن سے جانب مشرق روانہ ہوی جہان مین شکار
کے شغل کو اچھا جانتا تہا وہان یہ بہی بخوبی سمجہتا تہا کہ کبہی کبہی یہ شوق باعث صد گونہ تالم
و سبب رنج و غم و شدائد تم ہو جاتا ہی چنانچہ دامن کوہ مین چار روز کے شکار کے بعد میرا خیال
صادق آیا اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایک روز مین تو بوجہ ضعف و ماندگی کے باہر نہین
گیا تہا مگر کئی نوجوان ہم عمر اور میرا لڑکا بندوقین سانہ لیکر گہوڑون پر سوار جنگل کیجانب روانہ
ہوے اور ہر نونکے شکار مین جو باہم فراط تمام وہان تہین متفرق ہوکر مشغول ہوے دو بہائی
گبرد و مسعود و محمود نام ایک سمت گئے اور دیکہا کہ ایک غول آہونکا ایک طرف چر رہا ہی مسعود نے
محمود سے کہا کہ تم اسی موقع پر ٹہہرو مین دوسری طرف جاکر آہونکو گیرتا ہون اور بہائی
نشانہ کے برابر اونکو ہانک کر لاتا ہون یہ کہکر ادہر وہ تو ادہر گہوڑا بڑہاکر چلا اور
کمین جہاڑی مین غائب ہوگیا اور ادہر محمود ایک سمت اوجل ہوکر گہات مین لگ رہا
تہوڑی دیر کی بعد ہرن آہستہ آہستہ چرتے ہوے محمود کی برابر آے فورًا اوسنے بندوق
لگائی مگر وار خالی گیا وہرن چوکڑیان بہرتے ہوے بہاگ گئے محمود منتظر تہا کہ مسعود آواز بندوق
کی سنکر آتا ہوگا مگر وقت انتظار بہی گذر گیا اور مسعود نہ آیا تو معہ اپنے ملازمون کے محمود
متجسس ہوا کہ ناگاہ مسعود کا خالی گہوڑا دوڑتا ہوا نظر پڑا گہبراکے جو آگے بڑہی دیکہا کہ
مسعود اوندہی منہ پڑا ہوا ہی اور خون مین شرابور ہی اوسوقت جو رنج محمود کو ہوا ہوگا خود بخود
ظاہر ہی بیان کرنا اوسکا بے سود ہی معلوم ہوا کہ جسوقت ہرن سامنے آئی تہی مسعود اونکے
مقابل مین بہی پیچہے تہا اور محمود کو نظر نہ آتا تہا جسوقت محمود نے بندوق خالی کی ہرن تو

دعا کرتا تھا سالومن یوشع میرے دوست بھی وہان موجود تھی اور اونکی استعانت سے
میری دوکان کا کام اچھی طرح سے انجام پاتا تھا بعد استقامت چندروز کے بہت سے آدمیونسے
کہ جن سے پہلی مجھسے تعارف نہ تھا بوجہ کثرت ملاقات کے بڑی محبت ہوگئی نئے دوست
اکثر ہوگئے میری بیٹے کو بھی وہانکی لوگونکی صحبت سی فائدہ کثیر ہوا واوسنے مذکور درندون
اور جانوران صحرائی کا سنکر بوجہ اُمنگ جوانی مجھسی درخواست کی کہ اگر چندی کسی جانب
اتفاق سیر کا ہوتا کہ جہان اون جانورونکو کہ جنکو مین نے کبھی نہین دیکھا دیکھتا تو
بہت خوش ہوتا وبعضی میرے احباب اور لڑکے کے دوست بھی چلنے پر آمادہ
وتیار ہوے چونکہ شوق شکار مردونکی واسطی انتہا کو مفید ہی ومین ہمیشہ سی اس شوقکو
اچھا سمجھتا تھا کہ سوای مفرح اور دلچسپ ہونیکی حالت بیشغلی مین خیالات فاسد سے
حفظ ہوتا ہی اور چلنے پھرنے سے اعضا مین قوت وہاتہ پاؤن مین طاقت آجاتی ہے
وسستی وکاہلی دفع ہوکر محنت ومشقت کی عادت ہوجاتی ہے وسوای اسکے جرات
وہمت جو مردونکے لیے ضرور ہے بڑہ جاتی ہے اور فکر ومنصوبی جو شکار کے ماز مین
کرنے پڑتے ہین وہ مرد کو اچھا تجربہ کار ولائق میدان کارزار کردیتے ہین لہذا
مین نے منظور کیا وہلوگ دریای نیل مین سوار ہوکر روانہ ہوی خوبی دریای نیل کی مینے
اپنی پہلے سفر کے حالات مین بہ توضیح تمام بیان کی ہے چنانچہ بسرعت مالاکام ہلوک
ڈنکولا مین پہونچگئے وہ شہر وسط سلطنت نیوبیا مین واقع ہی ظاہر ہی کہ یہ میرا سفر
کسی عرض منفعت زرسی نہین تہا بلکہ اتفاقی محض سیر وتفریح کی وجہ سی ہوا انتہا اسواسطے
بعد توقف دو ہفتہ کے کوسن کے ذریعہ دریای نیل کے روانہ ہوا وہ مقامات ایسے نہین ہین
کہ مین اونکی اوصاف بیان کرون وہان گرمی بشدت ہوتی ہی اور کبھی دو دو برس

لیے اپنی دونون لڑکون کو جو ماشا اللہ بہت فہمیدہ اور اطوار سنجیدہ رکھتی تھے ساتھ لیا اور
جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور خدا کی فضل سے مع الخیر بندر مسقط مین پہونچا اور وہانکی
کاروبار کو رونق پر پاکر خدا کا شکر بجالایا تھوڑی توقف کے بعد چھوٹی بیٹے کو مین نے
اوسی مقام پر چھوڑا اور بقصد مصر وہان سے روانہ ہوا ایسی ساعت سعید مین مین
چلا تہا کہ کوئی امر مکروہ پیش نہ آیا و بکمال آسائش بندر سوئز مین جا اوترا میرے
لڑکے نے اوس سے پہلے کبھی سفر نہین کیا تہا اسلئے مجکو اندیشہ تہا مگر بخوشی اونسی تعب
اور سختیون سفر بحر و بر کو اوٹہا لیا اور میری مرضی کی موافق تحمل کیا ہنوز مین اوسی
مقام پر تہا کہ زاہد ابن بشیر بھی وہان وارد ہوا اور ہم دونو ایک دوسرکی ملاقات
سے خوش ہوی خصوصًا جب اوسنے بیان کیا کہ مقدمہ ازدواج ثانی میری حق مین
ایسا مفید ہوا کہ مین نے اون ایام فکر مین بخوبی اون سب دوستون کی دوستی کو
جو مجھسے محبت کا دم بھرتے تہے بخوبی پہچان لیا اور اوسوقت سی دوستان ظاہری
کی محبت مصنوعی سے جو مین مبتلہ ہوا تو مین نے بڑی محنت و مشقت کی اور اوسنے اپنی کاروبار
کو خوب ترقی دی جس سے یہ فائدہ ہوا کہ میری مقدرت اوسوقت سی بیس گونہ
بڑہ گئی بعد اوسکے مین نے ہرچند رد کا مگر خواجہ زاہد نے مجمع عام مین میری سلوک کا
شکریہ ادا کیا اور مجھسی جو روپیہ لیا تہا واپس کیا و میری عذر کو نہ سنا بلکہ مطمئن کیا
کہ خدا کی عنایت سی میرے پاس بہت کچہ ہی زاہد کی اس حرکت نے میرے عقیدہ کو
اوسکی جانب زیادہ کیا بعد اوسکے مین وہان سی روانہ ہوکر شہر قاہرہ مین پہونچا اور
شہر کو عدالت و انصاف سی معمور پاکر بہت مسرور ہوا سلطان محمد اول کے عدل و
انصاف کے ہر ایک ثنا خوانی کرتا تہا اور نماز پنجگانہ مین اوسکی طول عمر و بقای سلطنت کی

اختلاف ہوا کہ آخر کہان جانا چاہیے بعضونکی راے تہی کہ ملک عرب مین پناہ لینی چاہیے تا وطن بہی قریب ہو اور آفات سے حفظ ہو اور بعضی شام کیجانب اور کوئی مصر کی روانگی کا مشورہ دیتا تہا مگر میرا دل عرب اور شام کے جانے پر راضی نہ ہوتا تہا کہ وہانکے لوگونکی سختی اور قساوت قلبی سے مین سخت گہبراتا تہا اور مصر مین اگرچہ مین سمجہتا تہا کہ نہایت خوش و خرم و باطمینان رہ سکتا ہون مگر یوم عزیمت سے شہر قاہرہ کا اسقدر فاصلہ تہا کہ اہل و عیال و اہمال و اثقال کے وہان پہنچانے مین علاوہ صرف زر کثیر کے ترک کنبہ و قبیلہ کا اندیشہ و مفارقت عزیزون کا زیادہ خیال تہا پس مین سوچا کہ اس امر مہم کو جلدی کر کے اختیار نکرنا چاہیے بلکہ پہلے خوب غور و فکر کرنا چاہیے کہ اگر اپنے ملک قدیم کو چہوڑ دون تو کہان جاؤن چندی مین اس فکر مین پریشان رہا کہ ۱۷۲۲ء مین محمد نے بعد بہمرسانی بڑی شوکت کی دارالسلطنت پر حملہ کیا اور حضرت حسین مرزا کو محروس کر کے تخت فرمانروائی پر بیٹہ گیا اور حکومت کرنے لگا ظاہر ہے کہ اوسکی حکومت صغار و کبار کو ناگوار تہی اور وہ بہی اپنی بادشاہت کو ایسا جانتا تہا کہ جیسے کوئی مستاجر کسی زمینداری پر قبضہ پاکر اپنے شوکت و حکومت بلا خیال منفعت سکنای دیہ پر ظاہر کرتا ہے ہر طرف سامان ناکامی و ادبار تہا عاملان جفاکار و ستم شعار مقرر تہے جو خراج زمین بے حد لیتے تہے اور مال تجارت پر بہی سرے کا محصول لگاتے تہے ہر ملازم اپنے کو بادشاہ وقت تصور کرتا تہا اور دست ظلم کا دراز کرتا تہا مشاہدہ اس حال کے مجکو قابو تحمل کا نرہا ولا چار ہوا انجام کو حمایہ خیالات میرے بوجہ پابندی علایق و رشتہ داری خام نکلے اور ایسے ایسے اسباب سد راہ ہوے کہ جنکا بیان کرنا باعث رنج کا ہی اور وہ میرے یادداشت خاص مین مندرج ہین کسیطرح ممکن نہ ہوا کہ وطن کو چہوڑ دون تاہم تیسرہوین فروری ۱۷۲۳ء کو

منصب وجاگیر کی بادشاہ فرماتا تو آغا حسین کبھی منظور نکرتا اسواسطے کہ وہ بجز اطاعت
الٰہی کسیکی بندگی کو درست نہین سمجھتا تہا وانپنے کو آزاد رکہتا تہا القصہ مین وہانکے لوگونکی
روش سے اسقدر خوش ہوا کہ کئی مہینے تک مقیم رہا اور پہراونہین کی صلاح ومشورہ کے
موافق روانہ ہوکر بلا وقت اپنے گہر عنوم بروم مین دوبرسکی بلد، ۲۱ فروری سنہ ۱۷ کو
پہونچ گیا مجکو امید تہی کہ وہان امن وامان ہوگا اور کوئی فتنہ نہ کہڑا ہوگا کیونکہ خراسان
اور سرحد افغانیہ فاصلہ پر تہی چنانچہ تہوڑے دن خیر سے گذری مگر دریافت ہوا کہ عبداللہ
جو بجای میر واعظ کے حکمرانی فسادیونکی کرتا تہا محمد یوسف پسر میر واعظ نے مار ڈالا اور محمد
بجای اوسکی ہنگامہ کر رہا ہی اور تہوڑے دنون مین اوذبکون نے تمام صوبہ خراسان کو
خاک سیاہ کر ڈالا و دوسری جانب گردستانیون نے بہی بغاوت کا نشان کہڑا کیا
اور دروازہ اصفہان تک ابواب امن وامان کو بند کیا تب تو مین سخت حیران ہوا
اسواسطے کہ کام تجارت کا بالکل بند ہوگیا اور آمد ورفت تجارونکی معطل ہوئی
ہر چند مین سوچتا تہا کہ کیا کرون مگر کوئی تدبیر راست نہین آتی تہی اہل وعیال وگہر با
عزیز واقربا و دوست وآشنا کو چہوڑکر نہ تو پردیس کا جانا بنتا تہا نہ وہان قدم استقلال
ٹہہرتا تہا چنانچہ اس فکر واندیشہ مین بہی عرصہ گذرا اور دن بدن تردد بڑہتا گیا یہانتک
کہ سردار عرب نے خلیج فارس پر بہی قدم مداخلت رکہنا شروع کیا اور حاکم مسقط نے رفتہ رفتہ
جزائر پر اپنا حکم جاری کیا تب تو مین نے اپنے عزیز قریب ودوستونسے مشورہ کیا کہ انجام یہان
رہنے کا نیک نہین معلوم ہوتا ہم سب خراب ہونگے کوئی تدبیر بچاؤ کی کرنا چاہیے اور اس
سے ٹہنڈی ٹہنڈی نکل چلنا ابہی تک اختیار مین ہی پہر یہ بہی محال ودشوار ہوگا چنانچہ
اسپر تو سب نے اتفاق کیا کہ اس ملک کو چہوڑ دینا مناسب اور ضرور ہے لیکن ہمین

امامیہ تہا اور انتہا کا غلو اپنے مذہب کا رکھتا تہا و بلا خیال نوعی باعلان تمام اظہار اپنے
اعتقاد کا کرتا تہا و خیر اندیشونکی صلاح پر بھی امور خفا مین کان نہ دیتا تہا بہرحال اوسنی
بنیاد سلطنت ایران کی ڈالی اور ۹۳۳ھ مین شہر اردبیل مین انتقال کیا چنانچہ نوبت
بنوبت تخت سلطنت خاندان صفوی مین چلا آتا ہے غرض اب جو یورش افاغنہ سے
فساد ہوا تو بعض شورہ پشتون اور جاہلون نے اظہار اپنے مقصد کا بطور اخفا آغا حسین سے
تحریر کرا کیا کہ آپ خاندان صفوی سے ہین اور ہمنام شاہنشاہ حال ہین پس اگر آپ منظور
کرین تو ہم آپکے ساتہ ہون اور محاربات اور مقابلات کافی کرین اور تخت سلطنت پر
آپکو پہونچائین بمجرد ملنے اس تحریر کے موافق آئین شہر مزدوہ نیک مرد تہا اپنے محلہ کے
بزرگ کے پاس گیا اور تحریر اہل فساد کو اوسکے نظر سے گذرانا بعد خوض و غور جواب دینا
بزرگ نے دوسرے روز پر ملتوی کیا اور اکابر شہر کو جمع کر کے مشورہ کیا سنے بالاتفاق
آغا حسین کو بلا کر پوچہا کہ آیا آپکو منظور ہے کہ بطمع تخت سلطنت اون لوگون کا
جنہون نے آپسے درخواست کی ہی ساتہ دین آغا حسین نے بیان کیا کہ مجکو ہرگز خواہش
نہین ہی بلکہ مین نے اس خیال سے یہ تحریر پیش کی ہے تا شور بختونکا استیصال ہو اور
امن و امان مین فتور نپڑے بدریافت اسکے ہر ایک نے تحسین و آفرین کی اور فورًا
حاکم شاہی کو اوس تحریر پر آگاہی دی اور خود بھی اہل شہر واسطے گرفتاری معاندین
کے مستعد ہوے چنانچہ کئی آدمی گرفتار کیے گئے اور بحفاظت تمام اصفہان کو
روانہ ہوے یہ تو مین نہین جانتا کہ اونکو کیا سزا دی گئی اور نہ مجکو اطلاع ملی کہ
بادشاہ نے قدردانی آغا حسین کی کی یا نہین لیکن مین خیال کرتا ہون کہ اوس نا پرسانی
مین اول تو بادشاہ تک خبر پہونچی بہی نہوگی اور اگر پہونچی بہی ہوتی اور تجویز کسی

قوت اور شوکت حاصل کر کے حاکم آذربایجان پر حملہ کیا اور اوسکو شہر اردبیل سے
نکالدیا اور اپنی شادی دختر سردار ترکون سے کی جس سے سلطان حیدر پیدا ہوا انجام کو جب
زخم تیر سے جنید نے انتقال کیا تو سلطان حیدر جانشین ہوا اور اپنی مامون سردار
ترک کی لڑکی سے شادی کی اور خوش گذران دولی مشہور رہا اوس سے سلطان علی
وابراہیم مرزا سلطان شاہ اسمٰعیل متولد ہوے بعد وفات ان سردارون کے
سلطان حیدر نے صوبہ شروان پر حملہ کیا اور اپنے باپ کے خون کا بدلا چاہا
اور اتفاق قضاؤ قدر سے زہر میت پاکر مارا گیا وسلطان علی جانشین اپنے باپ کا ہوا
پوچہ نا اتفاقی خاندان جدی ومادری آپسمین مناقشہ ہوا اور یعقوب نامی ترک جو
رشتہ دار سلطان کے نانا کا تہا درپے آزار رہا اور آخر کار اوسنے سلطان کو گرفتار
کیا اور چار برس تک قید مین رکھا کہ اوسی قید سخت مین سلطان نے جان دی اور
دوسرے دونون بہائی بہاگ گئے یہان تک کہ ابراہیم مرزا نے بہی وفات پائی
اور صرف شاہ اسمٰعیل جو نہایت کم سن تہا باقی رہگیا مگر چون ہمدرتہا اسلئے آثار رشد و
کامرانی وعلامات خوش طالعی اور بخت بلندی پیشانی سے ظاہر تہے جسوقت
چودہ سال کی عمر کو پہونچا تدابیر صایبہ اور ترددات شایستہ سے اپنے بہت سے شریک کے
اور بلا ہیم وہراس حاکم شروان پر چڑہائی کی اور اوسکو مغلوب کر کے قوت وشوکت
بہم پہونچائی اور سردار ترک قاتل سلطان علی کو بہی مفرد ل کر کے عنان حکومت
کی لی اور شہر ہریر کو اپنا مقام حکومت قرار دیکر آذربایجان اور شروان پر حکمرانی
شروع کی وبرابر محاربات کرتا رہا یہان تک کہ چار سال کے اندر شاہنشاہ ایران ہو
اور ایران وخراسان وبغداد مین سکہ وخطبہ اپنا جاری کیا طریقہ اس بادشاہ کا

اون لوگون کی ذات ستودہ صفات ملائکہ سے کہین بہتر وخوشتر ہے کیا ممکن کہ کوئی
کلمہ یا قول وفعل اونکا خلاف احکام شرع کے ہو اور ممکن کیا ہی کہ کیسکی خاطر سی کوئی
کلمہ خلاف منہ سی نکالین یا مزید اخلاق یا خوف وڈر شاہی ہا اوراکین دولت سلطنت
سے کسی مناہی کے ارتکاب پر مشورہ دین تمام شہر کے لوگ پروانہ وار اوپر اپنی جان
ومال کو تصدق اور نثار کرتے ہین اور وہ بہی بلا خیال اعتقاد وطریق ومذہب وملت
تمام بنی آدم کو اپنا قوت بازو اور عزیز جانتے ہین آغا حسین نامی ایک بزرگ اوس
شہر مین چند روز سی وارد تھے اونکی اوصاف جمیلہ اور خصائل پسندیدہ اسدرجہ کو لائق
یادگار ہین کہ مین کبھی نہ بھولونگا وہ بزرگ قدیم متوطن شہر اردبیل کے تھے جو فارس کا
دارالسلطنت قبل سکندر ذوالقرنین کے تھا وخاندان اونکا صفی الدین سی تھا کہ جسکا سلسلہ
حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے ملتا تھا صدرالدین خلف صفی الدین کا زہد و
تقوی چار دانگ عالم مین مشہور ہی چنانچہ امیر تیمور گورکان صاحب قران سا بادشاہ
بعرض حصول دعا اونکی خدمت مین گیا اور اپنی فتح یابی کی دعا کا سائل ہوا تو حضرت
صدرالدین نے دعا کی معاوضہ اپنی مناجات کا یہ چاہا کہ جسقدر ترکون کو بادشاہ نے
قید کیا ہی چھوڑ دیوی بمجرد دریافت اس خواہش کے شاہ امیر تیمور نے
ترکونکو چھوڑ دیا کہ ترک اتبک شکر گذار ہین اور انجام کو خاندان صفی الدین سی شاہ اسمٰعیل
صفوی بادشاہ فارس ہوا چنانچہ تواریخ سی معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ علی جنید نے جو دودمان عالی
حضرت صفی الدین سی تھا تقوی وطہارت مین بڑی ناموری حاصل کی اور اونکی نبیرہ
جنید نے مذہب صوفیہ کا اختیار کرکے پیری ومریدی کا طریقہ جاری کیا اور تھوڑے
دنون مین اسقدر کثرت مریدونکی ہوگئی کہ وہ بجای خود ایک لشکر عظیم تھا اور اسطرح

بعد رات کے کہانا کہانے کے مسلمان و گبر محلہ کے بزرگ کے یہان جاتے ہین اور بسیطرح کا
تعصب بزرگی مین اوس مرد مقدس کے بوجہ اختلاف مذہب نہین کرتے و غرض اس اجتماع سے
یہ ہوتی ہی کہ اگر کوئی نیا امر موافق یا مخالف مزاج اوس بزرگ کے واقع ہوا ہو تو وہ اسپر مطلع
کرے یا کسیکی شکایت اوس تک پہونچی ہو تو وہ تنبیہ کرے یا جس کار خیر و نیک کا سرانجام
منظور ہو اوسکو بیان کرے حاصل یہ ہی کہ گبر و مسلمان سب پیروی اوسکی احکام کی
کرتے ہین و غیر محلہ والے بہی دوسرے محلہ کے اہل تقدس اور بزرگ سے بلا تفریق مذہب و خیال
وملت ہر صبحکو دوسرے یا تیسرے روز ملتے ہین وہ ہر گاہ کوئی امر اہم درپیش
ہوتا ہی جسمین تمام شہر کی بہلائی یا برائی متخیل ہوتی ہی تو ہر محلہ کے اکابر ایک مقام
خاص پر صلاح و مشورہ کرتے ہین اور جو قول فیصل ہوتا ہی اوسپر یکدیگر اتفاق
کرکے شب کو عند الاجتماع اپنے اپنے محلونکے لوگونکو مطلع کرتے ہین اس طریقہ سے
کبھی کسی مین رنج و نفاق کا اتفاق نہین ہوتا اور نہ اونکو احتیاج رجوع کرنے
اپنے معاملات کی عوام الحکام سے ہوتی ہی گالی گفتہ مار پیٹ کرتے ہین نہ کسیکو
وہان نہین سنا لین دین مین بہی بگاڑ نہین ہوتا اسواسطے کہ بزرگان محلہ
عند المناقشہ ہر روزہ طی کر دیتے ہین پس بکمال امن و چین سے وہ لوگ
بسر کرتے ہین باہر کے تجار جو وہان جاتے ہین اور اہل پیشہ کو پیشگی دیتے ہین اونکو
بہی کبھی کسیطرحکی دقت پیش نہین آتی اور تعلیم اولاد بہی اچھی طریقہ سے ہوتی ہی
اٹھارہ اونیس برسکے سن و سال مین نوجوان علم و فضل و کسب کمال کرکے
مانند اپنے والدین کے ستودہ خصال ہو جاتے ہین مین نے اوس شہر مین جن
فاضلون کو دیکہا اور ملاقات کی ہزار دل سے آجتک اونکی عقیدت رکہتا ہون سبحان اللہ

ضرورت جانیوالا اپنے گھر آتا ہی چاشت کی قبل قبل اسطریق کی آمد و رفت دوشنبہ بند ہو جاتی ہی
بلکہ بوقت چاشت ماحضر تناول کر کے زن و مرد اپنی اپنی کام مین مستعد و سرگرم ہوتے ہین
اور علی الاتصال اپنا کام جس سے معیشت متعلق ہوتی ہی سرانجام کرتے رہتے ہین تقریب
دو بجی کے کہ جنکی مکانون سے مسجدین نزدیک ہین وہ مسجدون مین ورنہ اپنے
مکان پر ظہرین کی نماز پڑہتے ہین اور تین بجے کیوقت فواکہات سے تفنگ کچھ کہا کی پھر اپنے
کام مین حسب معمول مشغول ہوتے ہین اور عروب آفتاب جہانتاب کی ایک گھنٹہ
قبل اپنے اپنے کام سے انفراغ حاصل کر کے منہ ہاتہ دہوتے ہین اور مکانون سے
باہر آکر اون مسجدون مین کہ جہان محلہ کے لوگونکا اجتماع معمولی ہوتا ہی جاتے ہین اور عروب
آفتاب تک بات چیت اور امور ضروریہ مین ایک دوسرے سے مشورہ کرتا ہی یہان تک کہ نماز
مغرب کو اوسی مسجد مین پڑہکر منتشر ہوتے ہین اور اپنے اپنے گھرون پر پہونچکر کہانا
کہاتے ہین اوسکے بعد بالعمرہ اپنے محلہ مین جسکو بزرگ یا صاحب عقل و فضل و اچھا جانتے
ہین اوسکی خدمت مین حاضر ہوتے ہین اور جلسہ خطیبی کر کے اپنے مکانونپر چلے جاتے
ہین اور اپنے اہل و عیال سے ساڑہے آٹہ بجے تک بات چیت کرتے ہین اوسکی بعد
سو رہتے ہین اور یہ دستور فقط مسلمانونکا ہی نہین ہی بلکہ بزرگ دشتی جو اوس شہر مین
بیشتر رہتے ہین اونکا بہی یہی معمول ہی کہ وہ بہی صبحکو اوٹہ کر بڑے آتش کدہ پر جاتے
ہین اور اوسیطور سے کہ جیسا مسلمان اپنے دوست و آشنا دنسے ملتے ہین وہ بہی
ملاقات ایک دوسرے سے کرتے ہین اور ایک وقت پر کہاتے پیتے ہین اور دو بجے کیوقت
وہ بہی پرستش اپنے مذہب کے موافق کرتے ہین اور ایک گھنٹہ دن باقی رہی اپنے اپنے
کام سے سبکدوش ہو جاتے ہین اور اپنے معابد پر جمع ہوتے ہین و بلا قید مذہب و ملت

البتہ یہ خوب ہوا کہ درمیان اون سرکشون کی بہی آتش فتنہ مشتعل ہوئی اور میر واعظ کو
اوسکے بہائی عبداللہ نے ہلاک کیا اور خود سرگروہ بنا یہ حال دیکھکر مین مشہد مقدس سے
روانہ ہوا اور اثنای راہ مین بہی دیکھا کہ غارتگرون کے ظلم سے شور و ہلاہل برپا ہے
و غدر ملک مین مچا ہے کوئی کسیکو نہین پوچھتا میرا قصد تہا کہ اصفہان کو جاؤن اور
وہان پناہ لون لیکن راہ اسقدر بے امن تہی کہ کسیطرح ممکن نہوا اسواسطے مین یزد
کیجانب روانہ ہوا مذکورا اون خطرات کا جنکا ظہور غیر امن راہون مین ہوتا ہی فصول ہے
الغرض بہزار خرابی و دقت و دشواری مین شہر یزد مین پہونچا یہ شہر قدیم ہی چونکہ روے
زمین پر وہان سے بہتر شطرنجیان کہین تیار نہین ہوتین اسلئے نام شہر مذکور کا ہر مقام پر
مشہور ہی مین اوس شہر مین پہنچکر نہایت خوش و مسرور ہوا اور اوس شہر کے روسا کے
اخلاق حمید اور اشفاق بعید سے تمامی مصائب جو راہ مین اوٹہاے تہے بہول گیا
واہ کیا انسان ملک خصال ستودہ افعال اوس شہر کے ہین ہر وقت اونکی روش عادلانہ
اور طریقہ حکیمانہ یاد آتے ہین مین نے اونکا یہ معمول اور دستور دیکھا کہ سبکی سب
زن و مرد نور کے تڑکے اپنی اپنے بچھونون سے اوٹھکر ہاتہ منہ دہوکر موافق احکام اپنے
شریعت کے طہارت ظاہری بالتی کرتے ہین اور حتی المقدور جامع مسجد مین نماز پڑہنے کو
جمع ہوتے ہین بعد نماز کے ٹہل ٹہل کر سیر کرنے کو چلے جاتے ہین اور آفتاب کے بلند
ہونے پر قبل تمازت آفتاب کے جس احباب و دوست سے اوسروز ملاقات کرنی
مدنظر ہوتی ہی اونکے مکانون پر جاتے ہین وہ جسکے مکان پر جاتا ہے اوسکی مکان
کو مثل اپنے مکان کے تصور کرتا ہی اگر صاحب خانہ گہر مین ملگیا تو وہ تواضع و تکریم
برادرانہ کرتا ہی اور چاہ قہوہ پلاتا ہی وحقہ اونکے سامنے رکہتا ہی اور بعد مکالمہ محبت و اظہار

تھا کہ میرے دوست بہزاد نے اوس جاہل سردار کو مجھسے بدگمان کیا ہوگا اگر معلوم بھی
ہوتا تو میں کب معتبر جانتا بہزار مشکل سپہ سالار نے مجھسے کہا کہ اگر کل تک صحیح حال گرجن حا
کا بیان نکروگی تو قتل کرون گا اسطرحسے بھی اوسوقت کا چھوٹنا میں نے غنیمت جانا
اور اپنے ٹھکانے پر آیا تو بہزاد کو نہ پایا سنا جسوقت کہ میں سردار کے پاس گیا تھا اوسیوقت
بہزاد نے میرے پٹارے سے تھیلی اشرفیونکی نکالکر اور کمر میں اپنی رکھکر ہمراہ ایک دستہ
سوارونکی جو کسی مقام پر تعینات ہوا تھا روانہ ہوگیا بدریافت اسکے مجھے یقین ہوگیا
کہ یہ کام حقیقت میں اوسی وفادار کا ہے کیا کہون کہ کس اندیشہ وفکر میں خدا خدا کرکے
وہ دن کٹا نوبجے رات کے بجے ہونگے کہ وہ فتنا لشکر میں ہل چل ہوئی کہ سپہ سالار کو
سانپ نے کاٹا ہر شخص بجاے خود متردد ہوا بیچارا میرا اصل حال سننے بھی
نہ پایا تھا کہ پیغام موت کا اوسکو آگیا اور مار اجل اوسکو کھاگیا میری جان تو یون بچی مگر صبحکو
میرے پاس کھانے کو بھی نتھا میں نے اپنی ایک دوست سے اپنا سارا حال پرملال کہا
اوسنے پیروی کرکے مجکو خدمت اخبار نویسی پر جسکا مجکو بعنایت الہی بخوبی سلیقہ
تھا متعین کروادیا غرض دو مہینے وہان بمجبوری میں نے بسر کی اور زاد راہ بہم پہونچاکر
چند سوارونکی سانہ جو مشہد کیجانب آنے والے تھے روانہ ہوا خدا خدا کرکے اپنے گھر
پھونچا باستماع اسحال پرملال بیوفائی بہزاد کے میں نے کہا کہ وفاداری صفحہ روزگار سے
محو ہوگئی ہے الا یہ قصہ نادر ہی کہ بہلا روپیہ لینے تک تو خیر تھی مگر اوس نابکار بدکار
نے جان ہی لی تھی خدا نے بچایا حاصل کلام ٹہانو نے تو ہر بونگ مچا ہی رکھا تھا
مرزا عظا نامی ایک مفسد ٹہانو نکے سر گروہی پر آمادہ ہوا اور اوس نے اسقدر یورش کی
کہ ملک درمیانی خراسان اور اندخس پر قابض ہوگیا اور لشکر بادشاہی ٹاپا ہی کیا

رکھوادیا اوسکا بہت کچھ شکریہ بہزاد نے ادا کیا اور بہمہ تن میری خدمت کرتا رہا چار مہینے کے بعد
اوس لشکر نے گرجن خان کے مقابلہ کیواسطے کوچ کرنا چاہا تو میرے دلکو دہڑکا پیدا ہوا
کہ یہان سے جانے کے بعد پھر آنا محال ہے اسواسطے بہتر ہے کہ اپنی اشرفیان گاؤن سے
لے آؤن ورنہ شاید بعد روانگی لشکر امانت دار بھی جواب دے چنانچہ مین گیا اور ہزار اشرفی
اوس مرد نیکوشعار پر کہ میری خاطر اول سے بھی زیادہ کرکے اشرفیان مجھ حوالہ کین اور کہا
کہ خیر تم ان اشرفیونکو لیتے جاتے ہو لیکن آخر کو افسوس کروگے کہ ناحق جلدی کی
اسواسطے کہ تمام دنیا مال کی دشمن ہے مگر مینے کچھ خیال نہ کیا اور لیکر مقام پر آیا و ایک پٹارہ
مین اشرفیون کو رکھدیا اور دوسرے روز لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا اثنای راہ مین بہزاد
کی نوکری اردلی خاص سپہ سالار مین ہوگئے بہزاد نے چاپلوسی اور خوشامدی سپہ سالار کو
راضی کیا دنسوین منزل ہوگی کہ مین نے بضرورت اپنے پٹارہ کو کھولا تو اتفاقاً بہزاد نے
تھیلی اشرفیونکی دیکھی مگر اوسکو واقف ہوجانے سے مجھکو کچھ اندیشہ نتھا کیونکہ ہر طرح اوسپر بھروسہ تھا
اور وہ میرے باپ کا رفیق تھا پس مینے کچھ پروا نکی اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ گرجن خان
دوسری ہمت کو چلا گیا بنابران لشکر بھی متوقف ہوا روانگی لشکر سے پندرہوان روز تھا
کہ ایک سوار فرستادہ سپہ سالار میرے بلانیکو آیا مین نے اوسکو آسان جانا اور معمولی
خیال کرکے بے تکلف چلا گیا جیسے ہی میری صورت سپہ سالار نے دیکھی خلاف امید کے
نہایت برانشفتہ ہوا اور کہا کہ تم گرجن خان کیجانب سے اس لشکر مین رہتے ہو اور اوسکو
خبرین بھجواتے ہو اور تمہاری مخبریسے وہ یہان سے چلا گیا بھر دنسے اس تقریر کے مجھے
سکتا ہوگیا کہ بارخدایا یہ کیا معاملہ ہے ہرچند اپنی بیقصوری ظاہر کی لیکن وہ کب سنتا تھا
اور اسقدر میرے مخبر ہونے پر وثوق رکھتا تھا کہ میرا بھی کہنا سننا عبث تھا مجھکو یہ معلوم

کوئی نہ کوئی عذر مین جہین لینے پر اکتفا نکریگا بلکہ ماریہی ڈالے گا اسواسطے اپنے موکل سے
درخواست کی کہ وہ امانت رکھے اور عند الضرورت مجھی دے پہلے اونسے عذر کیا کہ بابا
حال ملک کا ابتر ہی مجکو اپنی سلامتی کی کب امید ہی پس کیونکر امانت دار ہو سکتا ہون
مگر میرے انتہاے اصرار سے لاچار ہوکر قبول کیا مین فقط دس اشرفیان لیکر وہانسے
رخصت ہوا اور پھر لشکر سلطانکو اونھین سوارون کے ساتہ جو دہلی وہانی کو گئی تہے واپس آیا
اور نہایت متاسف ہوا کہ وہ میرے دوست اور کسی مقام پر تعینات ہوکر روانہ ہوگئے تھے
بھر کیف مین مضطر و حیران تہا کہ کیا کرون اور کہان ٹہہرون کہ ایک دن مین
بہزاد نامی کہ جو میرے والد کے رفقا سے تھے اور بہت کچہ والد کے ممنون احسان تھے
دفعتًا آگئے اور ہنوز مین نے نہ پہنچانا تھا کہ مجھسے آکر لپٹ گئے اور اپنی تباہی اور خرابی کی
داستان سنانی لگے مین نے تسلی و دلاسا دیا اور اونکا ملنا بہت غنیمت سمجہا پوچہا کہ وطن
چلنے کی کیا تدبیر ہے اونہون نے جواب دیا کہ برابر لوگ لٹتے ہین کوئی صورت گہر چلنے
کی نہین ہی اور لشکر کا ساتہ چہوڑنا کسیطرح مناسب نہین ہی حقیقت مین یہ بیان صحیح
تہا مین نے ایک جگہ قیام کیا اور میان بہزاد کو بہی اپنے ہمراہ رکہکر کہلایا اور پلایا اور اپنے
واسطے اور اونکے لئے دوسرے روز کپڑے سلواے اور حیثیت درست کرکے بنظر حفاظت
مین اہل لشکر سے ملنے لگا کئی آدمیون سے دوستی ہوگئی اور شدہ شدہ سپہ سالار سے بھی
تعارف کافی ہوا مجکو اور کسیطرح کی غرض نہ تہی فقط اپنی حفاظت کی نتہی نوکری کرسکتا تہا اور نہ کچہ مانگنے سے فائدہ
اوٹہا سکتا تہا اسلئے اہل لشکر سے ملتا جلتا تو تہا مگر بہت توقیر کرتے تہے بہزاد نے مجھسے درخواست کی کہ مجکو
نوکری بادشاہی دلوا دو تو نہایت ممنون احسان ہونگا اور آپکی خدمت بھی بدستور
کیا کرون گا یہ سنکر مین نے بہت خوشی سے ایک گھوڑا خرید کرکے سوارون مین نوکر

ناظم سے داد فریاد کرتا ہون مگر کوئی مطلق نہین سنتا وعدہ کرتا ہون کہ اگر کوئی میری
دستگیری کرے اور میرا گھر مجکو پھر وا دیوے تو دو سو اشرفیان اوسکو دینا سہل ہوگا
کیونکہ اہل وعیال میرے دربدر مارے مارے پھرتے ہین یہ سنکر پیر نے اپنے دل مین
کہا کہ قسمت آزمائی کرنا چاہیے لہذا وکالت اوس فریادی کی مین نے اختیار کی فوراً تقدیر نے
بھی مجھسے موافقت کی اور ایک میرے دوست جنپر مجکو بہت کچھ مہر وسہ تھا ملگئے انہا کو میری
دعوت ومدارات کی ومجکو اور میرے موکل کو کھانا کھلایا مین نے بعد تھوڑی دیر کے ایک
عرضی استغاثہ کی اپنے موکل کے لیے لکھی اور بیدھڑک سپہ سالار کے روبرو پیش کی سپہ سالار نے
فوراً حکم دیا کہ ضبطی اسباب رعایا کا حکم نہین ہوا کسی نے بد دیانتی سے گاؤن کو گھیرا
ہوگا اور اوسیوقت ایک دستہ سوار ونکا تعینات فرمایا کہ قبضہ مال واسباب منضبطہ پر لواوین
سجھول اس حکم کے مین سجدہ شکر خداوند باری بجا لایا اور اپنے موکل کے ساتھ اوسکے
گھر گیا اور معلوم ہوا کہ بوجہ قرب لشکر تلایکی سوارون نے زبردستی سے بچارے گاؤن
والونکو تنگ کر رکھا تھا اور اس خیال سے کہ مبادا گاؤن والون سے ضرر پہونچے گھرون سے اونکو
نکال دیا تھا بمجرد پہونچنے حکم کے میرے موکل نے اپنے گھر پہ دخل پایا اور اوسکی ذریعہ سے
ساری گاؤن والونکے گھر بار بچگئے پھر مین اپنے موکل کو اوسکے گھر مین چھوڑ کر دوسرے
قریہ مین جہان اوسکے اہل وعیال چھپے ہوے تھے گیا اور بحفاظت اونکو لاکر گھر مین آباد
کیا آفرین ہمت پر اوس بلند حوصلے کے کہ اوسنے بجاے دو سو اشرفیونکے دو سو بجاے
اشرفیان دین ہر چند مجکو زر زائد کے لینے سے انکار تھا لیکن اوسنے اور گاؤن والو
نے کہا کہ یہ مال حلال ہے اور ہم سب نے جمع کرکے تمکو دیا ہے عذر کرنا بیجا ہے لیلو بکمال
شکر گذاری مین نے قبول کیا اور سوچا کہ ان اشرفیونکی بدولت میری جان ضرور بچیگی

ایک نالائق کی احسان فراموشی پر حضرت حسن عشی

ہر اس صوبہ خراسان مین آکر اپنے کو حاکم ظاہر کیا اوسوقت کا تردد و انتشار خاطر بیان نہین
ہوسکتا میری مال کی آمد و رفت تو پہلے ہی بند ہو چکی تھی جو کچہ دوکانو نمین موجود تھا اوسکو
بھی جلد تر اونے پونے فروخت کیا اوپار برکاب ہو بیٹھا کہ جسوقت موقع ہو اصفہان یا
عزم بروم کو روانہ ہو جاؤن اوس شورش اور فساد کی چند مہینے پیشتر خواجہ عزیز میرے
ایک شفیق بخارا کیجانب گئے تھی ہر چند کہ سن اوس عزیز کا نہایت کم تھا لیکن ہشیار اور
فہمیدہ تھا اتفاق سی وہ لیٹرونکی ہاتہ پڑے اور آٹھہ نو مہینے تک اونکی قید مین گرفتار رہے
وہان سی چھوٹ کر بہاگے اور بعد مدت کی مجکو ملے تو اونہون نے اپنا قصہ یون بیان کیا
کہ زمانہ اچھے آدمیون سی خالی ہو گیا ہی ولائق اعتبار کوئی نہین ملتا مین جسوقت بخارا سے
جانب خراسان پھرا اٹہانون نے مجھے پکڑ لیا اور لوٹا اور اسلئے مجکو نہ چھوڑا کہ مین اپنے
گہر سے اور کچہ منگا کر دون غرض عرصہ تک قید مین رہا آخر بس نا دار و لاچار سمجہکر مجکو چہوڑ دیا
کیا بیان کرون کہ کس مصیبت اور رنجمین پیادہ پا خراسان کی سرحد تک پہونچا اور اپنے
شہر کے لوگون کو دیکھکر شاد و خورم ہوا یقین فرمائی کہ نہ تو میرے پاس کچہ کہانے کو تہا
اور نہ سردی بچانے کو کپڑا باقی رہگیا تہا ملک کا یہ حال تہا کہ گاؤنکی گاؤن بیچراغ اور ویران
پڑی تہے پٹہانونکی لوٹ سی جو بچتا تہا فوج شاہی کی ہاتہ سی خراب ہوتا تہا مین نہ کسی سے
اپنا حال کہہ سکتا تہا نہ دست سوال کسیکے آگی بڑہا سکتا تہا اسواسطے کہ مردی اور ہمت سے
بعید ہی کہ سوا خداوند عالم کے جو روزی رسان ہی اپنی مصیبت کسی کہہ سنگے اور شرمندگی حاصل
کیجئے مگر بہوک چین نہ لینے دیتی تہی اتفاقاً ایک شخص ملا وہ بہی میرا ہمدرد تہا اور لوٹا ہوا خراب
پہرتا تہا کہنے لگا کہ مین پٹہانون سی تو بچ گیا تہا مگر فوج شاہی نے غارت کیا اور جسقدر
مال و اسباب لوگون کے گہرون مین تہا اوسپر غنیمت جانکر اہل لشکر نے قبضہ کر لیا مین

حساب وکتاب دوکان مشہد کا دیکھا تو بہت کچھ نفع مجکو نظر آیا اور ارادہ کیا کہ ایکبار پھر
مشہد کو جاؤن لیکن اوسی سال نہ جاسکا دوسری برس بھی ایسے ہرج مرج درپیش ہوے
کہ وطن سے نکلنا ممکن نہوا اگر ساتوین جنوری ۱۹۰۷ء کو مین روانہ مشہد مقدس کا ہوا
وبفضل وعنایت الہی بلا دقت صحت وعافیت سے منزل مقصود پر پہونچا پہلے بھی بیان
کر چکا ہون کہ یہ جگہ مجھی نہایت پسند تھی اور بار بار میری خواہش بھی ہوتی تھی کہ غوم بروم سے
اٹھ آؤن اور سکونت مستقل اپنی وہان مقرر کرون اور گو امید اجرای کا اور حصول نفع
کی وہان بمقابلہ غوم بروم کے زاید تھی تو بھی بوجہ خوبی آب وہوا کے وہان عرصہ تک رہا
اور بسیط وہانسے واپسی کو دل نہ چاہتا تھا بلکہ خیال مین آیا کہ بخارا وبدخشان وتاشقند مین
بھی دوکانین جاری کرون اور ایک کارخانہ بافت قالین اور پارچہای ریشمین کا خاص
مشہد مین کھڑا کرون چنانچہ اوس خیال سے چاہا کہ پورب طرف قریب اوس جامع مسجد
کے جسکو ہنگام اپنے ورود مسعود کے امیر تیمور گورکان صاحب قران نے معہ چار باغ
وسرای عمدہ کے بکمال سرعت وچابکی تیار کرائی تھی ایک عمارت بناؤن ہنوز نوبت
بناڈالنے کی نہین آئی تھی وطرح عمارت کی تہین پڑی تھی کہ اقوام اماغنہ نے پہاڑ وںسے
اوترکر یورش شروع کی گرجن خان نامی ایک پٹھان بے ایمان اوسکا سرگروہ بنا
اور جماعت لٹیرونکی لیکر بندگان خدا کے شانے پر مستعد ہوا لوٹ کھسوٹ کو بلا مزاحمت
چندی ترقی دیتا رہا راستے مسدود ہوگئے تمام صوبہ خراسان کے لوگ گھبراے ومحافظان
ملک وناظمون نے تندہی نکی جب بعد عرصہ کے شہنشاہ کو خبر ہوئی تب اہتمام گرجن خان
کے واسطے اہتمام ہوا اور مقابلہ اوس سے کیا گیا چونکہ خرابی ملک کی مقدر تھی وہی مقابلہ مین
سربرہوا تب تو اوسکی جرأت بڑہ گئی نشان شقاوت کا علانیہ اوسنے کھڑا کیا اور بلا خوف و

خدمتگار کو پکارا اور جب جواب نہ پایا تو خود اوٹھکر دروازہ کھولا دیکھا کہ خدمتگار کرسی پر
پاؤن پھیلائے سو رہا ہی اور قریب اوسکے ایک ٹکڑہ کاغذ کا پڑا ہوا ہی شاہنشاہ نے پہلے اوسکو اوٹھا کر
پڑہا تو معلوم کیا کہ وہ اوسکی ماں کا رقعہ ہی جو جواب مین اوسکے خط کے لکھا تھا اور عبارت
رقعہ سی ظاہر تھا کہ اوس خدمتگار چھوکرے نے زر قلیل اپنی ماں کو بھیجکر معذرت اپنی محتاجی
اور پریشانی کی کی تھی بجواب اوسکی ماں نے روپیہ پانے سے اپنی خوشنودی ظاہر کرکے نصیحت
لکھی تھی کہ ہموارہ راستی اور دیانت سی اپنے کام کو انجام کرنا چاہیے اور اپنے کثرت ضرورت پر
تنگ دل ہوکر ہرگز خیانت نکرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالے خود مہربان ہوکر خیر و برکت عطا کرے
اوس عبارت کو ملاحظہ کرکے شہنشاہ آہستہ آہستہ ہٹ گیا اور ایک مٹھی اشرفیون کی
لاکر چپکے سے چھوکرے کے جیب مین رکھکر پھر دروازے پر دور جاکے کھڑا ہوا اور اوسکو زور سے
پکارا کہ وہ چھوکرا چونک پڑا اور بادشاہ کی ہیبت سی کانپنے لگا اور شہنشاہ کو غیض و غضب مین
تصور کرکے پاؤن پر لوٹنے لگا اوسی حالت مین شہنشاہ نے حکم دیا کہ اپنے جامہ تلاشی دیوے
اوس بیچارے کو کیا معلوم تھا کہ اوسکے جیب مین اشرفیان ہین فوراً اپنے کپڑے اوتار کر
جھاڑنے لگا تو اشرفیان گر پڑین بیچارے کی مارے خوف کے گھگی بندہ گئی منہ سی آواز
نہ نکلی بہزار دقت عرض کیا کہ بادشاہ سلامت یہ میرا مال نہین ہی غالباً کسی دشمن نے
رکھدیا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالے نے جو اپنے بندون پر مہربان ہی
تجکو عالم خواب مین یہ انعام عنایت فرمایا ہی اسکو تم اپنی مانکی پاس بھیجو اور ہمارا سلام لکھو
اور مطمئن کرو کہ ہم بھی تمہاری خبر گیری کیا کرینگے بدیانت اس نقل کے مین نہایت
خوش ہوا حقیقت مین جبکہ مشورہ دیانت کا یہ اثر دیتا ہی تو دیانت دار کو کیا کمی ہے
غرض پھر مین اپنے وطن کو پھرا اور نوین اپریل سنہ ۱۶ء کو گھر پر پہنچا بعد واپسی جو مینے

نہین جانتا ظاہر ہی کہ میرا مزاج ابتداسی وقت ومشقت پسند ہوگیا تہا خالی بیٹھے بیٹھے دل گہبراتا تہا وگو فضل خداسی کوئی ضرورت مجکو سفر کرنے کی نہ تہی تو بہی مین نے ارادہ سفر کا کیا وسوین مارچ ۱۸۵۵ء کو سات برس کے بعد پھر سفر کو نکلا اور بصحت وعافیت تبریز کو پہنچا وہان کپڑے ریشمی اچہے اچہے قسم کے بنے جاتے ہین بعد چندی پھر مین عازم جارجیا کا ہوا اسواسطے کہ بیشتر خوبی اوس صوبہ کی سنی تہی اور دیکھنے کا مشتاق تہا چنانچہ منازل پیماہوا اثنار راہ مین جو بے انتظامیان ملک کی مینے دیکھین وہ ایک سی ایک بڑہ کر تہین اور یقین دلاتی تہین کہ عنقریب کوئی آفت سخت ملک پر آنے والی ہی لیکن مجکو کسیطرح کا گزند بفضلہ تعالے نہین پہونچا بلکہ بخیر وعافیت داخل شہر بلیک ہوا تمام صوبہ حسن وجمال زنان پری تمثال مین مشہور ہی اور مرد وہانکی بہادری وجوانمردی مین رستم وزال سے کہین بڑہکر ہوتے ہین مین نے بچشم خود ایسی حسینہ وجمیلہ عورتین دیکھین کہ اگر اونکے حسن وجمال کو بالاجمال بہی بیان کرنا چاہون تو بہت کچہ بیان کرسکتا ہون مگر بیان کرنیکو تو اسیقدر بس ہی کہ جناب باری نے حسن کو چار حصہ پر تقسیم فرماکر تین ربع اونکو عطا کیے ہین اور ایک ربع مین تمام جہان کے حسن کی تکمیل فرمائی ہی بہرکیف جو گھوڑی مین اپنے ساتہ لیگیا تہا وہانکی تاجرونکو دیدے جو واسطے توپ خانہ شہنشاہ روس کے خرید نیکو مستعد تہے اور اپنے ملک کے لئے عمدہ عمدہ قسم کے پارچہ ہای ریشمی اور اونی خریدکیے چونکہ یہ صوبہ ملک روس سی ملا ہوا ہی اکثر روسیونسی اتفاق ملاقات کا ہوا اور حال فندر بزرگ کا جو سلاطین روس سے تہا اون لوگونکی زبانی سنکر بہت خوش ہوا وہ لوگ ناقل تہے کہ فندر بزرگ بڑا عاقل اور بہادر بادشاہ گذرا ہی مشہور ہی کہ اپنی فوجکو از بس عزیز رکہتا تہا اور مہم مین ہمیشہ فوجکو آگے رہتا تہا اور نیک مزاج یہان تک تہا کہ ایکروز اوسنی چند بار اپنے

وہان فروغ پاکر خوش ہوا کہ جو کچہ صرف اس سفر مین ہوا تہا وہ منافع سے بخوبی حاصل ہو چکا
تہا سالومن نے مجھسے باصرار کہا کہ اگر مین چین کے سفر پر آمادہ ہون تو وہ بھی معہ پوشم
کے چلنے کو موجود ہی الا مجبور وانکی وطن سے تہوڑا تہور کرکے چار برس گذری تہی اسلئے
مین نے وطن ہی کو جانا پسند کیا اور سفر چین پر رضامند نہوا اور پھر سورٹ مین اگر بقصد
وطن جہاز پر سوار ہوا اور مسقط مین لنگر انداز ہوکر جسم خرچ اپنے دوکان کا جانچا تو کافی
خاطر خواہ پائی اور بہت خوشی سے مین غوم بردم کو روانہ ہوکر ۱۰ اکتوبر ۱۸۰۸ء کو اپنے
گھر پہنچا اور سب صغیر و کبیر کو صحت و عافیت سے دیکھکر نہایت خوش ہوا اور مہینے سے
بیٹھے بیٹھے نگرانی انتظام کاروبار کے کرتا رہا اور ہزار ہزار شکر خدا کا کرتا ہون کہ کبھی کسی
قسم کے نقصان یا اور امور متوحش سے رنجیدہ نہین ہوا کاروبار مشہد کا بھی اچھی طرح
جاری تہا چنانچہ کوٹھی اصفہان اور مشہد خاص و غوم بردم سے اسقدر نفع ہوتا تہا
کہ میرے گذارے کے واسطے کافی وافی تہا و محاصل کوٹھی مسقط و شہر قاہرہ پسند آتا ہو
مین نے اپنے وہان کے دونون گماشتونکی جفاکشی اور دیانت کا ہمیشہ شکر گذار رہا
اور کچہ حاجت میری خاص جانیکی وہان نہوئی اگرچہ بوجہ عادت سیر و سفر کی پیشتر دل
چاہتا تہا کہ سفر کرون مگر قوہ ضعیف ہوتے جاتے تہے دل مین بھی زیادتی سن سے
ایک پژمردگی آتی جاتی تہی اسواسطے مین نے دہین دل بہلانیکے کے اشغال پیدا کئے
اکثر میرے دوست و آشنا غوم بردم مین آیا جایا کرتے تہے اور اونکی ملاقات سے بے
میرا حوصلہ سفر کا پست ہو جاتا تہا چونکہ اکثر حالات خانگی و طریق معاملات و مباحثات
علمی بوجہ قیام زاید اس عرصہ مین گذرے اونکو مین جدا لکھتا ہون کہ وہ پیشتر میرے
کنبے کے لوگونکے حالات و اطوار سے متعلق ہین کہ جنکا اظہار پیش اغیار مین مناسب

مجھسے بھی صاف صاف وہ نہ کہہ سکتا تھا دل ہی دل مین پانی پانی ہوا جاتا تھا تو بھی مجکو
قرینہ سے ظاہر ہوگیا اور چپکے سے مین نے پانچہزار روپیہ منگوا ہی اور اندر نکا لیجا کر دیدی
اوسوقت جو زاہد کے دلپر میرے سلوک کا اثر تھا بغیر اسکے کہ وہ بیان کرے مجھپر ظاہر ہوتا
تھا مین نے بخوبی اوسکے ذہن نشین کیا کہ نہ تو مین اس روپیہ کا تجسے کبھی تقاضا کرونگا
اور نہ انشاء اللہ تعالی کبھی زبان پر لاونگا بہتر ہی کہ تم بلا اندیشہ مدعی کے حوالہ کردو اور مین
اوسکو اوسی مقام پر چھوڑ کر مدعی کے پاس گیا اور اوسکو ساتھہ لیکر محکمہ قضا مین حاضر ہوا
اور زاہد کو بھی بلوایا و پانچہزار روپیہ مدعی کو دلواکے صیغہ طلاق کا پڑھوادیا اور مقدمہ
خارج کراکے وثیقہ ضمانت واپس لیا وہ دونو خوش اپنے گھر گئے اور مین بھی فارغ البال
اپنے مکان پر آیا اوس کمبخت رنج سے ایسا ماندہ ہوگیا تھا کہ فورًا حمام کو گیا اور دوسری
شام کو پیٹ بھر مین نے کھانا کھایا اور پاون پھیلا کر سو یا اگر مین جانتا کہ اون دونون
کوئی بھی برسر ناحق اور خطا ہی تو مجکو ذرا بھی پروا نہوتی لیکن جس صورت مین وہ دونون
حق پر تھی اور باوجودیکہ زاہد کا وہ شہر وطن اور وہ صاحب کنبہ و خاندان تھا اور کوئی
اوسکے اعانت کو کھڑا نہوتا تھا تو مجھپر لازم تھا کہ حق نمک اوسکے باپ کا بجا لاتا صبح کو
جسوقت مین سوکے اوٹھا اور حوائج ضروریہ سے فارغ ہوکر چاہتا تھا کہ اپنے کام کو جاؤن
زاہد معہ اپنی بی بی کے جو بیچارگی باعث پیادہ ہوا جاتی تھی آئے اور میرے بہت
شکر گذار ہوے مین نے اوسوقت جیسا مناسب تھا اونسے کہا اور کبھی مذکور اوس معاملہ کا
کسی سے نکیا ایک مہینا اور وہان رہ کر عزت و آبرو سے سوئیزر کو روانہ ہوا اور بلا کسی قسم کی
بخیر و عافیت سوئیزرلینڈ وارد ہوا میرے پہونچنے کے تھوڑے روز کے بعد سالو بھی
ترپولی سے آیا اور ہم لوگ باہم سوئیزرلینڈ مین رہے اور ساتہ ساتہ شہر قاہرہ کو گئے مین اپنی دکان

کانونپر ہاتہ رکھا اور انکار بحث کیا اسلئے مین نے ادعای مدعی کو غلط جانا آخر اوسنے نالش کرکے
یہان تک مقدمہ کو طول دیا اسوقت نہ اوس دوست کا پتا تہا جو باعث نکاح ہوا تہا
نہ کوئی اور اسلوب صفائی کا ٹھہرتا ہے بدریافت اسکی سنجیدگی اطوار زاہدی محبوبی
یقین ہوا اور اعتبار آیا کہ وہ صدق مقال وراست گفتار ہے اسلیے مین قاضی سے
ملتجی ہوا کہ تا تصفیہ مقدمہ زاہد کو میرے سپرد کرے اور اوسکی احضار کا مجھی ذمہ دار کرے
چنانچہ قاضی نے پانچ ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی نے الفور مین نے لکھکر پیش کردی اور
اپنی ہمراہ اوسکو لیکر دوپہر کے بعد گہر پہنچایا وتسلی وتشفی دیکر اپنے گہر آیا اور رات کو پھر
اوسکے مکان پر جاکر مدعی کو بھی بلوایا اور بطور خود ثبوت دعوی کا مانگا اوسنے خاطر خواہ
ثبوت گذرانا اور معلوم ہوا کہ وہ بی بی بھی عقد سابقہ سے واقف نہ تہی اور زاہد بیچارہ تو
کسی طور سے مطلع نہ تہا مگر وہ صاحب جو باعث عقد تہی اچھی طرح جانتے تہے بلکہ غیر از دو تین
اوس بی بی کے تہی الا روز ورود مدعی سے روپوش ومفقود ہوگئے تہے اس ماجرے
کو سنکر مین سخت متحیر تہا کہ نہ تو تصور بیچارے زاہد کا ہی نہ مدعی جہوٹا ہی آخر کو کچہ نہ بن پڑا
اور مدعی کو اپنے ہمراہ لیکر مین اوٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ساتہ مکان پر لایا اور منت وسماجت سے
چاہا کہ اوسکو دعوے سے باز رکھون مگر وہ راضی نہوا اور رخصت ہوکر چلا گیا اوس تردد
وتشویش مین مجھی رات بھر نیند نہ آئی صبحکو اوٹھکر مین پھر مدعی کے پاس گیا اور کوئی
وسیلہ منت وعاجزی کا فروگذاشت نہ کیا قصہ مختصر اوسنے پانچہزار روپیہ پانی پر لا دعوے
لکھنے کا وعدہ کیا مین خوشی بخوشی اوٹھا اور زاہد کو مطلع کیا وہ میرا انتہا کو شکر گذار ہوا
مگر بیچاری کے پاس پانچہزار روپیہ نہ تہے وممکن نہ تہا کہ وہ ادا کرسکے ودر صورت اظہار ناداری
بڑا اندیشہ تہا کہ دیوالہ اوسکا نکل جاے گا وجو کچہ لینا اور پانا ہے ڈوب جاے گا چنانچہ

اور میرے پاؤن رنج سے اسقدر بھاری ہوگئے کہ رکھتا کہین تھا پڑتے کہین تھے حیران
و ششدر کھڑا ہوگیا کہ بارخدایا یہ سامان کیا ہے اس حالتمین ایک میرا آشنا بھی اوس راہ سے
آیا اور مجکو خلاف وقت اوس کوچہ مین کھڑا دیکھکر مستفسر ہوا کہ آپ کیون حیران یہان
کھڑے ہین مین نے حقیقت حال کو بیان کیا اوسکو بھی تعین نہ آیا اور میرا ہاتھ پکڑکر
محکمہ قضا مین لیگیا اور میرا کلام تصدیق پاکر اوسنے اہلکاران عدالت سے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ ازدواج ناجائز کرنے کے قصور مین زاہد ماخوذ ہوا ہی باستماع اسکے
فی الجملہ میرا تردد کم ہوا اور مین نے بڑہ کر قاضی سے درخواست ملاقات زاہد کی کی و بعد
حصول اجازت زاہد سے حقیقت حال کی پوچھی اوسنے بیان کیا کہ چند روز سے مجکو جو
عقد کی تھی اور میری ارادی پر اکثر دوست و احباب مطلع تھے چنانچہ ایک صاحب نے
مذکور کیا کہ ایک بی بی ناکتخدا جو حسن و جمال مین بے مانند و مثال و حسب و نسب مین فرد
و خوبسیتو وہ خصال ہی خواہش نکاح رکھتی ہے مین نے جن امورات کا دریافت کرنا
ضرور تھا کیا و بعد اوسکے عرصہ ایکسال کا گذرا کہ نکاح کیا اور کسیطرح کا شک بے
نہ گذرا کہ اس عورت کا پہلے کسیکے ساتہ عقد ہوا بہی ہوگا اب عرصہ پندرہ روز کا منقضے ہوا
کہ اس مقدمہ کی مدعی نے آکر بیان کیا کہ وہ چچیرا بہائی اوسی بی بی کا ہے جو میری زوجیت
مین ہی اور جن دنون کہ اوسکی عمر دس سال کی تہی اوسکے باپ نے اوسکا عقد کردیا تہا
مگر بوجہ عدم بلوغ نوبت اسکے نہین آئی تہی کہ اوسکی گہر آتی اوسی اثنار مین وہ سفر کو چلا
گیا اور ایسے مصائب مین رہا کہ جلد واپسی ممکن نہوئی اور پندرہ برس کامل سفر مین
گذرے یہان تک کہ اوسکے غیبت مین خسر و خوشدامن دونون نے انتقال کیا
اب جو آیا تو اپنی زوجہ کو سنا کہ میرے عقد مین ہی مین نے اپنی بی بی سے پوچھا تو اوسنے

مادۂ حیات جانکر بیحد استعمال کرتے ہین اور کوئی جنس ایسی نہین ہی کہ ہمارے بلاد سے
جاکر ختا مین نفع کثیر پر فروخت ہو البتہ وہانکا مال بہت سا معلوم ہوا کہ جس سے خاطر خواہ
نفع ہوتا ہی افیون کا لیجانا داوس سے نفع بہم پہونچانا میرے پسند نہ آیا کیونکہ افیون
ایک ایسی مخدر و نہایت زبون ہے جسکے تھوڑی دنون کے استعمال مین انسان ادمیت سے
گذر جاتا ہی اور سوا اسکے اعضا کے اور گوناگون مصائب و عذاب مین مبتلا ہو کر ازکار رفتہ
ہو جاتا ہی پس حیف کا مقام ہی کہ ایسی چیز کو اپنے تھوڑے نفع کے واسطے مین لیجاؤن
اور دیدہ و دانستہ بندگان خدا کی کھلانے مین سعی کرون اور گو کئی بار میری دلمین یہ سوچ اکر
بھی پیدا ہوا کہ ہرگاہ مختلف اقوام کی تاجر بکثرت لیجاتے ہین تو میرے ایک اور کے لیجانے
مین کون ایسی قباحت ہی اور میری نہ لیجانے سے ممکن نہین کہ اور تاجر افیون لیجانا
ترک کرین مگر اس خیال لاطائل کو مین نے اپنے دلمین جمنے نہ دیا اور سوچا کہ اگر ایک گروہ
کسی فعل ناجائز کا ارتکاب کرتی ہون تو کیا ضرور ہے کہ مین بھی اونکے ساتھ شریک ہوون
اور جہان بڑی فعل کے فاعلون کا شمار مئتا نوی ہوا نیکو کو بھی ملا کر پوری سو کر دون
بہرحال اس خیال سے مین در گذرا اور اپنے آرمست کامل اوس شہر مین مقرر کر کے سوئز
کی روانگی کی تیاری مین مصروف ہوا الکروز صبح کو مین تفریحًا اوٹھ کر جھیل قدمی کو
جاتا تھا راہ مین محکمۂ قضا کے چند پیادونکو دیکھا کہ وہ بسرعت تمام اوس کوچہ کیجانب
جاتے ہین جہان زاہد رہا کرتا تھا مجکو اسکا شبہہ بھی نہ تھا کہ کسی میری دوست کی گرفتاری
کے واسطے وہ جاتے ہین اسلئے کچھ پرواہ نکی اور بدستور جدہر جانیکا قصد تھا اوسطرف
چلا گیا قریب نو بجے کے جب مین پلٹا اور محکمۂ قضا کے قریب سے نکلا تو دیکھا کہ وہی پیادے
زاہد کو گرفتار کئے ہوے لیے آتے ہین زاہد کو گرفتار دیکھکر میری حواس مین اختلال آگیا

دشمن جانی کے
واسطے صلاح دینی

بی بی کے روانہ ہوا اور جسقدر اونکی ملنے سے خوش ہوا اوسکے شرح بیان سے باہر ہے
اتفاق سے سالومن بھی وہان وارد تھا اون سب نے بلکر میری بڑی خاطر داری مدارات
کی خصوصًا سالومن نے انتہا کی میرے شکرگذاری کی ہرچند میرا دل اونکا فراق گوارا
نکرتا تھا الا بیکار وہان رہ بھی نہ سکتا تھا اسواسطے مین نے اوس شہر مین بھی ایک
دوکان مقرر کی تا تجربہ کامل ہو کہ وہانکی سکونت اگر مین اختیار کرلون تو کوئی امر مکروہ
تو پیش نہ آئیگا اور موافق مشورہ سالومن کے ایک لایق یہودیکو اپنا گماشتہ مقرر کیا
اور پھر بندر سوئیز مین آکر بے اختیار میرا دل چاہا کہ شہر سمیرنا کو جہان میرا محسن خواجہ بشیر
مرحوم رہتا تھا جاؤن اور اوسکو فرزند زاہد سے جسنے میری ذلت اور رسوائی مین
کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا تھا ملون چنانچہ وہانکے لایق اسباب مال جمع کرکے
مین روانہ ہوا وخدا کے فضل سے جس فراغ خاطر سے وہان پہونچنا مقصود تھا پہونچا
وہ پیر مرد جسنے مجکو دام البلہ فریبی مین پھنسانا چاہا تھا افسوس کہ دنیا سے گذر چکا تھا
مگر زاہد ابن بشیر ملا اور بعد ملاقات اور دریافت میری سرگذشت کے نادم ہو کر سنت
انفعال سے بار بار عذر خواہ ہوا اور مین نے بڑی خوشی سے اوسکی خطا کو کہ جو حقیقت
مین ترغیب اہل فساد سے واقع ہوئی تھی معاف کیا اور مواخذہ عقبی سے رستگار کیا
وزاہد کو اسم با مسمی پاکر مین اکثر تپاک اور محبت سے ملاقات کرتا تھا اور اپنا مرشد زادہ
جانتا تھا چونکہ شہر سمیرنا مین بیشتر مال چین کا آیا کرتا تھا اور تحائف ترک اور ممالک یورپ کے
ملک ختا کو روانہ ہوتے تھے اور بیشتر نامی گرامی تاجر خود بھی مال لیکر جاتے تھے چنانچہ
وہان جانے کی میری بھی غرض اصلی یہ تھی کہ اچھی طرح تحقیق کرون کہ چین کے لیجانیکے
موافق کون سا مال ہے سو بعد تحقیق کے منکشف ہوا کہ سوای افیون کے جسکو اہل ختا

مفارقت کی اور تین چار فاقونسے بوجہ بھوک کی شدت کے اوسکی عجیب حالت ہوگئی لیکن منے
منت وسماجت پر اوسکی خیال مطلق نہ کیا اور بجز آش جو کے اور کچھ نہ پلایا چنانچہ ایک ہفتہ
کے بعد وہ اچھا ہوگیا اور رفتہ رفتہ طاقت بھی آنے لگی الغرض ایک مہینے تک اوسکو
مجھے اپنی ہمراہ رکھنا پڑا معلوم ہوا کہ اوسنے اور اوسکی ماں نے عین حالت بھوک مین
افراط سے کیلے کھاے تھے اور وہ اوسکی ہلاکت کے لیے سامان ٹھہرے تھے اسطرح
محض سیر وسفر مین بعد روانگی مال کے دو مہینے مجکو توقف ہوا جبکہ وہ بیمار صحیح ہوا
اور چلنے پھرنے لگا تو پہلے اوسنے سجدہ اپنے خالق کے فرزند اندری امان تیرا کو جسکی
وہانکے لوگ پرستش کرتے ہین اور دل وجان سے عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ شاہزادہ خداوند
عالم کا ہے ادا کیا وبعد اوسکے ہاتھ جوڑ کر میرا شکر کرتا رہا مین نے کسیقدر زاد راہ اوسکو
دیکر رخصت کیا اور مین بھی بندر مسقط کو پلٹا اور تھوڑے دنونکے بعد بندر مسقط مین
لنگر انداز ہوکر جو کچھ مال واسباب فروخت ہوسکا اوسکو مین نے وہان بیچا اور اپنی
ایک دوکان وہان مقرر کرکے مصر کو روانہ ہوا اور کہان تک شکر خداوند عالم کرون کہ
اوس راستہ سے جہان بڑے بڑے مصایب مین نے اوٹھائے تھے بخیریت گذرا اور
جزیرہ کو جہان مین اوس مصیبت وتنہائی مین رہا تھا بار بار دیکھا کیا لیکن کہیں اوسکا
نشان نظر نہ آیا معلوم ہوتا ہے کہ جیسا مین نے قیاس کیا تھا وہ کٹ کر دریا کے تور مین
ملگیا غور کرنیکی جگہ ہے کہ اوسوقت مجکو اپنے وہان سے نکلنے اور عافیت کی کسقدر جلد
قدر ومنزلت ہوئی ہوگی قصہ مختصر مین بندر سوئیز مین جہان اکثر میری ملاقاتی تھے
وارد ہوا اور اپنے دوست اسمعیل سوداگر کو صحیح وسالم پاکر نہایت مسرور ہوا اور بعد
حصول خاطر خواہ نفع کے مین شہر قاہرہ کو محض بغرض ملاقات یوسف اور اوسکی

سخت متحیر تھا کہ ان لوگون کے لئے سر دست کیا تدبیر کرون ہر چند بعض میرے ہمراہیون نے مجھسے کہا کہ یہان ٹھہرنا بیکار اور فکر بیمارون کی عبث ہی لیکن جوش دردمندی نے مجھے نہ چھوڑا کہ اپنے ہمجنس کو اس تکلیف مین دیکھکر چلا جاؤن آخر کار مین نے پہلے ضعیفہ کو اور بعد اوسکے جوان کو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ دونون کو بشدت نفخ ہی اور جبتک اخراج مادہ کا قرار واقعی نہوگا کوئی صورت ہوش مین اونکے آنیکی نہوگی الا مسہل کا پلانا اور استفراغ کروانا آسان نہین تھا تو بھی مین نے عرق مسہل کو چمچہ مین ڈال کر چاہا کہ جسطرح ممکن ہو پلاؤن مگر بوڑھیا کے دانت بیٹھ گئے تھے اور جوان کا منہ بھی نہ کھلتا تھا لاچار بذریعہ پچکاری کی مسہل کو معدہ تک پہنچانا مین نے مناسب جانا اور فورًا اہتمام کیا افسوس کہ جبتک اوس جنگل مین دوا تیار کرون اوس ضعیفہ کی نبض ساقط ہوگئی اور تھوڑی عرصہ مین سرد ہوگئی مگر جوان پر میرا عمل بخوبی موثر ہوا اور تین چار دستون کے بعد اوسکے آنکھین کھل گئین و امید زیست کی بندہی اوسوقت مین نے اوسکے سارے کپڑے اتروا ڈالے اور تمام سر کے بال بھی کاٹ کر گرم کپڑے اوسکو پہنائے اور اونٹ کے محمل مین سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور اپنے سارے ہمراہیون کو تاکید تمام منع کیا کہ خبردار کوئی چیز اوسکو کھانے کو ندین غرض منزل پر بخیر و عافیت بیمار سمیت پہونچے اور شام کو مین نے پھر کر عمل دیا اور نہایت مفید ہوا صبح کو تیسری مرتبہ بھی اوسی طرح استفراغ کرایا و بعد اسکے دوای حار دیکر مین نے ارادہ کیا کہ کسیطرح اوسکو تپ آجاے اور ارارت سر نوسی اوسپر تصرف کرے معلوم ہوتا ہی کہ صحت اوسکے مقدر مین تھی اسواسطے میری تدبیر بہت مفید ہوئی اور تپ کی آنے سے مجکو تمام تر بھروسہ ہوا کہ وہ بچ گیا اوسی حالت مین اوسکو اپنے ساتھ ساتھ لئے پھرا یہان تک کہ تپ نے

اور وہان سے سفر خشکی کا کرکے سا دیا مین وارد ہوے معلوم ہوا کہ آب و ہوا اوس
جزیرہ کی مقامات کی مختلف ہے مگر مین بہت پسند کرتا ہون اسواسطے کہ انواع و اقسام
کی میوہ وہان باافراط ہوتے ہین خصوصًا نارنگی و کیلہ تو بہت ہی نفیس اوس سرزمین
پر پیدا ہوتا ہی غرض بعد چندی دو ہمراہی سیر مسقط کو بھیرے تو مین نے اونکی ساتھ
بہت سی روئی اور تیل اور قہوہ خرید کرکے بندر مسقط کو روانہ کیا اور مین بنظر تفریح
چندی متوقف ہوا اور کوہ احمر پر واسطے سیر و شکار کے گیا انواع و اقسام کے جانور
صحرائی وہان مین نے دیکھی بندرونکو اس بہتایت سی پایا کہ مین شرح نہین کرسکتا علاوہ
اور جانورونکے آے آے ایک جانور کو وہان دیکھا جو معلوم ہوتا ہی کہ نسل بندر سے
اوسکی ہاتھ پاؤن اور دم گو بندر کے مانند ہوتی ہی الا دم اور منہ مین فی الجملہ مشابہت
گلہری کی بھی پائی جاتی ہے اور عجب طرحسے زیادہ دفعان کرتا ہی چنانچہ اوسی وجہ سے
وہانکے لوگ اوسکو آے آے کہتے ہین اور بندر بھی اوس مقام مین عجب صورتونکے
ہوتے ہین جو حرکات و سکنات و شباہت مین انسانون سے بہت ملتے ہین وسوائے
دم کی زیادتی اور چہرہ کی بڑسڈولی کے اور کسر نہین معلوم ہوتی ہی جبکہ مین پہاڑ سے
اوتر کو شہر والا کی جانب پہرا آتا تھا تو راستہ مین دیکھا کہ ایک عورت جو سن رسیدہ
اور ضعیف تھی اور ایک جوان بدحواس ریت پر پڑے ہین اونکے دیکھنے سے حیرت
ہوئی کہ کیون بی یار و مددگار اسجگہ پڑے ہوے ہین مگر جبکہ اونکے نزدیک گیا تو
معلوم ہوا کہ وہ دونون بیہوش ہین پہلے مینے تصور کیا کہ شاید شراب کے نشہ سی متوالے
ہین مگر آخر کو وہ قیاس میرا غلط ہوا نہین معلوم کہ اونہون نے کیا غذای ثقیل کہائی
تھی کہ دونونکو اگیارگی ہیضہ ہوگیا تہا اور دونون بیہوش ہوگئی تھی مین اوسوقت

نظم ونسق کو خراب کرتے تھے پس جس ملک کا یہ حال ہو اور ارکان دولت بے ایمان
اور خیانت شعار ہون وہان کے رہنے مین بجز ضرر کے کون سی صورت سود و بہبود کی تھی غرض
میرا دل وہانکی رہنے سے گھبرایا چنانچہ وہان کے کاروبار کو مین نے مختصر کیا اور برای نام
آنے جانے کے لیے ذریعہ باقی رکھکر مین سیدہا غوم بردم کو پلٹا و اشہار ہوین نوبندر شاہ کو
واپس آیا اور ہرچند مین نے چاہا کہ چندے اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہون اور مین
بیٹھے بیٹھے اپنا کام کاج کرون الاول نہ لگتا تھا اسواسطے کہ خاص وہان کوئی کارخانہ
تجارت کا نہ تھا اور مدار کاروبار صرف دیگر ممالک بعیدہ کی تجارت کے بیوپار پر تھا اور جو
شہد مقدس مین خاص میری کوٹھی تھی سو وہان کا مال سمرقند و بخارا و غزنی کو
اسیطرف بالا بالا جاکے کھپ جاتا تھا اسواسطے مین پھر سفر مصر کو مستعد ہوا اور ارادہ
کیا کہ اگر وہان کے لوگون سے اتفاق ہو تو چین یا ہندوستان کو جاؤن وسوائے
بہرسانی زرد بال کے دل بہلاؤن چنانچہ ساتوین فروری ۱۸۴۳ء کو جہاز پر سوار ہوا
چونکہ فضل الٰہی شامل حال تھا بخیریت تمام و عافیت مالا کلام مسقط مین وارد ہوا
بعد قیام چند روز کے مین نے سنا کہ جزیرہ میڈاگاسکر مین اگر مال لیجاؤن اور وہان
سے نیل و گرم مصالحہ و ناریل و ردی واؤن کو خرید کرون تو نفع کثیر ہوگا لہذا
مین نے قصد جزیرہ مذکور کا کیا و ہمراہ اور سوداگرون کے روانہ ہوا ہزار ہزار شکر پروردگار
کہ وہ سفر دریا بوجہ احسن سرانجام کو پہونچا جزیرہ میڈاگاسکر اگرچہ ملک افریقہ سے تعلق
رکھتا ہی مگر بحر ہند مین واقع ہی اور ترمین جزیرہ عیسیٰ اور دکھن مین جزیرہ سنٹ
ماری ہین اور طوالت جنوب و شمال مین تین سو میل سے کم فاصلہ نہین ہی اور بہت
سے چھوٹے چھوٹے جزائر اوس سے متعلق ہین چنانچہ ہم لوگ شہر والا مین اوترے

جزیرہ میڈاگاسکر

نہ پڑا قاضی لاچار ہوا اور بمنت مجھسے سائل ہوا کہ آج روز جمعہ اور تعطیل ہے کل تک کی مہلت
دو چنانچہ مین نے منظور کیا اور بادشاہ سے خود درخواست کر کے فیصلہ مقدمہ کا دوسرے
روز پر ملتوی کیا میری اس گفتگو اور بادشاہ کی عدالت کا تمام شہر مین شہرہ ہوگیا
اوسوقت کی خوشی تمام عمر مجکو نہ بھولے گی غرض ہفتہ کے روز مقدمہ میرا قاضی نے
تحقیق کیا چونکہ کسیکو مجال انکار نہ تھی روپیہ ادا کرنیکا حکم دیا اور سجل واسطے ملاحظہ بندگان
خاقان کے حاضر کی بادشاہ نے بکمال تبسم میری جانب نظر الطاف سے دیکھا اور رخصت کیا
اوسوقت سے یہ معمول مقرر فرما کر حکم دیا کہ مہینہ مین ایکبار دربار عام مقرر ہوگا ہر شخص کو
اجازت ہو کہ بلا مزاحمت آوے اور محکمہ قضایا جہان کے کار و بار کی شکایت رکھتا ہو پیش
کرے مین خوشی سے پھولا نہ سمایا اور باغ باغ ہو کر گھر آیا اور فیروز کو بلوا کر اوسکا شکریہ
ادا کیا اور اون امرا سے بھی ملاقات کر کے ہر ایک کو بے لیے دیے فارغ خطی لکھدی اور وجہ
اپنی کد و کاوش کی بھی صاف صاف کہدی کہ مجھے اپنے روپیہ کے نکالنے ہی کی غرض تھی
بلکہ منظور تھا کہ عدالتون مین بلا رو رعایت انصاف ہووے چنانچہ اونمین سے جو انصاف
پسند تھے میری مطلب کو دریافت کر کے خوش ہوے اور بیشتر امرائے کبار اور فضلای نامدار
مجھسے موافق ہوے مگر چند روز کے صحبت اور مشاہدہ حالات سے مجکو آثار سلطنت کے اچھے
نہ معلوم ہوے اسواسطے کہ گو بادشاہ کی توجہ ذاتی اور نیک نیتی مین کچھ شبہہ نہین تھا
لیکن خواجہ سراؤنکو بہت بڑا اختیار تھا اور بیشتر اشخاص جو عمامہ فضیلت باندھ کر جبہ و
دستار سے اپنے کو عالم باعمل بیان کرتے تھے اور علماء کے نام کو بدنام اور قضا کے طریق
پر الزام لگاتے تھے ذی اعتبار سمجھے جاتے تھے حالانکہ وہ نام کے عالم اور دکھلانے کے
فاضل بغرض دنیوی جن لوگونکو حضور رس سمجھتے تھے اونکے ڈر کے ماری عدالت اور امور

کہ جسکو خداوند عالم ہمیشہ قایم رکھے چند روز سے حاضر ہوا مجکو بخوبی معلوم ہی کہ تمام تر توجہ
بندگان جہان پناہ فلاح اور رفاہ رعایا کے جانب مصروف و تشید دین متین کے جانب
معطوف ہی مگر افسوس کہ اندنون جو تجار بغرض اجرای کار بیوپار یہان آتے ہین یہان کے
عدالتون کی شکایت اکناف عالم مین لیجاتے ہین یہ سنتی ہی مزاج عدالت امتزاج کو
تغیر ہوا اور کمال توجہ سے مخاطب ہوکر سبب عدالتون کی شکایت کا پوچھا مین نے
عرض کیا کہ مفاد حدیث لَوْلَا مَنْ يَبْقَى بَعْدَ غَيْبَةِ قَائِمِنَا مِنَ الْعُلَمَاءِ
الدَّاعِينَ إِلَيْهِ وَالدَّالِّينَ عَلَيْهِ وَالذَّابِّينَ عَنْ دِينِهِ بِحُجَجِ اللَّهِ وَالْمُنْقِذِينَ
لِضُعَفَاءِ عِبَادِ اللَّهِ مِنْ شِبَاكِ إِبْلِيسَ وَمَرَدَتِهِ وَمِنْ فِخَاخِ النَّوَاصِبِ
لَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا ارْتَدَّ عَنْ دِينِ اللَّهِ وَلَكِنَّهُمْ يُمْسِكُونَ أَزِمَّةَ قُلُوبِ
الضُّعَفَاءِ مِنَ الشِّيعَةِ كَمَا يُمْسِكُ صَاحِبُ السَّفِينَةِ سُكَّانَهَا
أُولَئِكَ الْأَفْضَلُونَ عِنْدَ اللَّهِ یہ علما خدا کے نزدیک سب سے افضل ہین اور کل وہ
لوگ جو اپنے کو لباس فاضلون مین دکھلاتے ہین داخل نہین ہوسکتے اور جو اشخاص
ارکان سلطنت سے ڈرتے اور اپنے مناصب کے حفاظت کے لیے مرتے ہین وہ کب انصاف
وعدالت کرسکتے ہین اور بعدہ اپنا سارا قصہ فیروز کا دم بدم مقابلہ اوسکی بیان کیا
میری گذارش کے سننے سے بادشاہ کو نہایت تالم و تاسف ہوا اور جس خلعت کے
دینے کا پہلے ارادہ کیا تھا اوس سے بہتر بلدوی اس خیر خواہی کے کہ مین نے حال
صحیح عرض کیا تھا عطا فرمایا اور قاضی عدالت کو اوسیوقت طلب فرمایا اور حکم دیا
کہ بلا رو رعایت آج بعد نماز جمعہ کے میرا مقدمہ فیصل کرے اور سجل کو ملاحظہ
شاہنشاہ مین گذرانی اس معاملہ سے فیروز اور قاضی دونو کا رنگ فق ہوگیا لیکن

جلدی خدمت سلطان مین لیگیا مین اداب خسروانہ بجالایا واشارہ پاکر نہایت ادب سے
بیٹھگیا فیروز نے مجھے امیر کبیر بادشاہ سی ظاہر کرکے بہت کچھ میری تعریف وتوصیف بیانکی
اور میری تسلی کے لیے یہ بھی کہا کہ انہون نے غربا کی جان ومال کے واسطے بھی بہت
کچھ بندوبست کیا ہی میرا فرض وار بھی اوسکا ہم زبان ہوا اور ہنوز مین نے ایک کلمہ بھی
نہ کہا تہا کہ اون دونونکی منوش تقریری سے مجھے قرینہ سی ثابت ہوا کہ بادشاہ مجھسے اسقدر
راضی ہوا ہی کہ خلعت مجھے دیا چاہتا ہے تب تو غصہ سے میرا کلیجہ اوچھلنے لگا اور کسیطرح
مجھسے ضبط نہوا کہ اقوال دروغ پر الغام لُون بلاتکلف مین نے بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ
خانہ زاد قدیم ومندہ صمیم اسی سلطنت ابدمدت کا ہے میرا باپ اگرچہ ایک ادنی آدمی تہا
مگر اوسنی عہد دولت مہداریکہ ارائی خلافت جہانداری وگوہر آبدار سلطنت وشہریاری
خاقان گیتی ستان رافع رایت عدل واحسان مظہر آثار جلال وجمال ومبطل ابطال
رجال مسدد مناہج یعنی دعدوان مجدد قوانین دین وایمان فرازندہ لوائے احمدی حضرت
شاہ عباس صفوی طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ بخوبی دیکہا تہا سبحان اللہ ملک کو
فیض سے معمور کیا عدل واحسان سی تمام خرابیون وبدانتظامیون سلطنت کو دور کیا
ترکون اور اُوزبکون کے وہ دانت کھٹے کیے اور اہل فساد ودغا کے اسقدر حوصلے پورے توڑ دیے
کہ تیرگی ظلمت نابود ہوگئی اور روشنی عدل وانصاف کی پھیل گئی آذربائجان وگرجستان
وبغداد وموصل وہمدان بکر کو شامل ملک فرمایا وقوم پرتگال جو آمادہ ظلم وفساد تہی اوسکا
استیصال کیا اس شہر کو عمارات عالیہ سے آراستہ ومساجد ومدارس سے پیراستہ کیا
اگرچہ یہ خانہ زاد بعہد حضرت فردوس مکان یعنی شاہ سلیمان پیدا ہوا اور تمیز حاصل کیا
لیکن بیشتر ممالک بعیدہ اور بلاد متفرقہ مین رہا وبہت کچھ دیکہہ کر بظل حمایت جہان پناہ

وصول کرنا میرا مقصود نہین ہی بلکہ سود و بہبود ملک پر نظر ہی اسواسطے اللہ تعالے حامی و
مددگار ہوگا اوسکی بعد ایک روز کا مذکور ہے کہ فیروز نامی خواجہ سرا میرے پاس آیا
اور کہنے لگا کہ تمنے امرائے کبار شہر کو کیون مفت مین نادہند قرار دیکر عدالت مین نالش کی
ہے بھلا تمنے یہ نہ خیال کیا کہ اس شہر مین امن و امان سے رہتے ہو و کاروبار اپنا کرتے ہو
حفظ و حمایت تمہارے کارخانہ کی ہوتی ہے پس اگر کچھ روپیہ رہگیا تو اوسکو اپنی حفاظت پر
نثار کرنا چاہیے اور وصول کرنے کے اصرار سے باز رہنا مناسب ہے، یہ کلمہ اوس مخنث کا
مجھے سخت ناگوار گذرا لیکن اس نظر سے کہ ہر شخص کو لازم ہی کہ غیض و غضب کو روکے
اور غصہ سے جو بدترین بلا و مخرب اخلاق انسانی ہے بچے مین نے ضبط کیا اور اوس
بھلے مانس سے مینے کہا کہ اگر بادشاہ کو یہ امر معلوم ہو جاوے کہ میرا روپیہ صرف
حفاظت ہوا تو کچھ عذر مجھی نہوگا و خواجہ سرا بادشاہ کا منہ لگا تو تھا ہی اوسنے کہا کہ
یہ بات دشوار نہین ہی مین ظل سبحانی سے آج ہی اظہار کرون گا و تمہاری لیاقت
و دانشمندی کی اچھی طرح اطلاع دونگا اور من و عن حال گذارش کرون گا مینے کہا
کہ تمہاری بیان پر اوسوقت مین اعتبار کرون گا کہ میری سامنے تم التماس کرو اسپر تھوڑا
تامل کرکے خواجہ سرا نے منظور کیا اور میرے پیش کرنے پر بھی راضی ہوا اسوجہ سے
مین نہایت خوش ہوا کہ اب معاملہ خاطر خواہ طے ہوگا و بخوبی بادشاہ سے عرض کرنیکا
موقع ملیگا مگر نہ معلوم کیا اتفاق ہوا کہ دو ہفتہ تک وہ خواجہ سرا میرے پاس نہ آیا مگر
تیسری ہفتہ مین پھر مجھسے ملا اور جمعہ کو علی الصباح مجھی در دولت پر بلایا موافق اوسکے
درخواست کے درباری لباس پہنکر مین حاضر ہوا اور قریب آٹھ بجے کے دربار مین
جہان صرف جہان پناہ اور دو تین مصاحب اور ایک میر اقر ضدار حاضر تھا فیروز مجھے

مگر تم نہ آئے چنانچہ میرے والد کے مصاحب نے جھٹ پٹ اوس بدبخت کو مطلع کیا سستی ہی
باغ باغ ہوگیا اور اس فکر مین تہا کہ میرے والد کے پاس حاضر ہو کہ میرے والد بہی عمداً
اوس مفسد کے مکان کیطرف سے گذرے وہ میرے والد کی سواری دیکہکر باہر آیا
اور حسب معمول جہکر سلام کیا میرے والد نے مسکراکر جواب دیا کہا کہ ایصاحب کئی روز سے
تم کہان رہے تب تو اوسکو میرے والد کے مصاحب کے تقریر پر وثوق ہوا اور سواری کے
ساتہ دوڑتا ہوا میری گہر آیا اور یہ سنکر کہ میرے باپ نے اوسکے واسطے ایک عمدہ خدمت کے لئے
وزیر سے سفارش کی ہے جامہ مین پہولا نہ سمایا جب میری باپ نے دیکہا کہ وہ بخوبی اس سے
مطمئن ہوگیا کہ خاطر خواہ اوسکی سفارش ہوگئی ہے تو ہزار روپیہ اوسکو دیکر کہا کہ پوشاک و
لباس وسواری اوس خدمت کی موافق درست کرلو تو وزیر کے پاس مین پہچلون گا
ادہر میرے والد نے وزیر سے سارا حال کہا وزیر با تدبیر نے ارشاد کیا کہ اوس بدبخت کو
ہفتہ تک لاؤ چنانچہ تیسرے روز میرے والد اوسکو لیکر وزیر کے پاس حاضر ہوے وزیر نے
نہایت خاطر کی اور فرمایا کہ فلان عہدہ تمہارے لیئے تجویز ہوا ہے اور بادشاہ سے
گذارش کیا ہی پس تمکو حاضر کرینگے بمجرد استماع اس مژدہ کے جسطرح گنہاڑی کو دیکہکر اونٹ
پٹتا ہی خوش ہوگیا اور پہر ہرگز ایفای وعدہ کے لیے اوس صاحب انگلش کے پاس گیا
اور میرے والد نے بہی کبہی مواخذہ نہ کیا نہ کوئی منصب اوس غباز کو دلایا پس ہرگاہ اہل دغا
یہان تک ایمان کا پاس نہین ہی کہ میرے والد کے خون ناحق کے روادار ہوگئے تو
آپکی کمان تک دریغ آزار نہون گے یہ سنکر مین نے شکر اپنے دوست کا ادا کیا کہ حقیقت
مین تم سچ کہتے ہو مگر جہوٹ بہتان کبہی سرسبز نہین ہوتا اور راست گفتار ہمیشہ سربلند
رہتا ہے اسواسطے مجکو خدا سے امید قوی ہی کہ مین کامیاب ہون گا اور چونکہ اپنے روپیہ کا

جاہ و منصب میرے والد کے پاس آیا جایا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ میرا باپ اوسکی
سفارش وزیر سے کرے سرنی صاحب کے کسی رفیق سے جابلا اور اپنے رسوخ بڑہانے کو یون کہہ
گذرا کہ جس وجہ سے حملہ ہوا ہے مین جانتا ہون وہ رفیق سنکر خوش ہوے اور سرنی صاحب کے
پاس لیگئے اور سرنیصاحب نے مردی آدمیکی صورت جانکر خیال کیا کہ جو کچھ وہ کہتا ہے
سچ ہوگا فرمایا کہ اگر تم ٹھیک وہ بیان کردو اور ثبوت بہی بہم پہونچادو تو شاہ سے ہم تمہارے
تمہاری خاطر خواہ سفارش کرینگے یہ تو وہ دنیا پرست چاہتا ہی تہا بلا اندیشہ مواخذہ عقبی
میری باپ کا نام لے بیٹھا کہ وزیر کے اشارے سے یہ بندوبست ہوا تہا کہ آپ قتل کیے جاوین
الا حملہ کرنے والے کو دہوکہا ہوا اور آپکو سمجہہ کر آپ کے رفیق پر حملہ کر بیٹھا مین جلد اسکو
ثابت کردون گا اور اونہین لوگون سے جنہون نے آپکے قتل کا بیڑا اوٹہایا تہا کہلوا دونگا
اوہر سر ممدوح کو خلجان ہوا اودہر وہ مردود گہر آکے ساعی ہوا و دو چار بدمعاشونکو
متوقع انعام کرکے آمادہ کیا کہ وہ سر ممدوح سے کہدیوین کہ ہمسے بہی فلان نے بحوالہ حکم وزیر
کے کہا تہا مگر ہمنے منظور نہین کیا اور جب اون بیایانون نے مان لیا تو کمال ہمایئی
سے پہر جاکر سر ممدوح سے جڑا کہ بخوبی ثبوت بہم پہونچگیا ہی چوتہی روز حملہ کرنیوالونکو
حاضر کردون گا مگر کسیطرح یہ راز فاش نہونے پاوے ورنہ ثبوت ہاتہ سے جاتا رہیگا
اتفاقاً اس حال کو میرے باپ کے ایک دوست نے بہی سنا اور خدا ترسی کی راہ سے میرے
باپ کو خبردار کیا میری باپ نے سنکر جواب دیا کہ خیر دنیا کے کتون اور لالچی بندونکو روکنا
اور اونکی مفسدہی سے بچنا سہل ہے وفی الفور ایک اپنے مصاحب سے کہا کہ تم اس مفسد سے
باتون ہی باتون اتنا کہلاو کہ اجی تم کہان وکس فکر مین رہے ہماری آقا نے خاطر خواہ
تمہاری تقریب وزیر سے کی اور وزیر نے تمکو بلایا ہے وہان آقا تمہارا راہ ہی دیکہتا

خیر خواہ تہا اور دیانت اور امانت کے سوا کمال حزم و احتیاط سے اپنے خدمات کا سرانجام کرتا
تہا لیکن چونکہ انہین امور سے وزیر سلطنت کے حضور مین میرے والد کی قدر و منزلت
بڑہتی تہی حاسد اوسکو نہ دیکہہ سکتے تہے و رات دن تخریب کی فکر مین رہا کرتے تہے
اور جب موقع پاتے تہے جہان پناہ کے حضور مین میرے باپ ناکردہ گناہ کی شکایت
کرتے تہے مگر بادشاہ کو وزیر پر ایسا اعتماد و اعتبار تہا کہ چغل خور منہ کی کہاتے تہے
اور دانت پیسکر رہ جاتے تہے رفتہ رفتہ حاسدون نے جو دیکہا کہ وزیر میری باپ کی
طرف داری سے باز نہین آتا تو اوسکی بھی تخریب کی فکر کرنے لگے اور اتفاق سے
موقع بہی اونکو اچہا ملگیا اور وہ یہ تہا کہ جہان پناہ کو صاحبان انگریز سے نہایت درجہ کو
ربط ضبط تہا چنانچہ بادشاہ نے سرانتونی سرنی صاحب کو بلایا اور نہایت اعزاز
و احترام سے دار السلطنت مین مقیم کرایا و اتحاد خصوصیات کو بڑہایا بد باطنون
اور خبث طینتون نے جو دیکہا کہ سرانتونی سرنی صاحب کو مزاج خاقانی مین کمال
دخل ہے تو اونہون نے اپنی آمد و رفت کیطرح صاحب موصوف کے حضور مین ڈالی
اور جہوٹی تعریف کر کرکے صاحب کو باور کرایا کہ سارے اراکین سلطنت آپکے
یہان رہنے سے نہایت خوش ہین مگر وزیر کہ پرا زتزویر ہے آپ سے کہنکتا ہی اور آپکے
یہان رہنے سے اپنے منصب کا زوال خیال کرتا ہی ہنوز بوجہ عقل و فراست سرانتونی
سرنی صاحب کو وزیر سے بدگمانی پیدا نہوئی تہی اور صرف شبہہ ہی شبہہ تہا کہ ناگہانی
کسی شریر نے ایکصاحب انگلش پہ جو قضائے سرانتونی سرنی صاحب سے تہے کسی مقام مین
جہان وہ شکار کہیلنے گئے تہے حملہ کیا اس حرکت ناشایستہ سے مفسدون کو خوب موقع ملا
چنانچہ اسی طرح سرنی صاحب کو وزیر سے بدگمان کر دیا اور ایک شخص نے جو جویا ہے

اتنا قوت تمسے ہوسکتا ہے کہ میری معاملہ کو جو خود فیصلہ نکرو تو بادشاہ کے روبرو پیش کرو
کہ حضرت آپ فیصلہ کردین افسوس کہ اوسکا جواب یہ ملا کہ ظل سبحانی نے بار انصاف
معاملات کا ہمارے گردن پر رکھا ہے اور خود بوجہ اسکے کہ مشغول الزمہ نہون بلکہ
خدا کے روبرو درستگار رہین ہرگز بداخلت نہین کرتے یہ سنکر میرا دل کباب ہوگیا اور
عرض کیا کہ اگر آپ میرے مقدمہ کی تحقیقات نکرین گے اور فتوی سے ممتاز نکرینگے
تو لاچار مین خود جہان پناہ کی خدمت مین عرض کرون گا چنانچہ اوسروز اسی گفت و
شنود مین مقدمہ ملتوی رہا بعد اوسکے قاضی صاحب نے بھی میری ملاقات ترک فرمائی
اور خواجہ سراون کی دہمکیونکی مجھپر یورش ہوئی ایکروز بسبیل مذکور میری دوست آغا مسعود نے
بیان کیا کہ گو تم براہ صفائی باطن یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ کر رہے ہو مقرون بصواب ہے اور
فی الواقع جیسا خیال کرتے ہو مجکو اتفاق ہی مگر ہمیشہ سے یہانکی معاملات کچھ ایسی ہی
چلے آتی ہین میرے والد بعہد حضرت سلطان عباس ارکان دولت سی تھے اور منصب و
جاگیر رکھتے تھے وزیر کو عقل و فہم پر میرے والد کے بڑا بھروسا تھا اسواسطے مثل اپنی
عزیزون کی اونکی خاطر کرتا تھا الطاف و مہربانی وزیر سے بعضے امرا کو نہایت رشک
و حسد تھا حالانکہ میرے والد کو کسی کے ضرر سے کچھ کام نہ تھا کیونکہ وہ محتاط و پرہیزگار
تھا مگر حسد وہ مرض لادوا ہی کہ حاسد خواہ نخواہ حسد سے مجبور ہوکر اوسکے درپے
ہوتا ہے میرا باپ لاچار تھا مگر یہ بڑی خیر تھی کہ سلطان کے حضور مین وزیر کی بڑی
توقیر تھی اور ممکن نہ تھا کہ کسی عنوان سے سلطان وزیر سے بدگمان ہو و وزیر کی
عنایت میرے باپ کی حال پر حاسدون کے حسد سے اسقدر بڑہی ہوئی تھی کہ ناحق
ناحق حسد پیدا ہوا و باوجودیکہ میرا باپ انتہا درجہ کو نیک نیت اور چھوٹے بڑون کا

عدالت کے قاضی کے روبرو اپنا معاملہ پیش کیا قاضی صاحب نے بجای فیصلہ مقدمہ کے مجکو سمجھایا کہ تمہاری دوکان اس شہر مین نامور ہی اور شہر و نمین ساکھ ہے اور بغیر تمہارے موجودگی کے تمہارے نوکرونکی وہ تعظیم و تکریم ہوتی ہے کہ دوسری تاجرون اور مہاجنون وغیرہ کی ذات کی نہین کیجاتی اگر زیادہ کد کروگے لوگ مفسد مشہور کرینگے انگشت نما ہوجاوگے پس مصالحہ کرنا اولی و انسب ہی مین نے عرض کیا کہ مجکو خود یہ منظور نہ تھا کہ آپ تک آتا اور مقدمہ عدالت تک پہونچاتا بارہا عرض کیا مدعا علیہم نے نہ سنا تو لاچار کیا کرتا اب آپ جسطرح ہو صلح کرادین اور میرا زر حلال دلادین مگر منشا قاضی صاحب یہ تہا کہ مین مفت ہی مین راضی ہوجاؤن اسواسطے کہ مارے ڈر کے قاضی صاحب کانپتے تھے اور انفصال مقدمہ مین اپنا زوال منصب جانکے نعلین جہانکتی تھے مین نے اونسے کہا کہ بادشاہ جم جاہ انکو بوجہ فضیلت بینا نبی اسرائیل سے زیادہ سمجھتا ہی اور کاربار عدالت کا اسواسطے آپ پر محول کیا ہے کہ انصاف سے گلی و کوچہ معمور رہین و ظلم و جبر رعایا سے دور رہی نہ کہ آپ رعایا کو خود دھمکائین اور فریادیون پر ظالمون کی شان و شوکت اظہار کرکے ڈرائین اور اس بیان مین مین نے اسقدر مبالغہ کیا کہ مجکو امید ہوئی کہ وہ اپنی منصب کا زور و طاقت بخوبی دکھلائیگا مگر اہل سفارش سے ایسا ڈر کیا تہا کہ مجھسے چپکے سے کہا کہ اگر مین ذرا سختی کرون گا تو عزل منصب ہوکر خانہ نشین ہوجاونگا بہ سماعت اسکے دوسرا رنج مجکو ہوا کہ چار دانگ عالم مین تو مشہور ہی کہ بادشاہ احکام شرعی کا پابند ہی اور علمای دین کے مشورہ و صلاح پر کاروبار نظم و نسق کرتا ہے و ہادیان دین و ملت کو رائین و فائق مہمات ملک جانتا ہے حالانکہ اونکا کچہ قابو نہین ہی اسواسطے مین نے قاضی کو سمجھایا کہ

ایک بڑی دوکان خاص اصفہان مین قایم کی اور کاروبار تجارت کو اچھی طرح رونق دی
مگر اتفاق میری جانیکا باوجود شوق مرنیکا بار ملتوی ہوتا گیا میرا دل نہایت گھبرایا
اور مین نے باوجود برداشت مصائب گوناگون کے پھر ارادہ سفر کا کیا مگر اعزہ و
اقربا برابر مانع ہوتے رہے اور ایک برس تک مجکو ہرگز نہ چھوڑا ۵ جنوری سنہ ۱۶۹۸ع کو
پھر مین بقصد مشہد کے روانہ ہوا اور ۱۸ مارچ سنہ مذکور کو اصفہان مین پہونچا اور اپنی
دوکان مین فروکش ہوا حساب و کتاب تجارت مین رقم کثیر مین نے پائی کہ باقی
کی کھاتے مین چلی آتی ہے اوسکی وجہ دریافت کرنے سے یہ معلوم ہوئی کہ بعض
ارکان سلطنت کی یہان جو مال خرید ہوا ہے اوسکا دام نہین ملا گماشتہ کوٹھی
کے اس بیان پر سخت حیرت ہوئی اور مین خود ایک صاحب کے پاس گیا اخلاق
کریمانہ سے جیسا ہمارے ملک کا دستور ہے وہ امیر ملا اور تواضع تکریم سے پیش آیا
لیکن جب کہ اوسکو معلوم ہوا کہ مین طالب اپنے زر کا ہون تو اوسنے ملاقات
ترک کی اور صورت اپنی دکھلانی چھوڑ دی اور یہی لوگون کا یہ ہی حال دوسرے
تجارون نے مجھسے بیان کیا اور بہت کچھ ظلم و بدعت اصفہان کے امرا کا ظاہر
کیا مجکو باستماع اون حالات کے سخت حیرت ہوئی اور گو کہ مین اوسقدر نقصان کو
اوٹھا سکتا تھا لیکن ملک کی بربادی اور رعایا کی خرابی پر نظر کرکے میری دلنے
گوارا نہ کیا کہ اون مال مردم خور کو چھوڑدون اور اپنے بادشاہ پر جو عادل ہے
الزام باقی رکھون لہذا بلاخوف و ہراس مین نے قرضدارون کو دھمکانا شروع
کیا کہ یا تو میرا روپیہ دین یا عدالت مین مقابلہ کو تیار ہون یہ دھمکی سنکر اون
لوگون نے اپنے حمائتیون اور خوشامدیونکے ذریعہ سے ڈرایا مگر مین کچھ نہ گھبرایا اور

اوسکی آٹھ سو کوسکی مشہور ہی دبیس گز بلند ہی اور چوڑی اسقدر ہی کہ چھ سوار گھوڑے
اوسپر دوڑا سکتے ہین دینا اوسکی فغفور چنگ واٹی نے ڈالی ہی دجو کچھ وجہ بنانے دیوار کی
اوس سردار نے مجھسے بیان کی اوس سے بھی نامردی بزدلی اہل ختا کی ثابت ہی کیونکہ
اہل تاتار نے جب بار بار ختائیو نپر مار کی اور باوصف کثرت خلقت چین اور صولت و
شوکت فوجکی تاب مقاومت اہل ختا کو باقی نرہی تو خزانہ مملکت کو کمال سفاہت
وخطا سی اس دیوار کے بنانے مین صرف کیا اور عقل وفہم جسمین امتیاز اہل ختا کا
معلوم ہوتا تھا صریح مٹہ لگ گیا میرے سمجھہ مین دیوار مردمان جرار کو کب روکتی ہے
جیساکہ ثابت ہوچکا کہ بنیاد دیوار بیکار گئی اور تاتاریون نے ختائیون سی ملک چھین کر
اپنا نشان فتح کا گاڑدیا اور ابتک فرمانروائی اوس ملک کی کرتی ہین یہ تو مین مانتا ہون
کہ اوس دیوار کا بنانا کام انسان کا نہین تھا اور اسمین کچھ شبہہ نہین کہ اوس ملک
ویران مین جہان کوسون نشان آبادی کا نظر نہین آتا اور غلہ کیا بعض مقام مین
پانی کا پہونچنا دشوار تھا لاکھون مرد وزن کا قیام کرنا اور کھانا کپڑا اونکو پہونچنا
اور مصالہ تعمیر کا جمع ہونا وہم وگمان مین نہین آتا اور تعمیر اس دیوار کی ایک دلیل
ساطع اور برہان قاطع ہے کہ اہل ختا کو فن تعمیر اور علم حرثقیل اور ہیئت مین بڑے درجہ کا سلیقہ
تھا اور انہتا کو اونکا تجربہ بڑہا ہوا تھا مگر ساتھی اوسکی وہ سارا علم وتجربہ نامردی کے
پاسنگ مین بھی نہین چڑہ سکتا اور اسوجہ سے مین تعریف دیوار مین ایک حرف
بھی نہین کہا چاہتا غرض یوشع کی صحبت سی مین کمال مسرور ہوتا رہا اور نہایت
متاسف ہون کہ وہ سولوین نومبر ۱۶۹۶ء کو معہ اپنی خاتون کے مجھسے رخصت ہوا
اور عنایت الہی سے بحفاظت تمام اپنی وطن کو پہنچ گیا بعد اوسکے چلے جانیکے مین نے

تو عدالت سے تحقیقات ہو کر فتوی قتل و قصاص کا اوسپر جاری ہوتا ہی یہ زیادہ تر دلیل
نقصان عقل و فہم ہے پس تا وقتیکہ فغفور چین خود توجہ تام و مزید انتظام نفرمای اور موکوئی
خودکشی کرے اوس سے انتقام نچا ہی ممکن نہین ہی کہ یہ امر شنیع موقوف ہو جاے علاوہ اوس کے
اہل ختا کو صاحب ذہن و ذکا بھی مین نہین کہہ سکتا اسواسطے کہ اونسے اگر کسی امر کا
سوال کیا جاے یا مشورہ لیا جاے تو بغیر اسکے کہ وہ ہفتہ عشرہ تک سونچا کرین کسیطرح جواب
نہین دی سکتے حالانکہ اس عرصہ مین بہت سی خرابیان سونچ بچار مین پیدا ہوتی ہین
سونچنے اور سمجھنے اور نیک کو بد سی جدا کرنے و ضرر کو سود و بہبود سے امتیاز کرنے کے
واسطے مردان عاقل و تجربہ کارونکو تھوڑا سا خوض کافی ہی نہ یہ کہ ہفتہ عشرہ تک سونچا
کرین اہل تاتار بھی اگرچہ پیرو راہ و رسم اہل چین کے ہین مگر جودت حواس جو اونمین
ذاتی ہے وہ مانند اہل ختا کے سمجھ لینے اور مشورہ دینے مین خطا نہین کرتی اور بہت
جلد سونچ سمجھ کر نفع و ضرر جو ترت ہونے والا ہوتا ہی کہدیتے ہین اسلئے تاتاریونکو مین
موافق اپنے قیاس کے اچھا سمجھتا ہون کہ صاحب جود و مہمان نواز آشنا پرست دلاور
ہوتے ہین سپاہی و صحرائی جو اکثر مسرف کہلاتے ہین اور مال و دولت بیہودہ اڑاتی
دلاور بالی مزاج رکھتے ہین اونکی اوضاع و اطوار سی مین بحث نہین کر سکتا اسواسطے
کہ جاہل و اجڈ ہر ملک کے یکسان ہوتے ہین باقی حال دیوار ختا کا مجسی اوسی یا نکیا
سردار نے یون بیان کیا ہی کہ جیل فنگن سے جو سرحد ملک آسام اور برہما پر واقع
ہے یہ دیوار شروع ہوئی اور جیل یون لنگ پر گذر کر جانب شمال کو جاتی ہے
اور ایک گوشہ مستطیل پیدا کر کے پار دریاے پی ہونکے جیل این شان کی پورب کی
سرحد کے قریب سے پھر دریاے پیہو نین ہو کر بحیرۂ جاپان کی طرف جا کر منتہا ہوئی ہے لمبائی

یاری دی ثنا و صفت کی مگر جہان مین نے اوسکی تعریف کی نقل کی ہی وہان ضرور ہی
کہ جو الزام مین اوس شہر اور تمام اوس ملک پر رکھتا ہون بیان کرون یعنی آدمی بیشتر
بزدل و کم ہمت ہوتے ہین اور با وجود علم و فضیلت تھوڑی مصیبت کو نہین اوٹھاسکتے
جہان بزرگون کی قدر کرتے ہین وہان چھوٹونکی خاطر روا نہین رکھتے بڑون کی
لاشونکی تو وہ توقیر کرتے ہین کہ اونکی آگے قدیم مصر والی کچھ حقیقت نہین رکھتی مگر
چھوٹے بچے جب مرجاتے ہین تب اونکی لاشونکو گلی و کوچونمین پھینک آتے ہین اور
مترد غیرہ گاڑیونپر لاد کر مدفن مین پونہچاتے ہین بعضی کمبخت دیدہ و دانستہ مخلص
قساوت اور سنگ دلی سی اپنی اولاد کو زندہ اس ارادی سی پھینک دیتے ہین تا کوئی
اور اوٹھا لیجاے اور پالی مگر یہ نہین سمجھتے کہ جبتک کوئی اوٹھائی شاید اوسکا کام تمام ہوجاے
اور مفت حرام موت اوسکی جان جاے لوگ کہتے ہین کہ خطائی بڑی مہذب ہوتی ہیز
اور بڑی مؤدب و پرہنرگار محنت کش و کفایت شعار و تیزی ذہن و جودت حواس
و اطاعت والدین و محبت و ابستگان و دوستونمین نامآور ہوتے ہین لیکن مین ہرگز
اسکو نہین مانتا اسواسطی کہ علاوہ اس عیب کے جسکو مین نے اوپر بیان کیا ہی خطائی
اندک فکر و اندیشہ اور خوف و تھوڑی مصیبت اور وقت اور غصہ مین اپنی کو ہلاک
کرتے ہین یہ امر مخبر صادق کے عالم مین کوئی زیرک و اہل فہم ہرگز نہین کرتا عشرت
و عشرت جہان مین تو ام ہی کبھی عیش و سرور کی سحر ہے تو رنج و محنت کی شام ہے
کبھی شادی و فرحت ہے کبھی تنگدستی و کلفت ہی مردمان مستقل دونو کو یکسان تصور
کرتے ہین اور ہر بلا کو سینہ سپر کرکے جھیل جاتے ہین و عجیب تر یہ ہے کہ جو کسی پر الزام
رکھکر جان دیتا ہی اوسکو بھی خود پاپ کاٹنے کو مرنا پڑتا ہے اور اگر بھائی سے مرے

اوسکے بعد اعزا و اقربا بالبا سہای فاخرہ سی آراستہ اونکے پیچھے وزرا انواع زینت سی پیراستہ
اپنے رتبہ سی آہستہ آہستہ چلتے ہین مردونکی جنازی بھی بڑے بڑے آدمیونکی سوار پیشہ
گھٹ کر نہین ہوتے اونکے ہمراہ بھی سرتال سی ملا ہوا باجا بجتا ہی اور جلوس ساتھ
رہتا ہی باوجود اینہمہ کثرت واز دحام قدم قدم پر برقنداز مسلح تا تین چابک لیے ہوئے
کھڑی نگران رہتی ہین جسکو خلاف تہذیب دیکھا چابک مار کر ادب سکھلایا گالی گفتہ اور
سخن فحش منہ سی نکالنا تو دشوار ہی کوئی بے موقع چون بھی نہین کر سکتا اور انبوہ خلائق
بے رنج اور بلا تردد پھرتا ہی یہ ساری کثرت فقط مردونکی ہی دخل کیا ہی کہ ایک عورت
بھولے سی نظر آجاے ہان تاتاری قوم کی عورت جھکا دوسرا شہر قندار اوسی شہر سی ملا ہوا
اور اب مل جلکر ایک شہر ہو گیا ہی بھولی بھٹکی نظر آجاتی ہے اور یہ ساری دھوم دھام
پھر رات کو ختم ہو جاتی ہے بعد اوسکے ایک آواز بھی کہین سے سنتے مین نہین آتی
آدمیونکی آمد و رفت بالکل موقوف ہو جاتی ہے ایسا کوئی کمبخت آفت کا مارا جو دو گھڑی
درد مین مبتلا ہوتا ہی قوالتہ روشنی لیکر حکیم کے بلانی کو جا سکتا ہی یا حکیم بنا بر علاج اتکو
چل پھر سکتا ہی سوا اونکی ممکن نہین کہ کوئی آدمی جا دی کسواسطے کہ حفاظت کے لیے
بنا بر روندگشت خود ناظر صوبہ کا جو باوجود جلالت و مرتبت کوتوال کا لقب و نام رکھتا ہی
تمام شہر مین پھرتا ہی برسون نہ چوریکا چرچا سنا جاتا ہی نہ سارق کہین دکھلائی دیتا ہی
سرشتی و لچھمی دونون نے اوس شہر کو دیکھ لیا ہی اور ہر طرح سی بھرپور کیا ہی ایام قحط
سالیمین غریب و غربا بھی بڑی آدمیون سی ہمسری کرتے ہین غلہ انبار خانہ شاہنشاہی
سے کھانے کو پاتے ہین پس قحط سالی ایام غیر قحط سے بھی وہان اچھی دکھلائی دیتی ہے
بہر کیف ایسا شہر روی زمین پر دوسرا نہین ہی اوس ختائی نے جہانتک اوسکی زبان نے

پہلے تعلیم علمی ضرور ہوتی ہی بیچ شہر مین ایک بڑی چوڑی سڑک ہی اوسکی دو رویہ جو
دوکانین ہین وہ تو عجائب زمانہ ہین ہر ایک دوکان اگر زر نگار ہے تو مال وجواہر سے بھرا
کا اوسمین انبار ہی ہر ایک دوکان کی سامنے خوبصورت پیلیا بنے ہوئے ہین جسمین
کوئی سنہرا ہے کوئی روپہلا کوئی سنگ سوسی کا ہی کوئی سنگ مرمر کا وزیبائش کو
اونکی اوپر تو طرح بطرحکی ہر قسم اور رنگی کی ہین نیچے دوکانونکی اشیای موجودہ کی فہرست معہ قیمت
لٹکتی ہین گویا اپنی کو دکھلا دکھلا کر خریدارونکو بلاتے ہین ازدہام خلایق سی فکر راہ ہم
پہنچے جاتے ہین دنیا کی بنی آدم وہین نظر آتے ہین کہین چلو بچو کی پکار کہین ہٹو بچو ہوکی
صدا شانہ سی شانہ چھلتا ہی چلنے والونکا دم گھبراتا ہی سواری پر سواری بڑہا یو عمر دولت
زیادہ کوئی نقیب کہتا ہوا کوئی ادب سے تفاوت سی ازدہام سرکاتا ہوا سڑک پر نظر
آتی ہین واسقدر چلنے والونکی کثرت رہتی ہے کہ ہرگز زمین نظر نہین آتی فقفور کی
سواریسی تو قدرت خباب باری دکھلائی دیتی ہے سب سے مقدم باجہ والی ہوتی ہین
کہ جنکی شہنائی و بانسلی کی آواز لولی فلک کو رقص مین لاتی ہی اور تاشونکی کڑک
اور نقارہ کی دہمک کنگرہ عرش کو ہلاتی ہے اوسکی پیچہے کے نشان بردار صف بہ صف
مقطار بقطار پوشاک رنگ رنگ سی مغرق نشانونکی پھریری ہوا سی امواج دریا کی
طرح لہراتے ہوئے و نفاست سے اوڑتے ہوے اونکے پیچہے ہاتہی مراتب پھریرا دے
برچھی بردار سونے چاندی کی برجیان مرصع کار لیے دشمنونکی سینہ کے پار کرتی ہوئے
اونکی بعد خاقان مثل آفتاب نیمروز کے ہوادار طلائی جیغہ مرصع و یاقوت بیشمار الباس و
گوہر شاہوار جڑی ہوے سوارین ہزار کمار اطلس و کمخواب کی کرتیان پہنی ہوے پہریان
دکھلاتے ہوئے ہون ہون کی صدا سے آسمان کو ہلاتے ہوے ہوادار کے ساتہ

دوسری جانب دوسرا اوستاد حرفونکا لانا سلاتا کوئی حکمت پڑہاتا کوئی طرز تقریر و
آداب مجالس پر خبردار کرتا کوئی تختی پر کوئی کاغذ پر بچون سی لکھاتا اگر ایک اوستاد
انسا کی حقیقت بتلاتا تو دوسرا ملا سمجھاتا صبح سے شام تک یہی دستور رہتا بجز
تحریص و ترغیب تحصیل علوم کوئی چرچا نہوتا اکابر شہر بھی مدرسہ مین کبھی کبھی
جاتے طریقۂ تعلیم و تدریس کو دیکھتے بھالتے طلبا سی مسائل علمی پوچھ پوچھکر
تحسین و آفرین کرتے اور اس مصلحت سے کسیکو نفرین بھی کرتے تھے کہ جس سے
غیرت مین آکر طلبا نہایت کوشش کرتے تھے غرض ادنے و اعلے و صغیر و کبیر سب
لکھنے پڑہنے مین جد و جہد بلیغ کرتے ہین و صرف لکھنے اور پڑہنے ہی پر قادر ہوکر تحصیل
علوم سی باز نہین آتے بلکہ جسقدر درجہ فضیلت کے مقرر ہین سب کو طے کرتے ہین
ترقی علم کی جس درجہ کو خاص شہر و ملک مین ہی اوسکی دو بڑی وجہ قوی ہین
اوّل تو ہر شخص ادنی و اعلی کو خیال اپنے خاندان اور باپ کے نام آوری و سربلندی
کا رہتا ہی و بمقتضای حمیت چاہتا ہی کہ باپ کی رتبہ سی اپنا مرتبہ بڑہاوین و سپوت
کہلاوین و نام باپ کا اوسکے پتے سی روشن ہو نہ کہ والدین کے نام سی فرزند
مشہور ہو دوسری سلطنت خاندان مختلف خطاب فضیلت کے مقرر ہین اور ہر ایک
عہدہ اہل قلم اور سیف کی واسطے معین و منضبط ہی کہ بغیر حصول فلان خطاب کے
فلان عہدہ کی لائق نہ سمجھا جاے اور کبھی اوس سے انحراف یا تجاوز نہین ہوتا اسیواسطے
ہر کھہ و مہہ دل توڑ کر تحصیل علم کی کرتا ہی اور ننگ جہالت کی چھوڑتا ہی و سوای
عمارت مدرسہ علمی کے کارخانجات جابجا نفیس بنے ہوے ہین کہ اونمین آہنگری
نجاری و پارچہ بافی وغیرہ دستکاری کے پیشہ تعلیم ہوتے ہین مگر حرفت سیکھنے ہی

روشون پر مخمل مہدیونکی ٹیان وگلکاری جنسے باغین قدم رکھا جیتے ہی جی
گویا باغ ارم دیکھا جو آگی بڑہا فوارونکو دیکھہ اوچل پڑا کہین مصنوعی صحرا کہین دشت
غربت کا نمونہ کا منوٹنکی درختون سی ویرانہ کا نقشہ جبتک اوسپر نظر لگاے رہے
شہر کا دہیان نہ آے اصلی بیابان کا خیال دلپر جماے ہے دکہن کی سمت ایوان و
قصر شاہی بلندی مین فلک الافلاک سے باتین کرتے ہین خوبی و خوش قطعی مین
روی زمین کی عمارتونکا منہ چڑہاتی ہین تین دروازی شہر پناہ کی اونہین مکانون
کے لیے مخصوص ہین ایک سمت کو ایک مکان عالیشان ہی جسمین راہ گہاٹ
کے پڑے پڑاے حرامی لڑکے اوٹھا اوٹھا کر جمع کیے جاتے ہین اور دایہ دودہ پلانی
پالتی ہین بعض ختای کنگال فرزند حلال کو بہی بدین وجہ کہ مقدور پرورش
اپنی اولاد کا نہین رکہتی زینہ مکان پر اپنے فرزند دلبند کو رکہکر بڑی گنٹے
کو جسکی رسی زینہ پر اور گنٹہ اندر ہوتا ہے ہلا دیتے ہین بجبر داوسکے
محافظان مکان و تیمارداران لڑکے اوٹھا کر پالتے ہین ایک جانب مدرسہ
جسکا وصف دشوار اسہب قلم لکہنے مین لاچار تعریف اوس مکان کی
تحریر سی باهمہ قلم دوزبان لکہنے مین مجبور و قاصر ہے چار و نظر باغ
وسبزہ زار بیچمین بارہ دری عالیشان بانقش و نگار نئے وضع کا در تورانے
اسلوب کی دیوارین جدہر دیکہیے مرصع کار چہوٹی چہوٹی عمر کے طلبا بڑے بڑے
امیرزادے اوستاد کامل و ملک بہر کے مشہور فاضل وہان حاضر کسی مقام پر
ہیئت ہندسہ کہین منطق و فقہ کوئی اوستاد تعلیم صرف نحو مین مصروف و محو
کوئی علم ادب و اخلاق کی تعلیم و تقریر مین گرم رو کسی طرف کوئی ابجد سکہلاتا

کارگران ڈھاکہ جمل دوشالونکے نفاست اور باریکی و گرانہٹ سے کشمیر سرفراز
وصحن آگے مین چسڑ کا بازار گرد چینیتھا ہی قلمکار سے بازار اصفہان کو عار صرافی
مین روپیہ اشرفیونکے انبار جوہریون کے دوکانونمین نگاہ خیرہ ہوتی ہے
کام نہین کرتی آنکھون کی جوت جگمگاہٹ پر نہین ٹھہرتی تلملاتی ہی الماس
وزمرد وعقیق ولعل وبدخشان ویاقوت ونیلم وزبرجد ومرجان ادنی دوکان دار
کے ہان لاکھون کے موجود عطر سازون اور پھول والون کے بازار مین
جو کیفیت ہی وہ زبان سے ادا نہین ہوسکتی مہاجنونکے بازار کا بناؤ ٹھنک
جسکے دیکھنے سے عقل دنگ کوئی سرگرم تحریر کسیکے زبان پر وساور کے نرخ
ہنڈوی اور بیوپار کے نرم نرم تقریر کوئی لاکھون کے نفع نقصان کا حساب
جوڑتا کوئی بیٹھا ہوا دن بھر کے میزان دیتا کوئی ایک حساب سے دوسری کی بدہ
ملاتا غرض وہان ہزار دوکاندار انبار اہونا تابوت سازون کے بازار مین جدا دھوم
دھام قدم رکھتے ہی موت یاد آتی ہے خوشی وہان فوت ہوجاتی ہے
فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ کہہ کہہ کر بے ثباتی جہان سے ڈراتی ہے
تابوت سازون کا ٹھاٹھ اگر قابل دید ہی تو اوسکی صنعت بہی لایق ستایش
مزید ہی کسی پر لگا جمنی کام کسی پر مینا کاری کسی پر نقش ونگار کوئی سادہ بازاری کسی پر
كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَ
الْإِكْرَامِ ۵ کے تحریر کسی پر كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِذَا جَاءَ
أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ
کی تفسیر درمیان شہر کی عجیب وغریب باغات محزن نباتات ہر طرف نہریں جلے

جواب سوال حلوایونکا کونچہ عجب پر بہار جدہر دیکھیے مٹھائی کا انبار ہزارون روپے کا
ہر قسم کا مال تیار چراغ جلے حلوائی کا عجب روپ راجہ اندر سے بھی دوبالا اوسکا
سروپ جو اوس کونچہ سے نکلا اقسام شرینی کو دیکھکر ٹریوڑیکے پھیرمین پڑا پڑھی
پڑھائی پٹی بھول گیا خواہش پیڑے مین ہی بھول گیا قیمت پوچھنے کے جو دھرا
لگا حلوائی نے گٹا پکڑ لیا تمسخر مین لیا صاحب شیرازی یا مصری یا قوقند کے رہنے والے
یا بصری ہین کہان سے یہان آکر وارد ہوے ہین کہ بھلے آدمیونکو جھوٹا بناتے
ہین دروغ گوئی کی تہمت لگاتی ہین چلو زبان تہاموا ایسی نبات کھو حلوا خورون را
روی باید اوسی پڑہ کر نان بائی کی دوکان پر کہانے لطیف عمدہ طرح طرح کے
ظروف پسندیدہ مین رکھے ہوے اقسام اقسام کے طعام لذیذ چنے ہوے
اور فرش نفیس بچھا ہوا شیشہ وآلات سے تمام مکان سجا ہوا جسکے دیکھنے سے
انسان کو خود بخود بھوک لگے خواہ مخواہ دل چاہے غرض جو خریدار دوکان پر
پہونچا اوسنے جھک کر سلام کیا وجس چیز کا اشارہ پایا لاکر حاضر کیا اگر وہین نوش
فرمانیکا ارادہ پایا خدمت گار کو اشارہ کیا اوسنے سیلابچی آفتابہ پیش کیا ہاتھ منھ
دھونے کا سامان کیا اور ہر دوسرے نے دسترخوان چن دیا کہانے سے
جسوقت ہاتھ روکا دسترخوان بڑہایا سیلابچی وآفتابہ لاکر رکھا بین دانی حاضر
کی نہایت ادب وتکریم سے ہاتھ منھ دھولایا حقہ بھر کر زیر انداز پر قرینے سے
لگا دیا وہ نزاکت ہر ایک دوکان مین قدرت الہی کا سامان کمخواب وشنجرف تمام
دنیا کی طرح وبافت سے بہتر ودیبا واطلس جنکے عکس سے آنکھین رنگین شروع
نفیس سے جوابل گجرات بدل تو تعریب وتمل سے باقندگان بنگالہ شرمندہ اور

اوسپر اگر چھہ سوار برابر چل سکتے ہین تو اوس دیوار پر بارہ سوار کاندہی سے کاندہا
ملا کر گھوڑا دوڑا سکتے ہین اور جا بجا قریب قریب دیوار پر واسطے سکونت اہل فوج کے
برج بنے ہوے ہین باہر دیوار سے ممکن نہین ہی کہ معلوم ہوجاے یا قیاس مین آے
کہ اوسکی اندر شہر بستا ہی یا کہ بنی نوع انسان سے کوئی اوسمین رہتا ہی بلکہ دور سے
معلوم ہوتا ہے کہ دیوار کسی باغ کی ہی یا کسی جنگل مین قلعہ بنا ہوا ہے اسلیے کہ نہ تو
دیوار کے باہر کسی قسم کی آبادی ہے نہ دیوار کی بلندی کی وجہ سے کوئی عمارت شہر کی
نظر آتی ہے اور شہرون مین خواہ مخواہ مقابر یا معابد یا باغات یا غربا کی جھونپڑے
شہر کے باہر بنے ہوتے ہین جس سے آثار شہریت کے پاے جاتے ہین اس شہر کے
دیوار کے باہر کسی قسم کے مکان نہین ہین و ہرگز معلوم نہین ہوتا کہ دیوار کے اندر
شہر ہے شہر پناہ کے دروازہ عالیشان ہین بلندی و رفعت مین ہم پلہ آسمان ہین
جسوقت اونکی اندر قدم رکھا معلوم ہوا کہ جنگل سے شہر مین آے سڑک بے مور
و سڑک صاف و کوچہ و گلیان خس و خاشاک سے پاک نہایت شفاف عمارات مرغوب
خاص و عام پسندیدہ امراے کرام دوکانین خوشنما مال و اموال سے معمور جسکو دیکھے
صرف دیکھنے ہی پر نہیں مسرور کسیکا دروازہ مرصع کار کسیکے دیوار پر رنگ ہاے نفیس
کی بہار کہین تصاویر دلربا کہین پند و نصایح کی وصلیان دوکاندار بھی طرحدار
شیرین سخن و راست گفتار اہل مروت خوش اطوار مخملی فرش بچھا ہوا اسباب نفیس
سجا ہوا دوکان پر جو خریدار گیا تعظیم و تکریم کرکے لیا عطر و چاہ پیش کیا فروخت
مال کی وہ کثرت اور یہ حال کہ ایک ایک اونے دوکاندار مالامال نہ کہین دو بچھا لیا
نہ دلال نہ کسیکو درمیان مین جا ہی قیل و قال بلا مداخلت احدی بایع و مشتری

لنگ ہوا تو قصد بصرہ کا کر کے تیرہوین دسمبر سنہ ۱۶۹۴ عیسوی کو مین جہاز پر سوار ہوا او
بمزید محبت موسیٰ یہودی کے کمال راحت سی بصرہ مین پہونچا آہ وہان بھی تپہ پناہ
بلکہ آخیر کو مین بھی سوچا کہ چین سے انگریزی جہاز کا بصرہ کو آنا عقل سے دور ہے
غرض لاچار و مجبور ہو کر وہان سے بھی چلا اور با دل حزین و خاطر غمگین اپنے ملک مین
پہونچا عجب غم والم خاندان مین برپا ہوا تیرہوین اپریل سنہ ۱۶۹۶ عیسوی کو آپ کا
سرفراز نامہ مشتملبر مژدہ واجب السجدہ پہونچا جسکی بابت مین اپکا تمام عمر شکر گذار ہون
بی بی دینا نے پوچھا کہ کیو نصاحب شہر پیکین تمنے بھی نہ دیکھا اور دیوار ختا کو دیکھنے
کی تمنا ہماری اور تمہاری باقی رہگئی یوشع نے کہا کہ تم نادان ہو ای مہربان
شہر پیکین و دیگر بلاد چین مین پردیسی آدمی کو دخل ناممکن ہے پہر وہان تک
جانا بخانا برابر ہے الا اگر تم اوسکا حال سنا چاہو تو مین نے تمہارے آنیکے بعد
ایک چینی سردار سی جو فغفور کے ساتہ تہا سنا ہی بیان کرون دیوار ختا کے بنے
کی وجہہ بھی بتلاؤن بی بی دینا نے کہا کہ بالضرور بیان کرو تاکہ میرا دل سنکے
خوش ہو یوشع نے بیان کیا کہ راست دروغ برگردن راوی مجھسے یانکیا سردار چینی نے
یون کہا ہے کہ پی چن عرف پیکین ایک شہر خوش سواد انتہا درجہ کو آباد اٹہارہ میل کے
خلقہ مین بستا ہی تو بھی کثرت باشندون سے اسقدر گنجان ہی کہ گویا مکان پر
مکان بنا ہے چلنے پھرنیکو راستہ بمشکل ملتا ہی حالانکہ بیشتر مقامون مین وہ بھی
چھتونسی پٹا ہے حقیقت مین خلقت جہان کا شہر مین ہجوم ہے ہر وقت ہٹو بچو کی
صدا کی دہوم ہے مکانات مرتفع اس قطع سے بنے ہوے ہین کہ شہر پناہ
سی کوئی عمارت بلند نہین ہی و دیوار شہر پناہ کی دیوار کلان ختا سے کہین چوڑی ہے

قیامت دوچار ہونا مشکل ہے تو بجز صبر کے کوئی دوا نہین ہے اور ایک ہزار روپے
پھر عنایت کیے اور خلعت دیکر رخصت فرمایا مین نے حد درجہ کو اظہار شکر کا کیا اور
دعائین دیکر مرخص ہوا اور سوچا کہ بادشاہ سے زیادہ قدرت تلاش مجکو کہان
جو سعی بیہودہ کرون آشوب فکر درماندہ ہوگیا اور سوائے صبر کے کچھہ نہین بن پڑا
چاہا کہ صوبہ کو اتان کی شہر چاوہن نو کے پچھم جانب جو ٹیلا ہے اوسپر جاکر رہو
اوس ٹیلے کے ذکر نے میرے طائر روح کو اسوقت اسقدر مضطرب کیا کہ اوسکی
چوٹی پر جا بیٹھا اور سرد ہوا سے فرحت تازہ اور سبزہ سے طراوت بے اندازہ پاتا ہے
ایسا جو وہ ایک بہت بڑا و بلند ٹیلا مثل پہاڑ کے ہے اور جھاڑ و جنگل سے بالکل
پاک و صاف ہے مثل اوسکے اور کوئی دوسرا پہاڑ مین نے نہین دیکھا چوٹی سے
دامن کوہ تک ہری ہری گھاس خوشنما سے سبز ہو رہا ہے اور جا بجا نہرین
چوٹی سے دامن تک اس خوبصورتی سے آئین ہین جیسے جزیرہ پر پہانکین
جدا جدا کرنے کو سبز رگین نمودار ہوتی ہین میری زبان عاجز ہے کہ کسطرح لطافت
اوسکا بیان کرون مگر ہان آپکے باغمین ایک چھوٹا سا ٹیلا بناؤن و اوسپر ہالونکی
بیج چھٹکاؤن جب سے اوس قسم کی گھاس پیدا ہو پھر بیچ بیچمین نہرون کی شکل بناکر
پارہ بہر دون تا وہ ہوا سے ایک حال پہ نہ ہکر سبز کیے اندر اپنی سفیدی کی چمک کا
جلوہ دکھلاتے البتہ آپکو اوس کا حال گونہ بطور نمونہ کے معلوم ہوگا لیکن پھر عقل نے
روکا کہ مرکز بھی ملنا غیر ممکن و محال ہے اسواسطے لاچار ہوا اور چند مہینے صبر کیا
لیکن دلکو صبر نہ آیا جس ذلت و رسوائی سے بنا جزیرہ فارموسا اور کوٹا مین
اپنی جورو کو تلاش کرتا پھرا اگر افسوس کہ جب کہین سراغ نہ ملا و پاے سمند تلاش سے

درفشان ہوا کہ ہماری رعایا سے تو معلوم نہین ہوتا ہے مین نے جواب دیا کہ یہ تو صحیح ہے
مگر مین اسوقت آپکی رعایا کا رعایا بے دام و درم خریدہ غلام ہون تجارت کرنے
آیا تھا کمانیکی خواہش تھی اوسکے عوض مین مال تو کھو چکا اب جان باقی ہے سو غلامی
کی ذلت سے کہین بہتر ہے کہ وہ بھی جائی یہ سنکر حکم دیا کہ ساتھ آؤ اور آگے بڑہا
آہستہ آہستہ خوف و رجا مین مین بھی ہمراہ ہوا اتفاقاً اوسدن اور کوئی فریادی
کو انہین ساتھ خاقان نے نہین لیا تھا فرودگاہ پر پہونچکر پہلے ضروریات معمولی سے
فارغ ہوا پھر مجکو سامنے بلایا حال سن و عن سنا میرے حال پر نہایت ترس
کھایا پھر میرے آزادی اور تاتاریکی گرفتاریکا فرمان جاری کیا نہین معلوم وہ
جفاکار کیونکر آگاہ ہوگیا کہ قزاق کو اوسنے فراسے بدل کر راہ لی مال و اسباب
جو دولت کچھ اوسکے پاس نہ تھا کہ وہ مجکو ملتا بادشاہ نے دو ہزار روپیہ نقد مجکو
دلوائے اور میری پیاری بی بی کی تلاش کرنیکا ناظم فوگنگ کو حکم کیا اور
مجکو اپنے ہمراہ صوبہ کوانتان مین لایا دو مہینے کے بعد ناظم کا جواب آیا کہ ہر چند
عورت کو تلاش کیا لیکن ہرگز اس ملک مین پتہ نہین ہے سنا تھا کہ وہ جزیرہ
فارموسا کیطرف گئی تھی چنانچہ کوئی دقیقہ تفحص کا وہان بھی باقی نہین رکھا
آخرش معلوم ہوا کہ ایک انگریز اوسکو سوار کرکے اپنے ملک کو لیگیا و حسب مشہور
اوسکا جہاز بصرہ مین غرق ہوا بعد سماعت کے خود بد دلت نے مجکو بلایا اور
آگاہ کیا مین زار زار رونے لگا اور اپنے ناکامی اور یاس پر بلکنے لگا اوسنے خود
مجھے دلاسا دیا اور فرمایا کہ مرضی خدا سے کیا چارا ہے اگر ہماری سلطنت مین
کہین ہوتی تو ضرور تیری جورو ملتی ہرگاہ اوس دارالسلطنت مین گئی کہ جہان بغیر عرصہ

اور موکین ہوکے قالین مشہور ہین اور حقیقت مین شیراز کے قالین اونکے روبرو
بے حقیقت ہین شہر نا پو فو کے اطراف مین چاے بھی بکثرت پیدا ہوتی ہی اور شہر سے
مغرب کیجانب ایک پہاڑ بہت بلند ہے اور بعض بعض چوٹیان اوسکی بلندی مین
آسمان سے باتین کرتی ہین اور اوسی پہاڑ کے درمیان مین ایک جھیل ہے
جسکا عمق آجتک نہین معلوم ہوا اوسیطرح سے مجکو کئی برس گذری اب مین
اپنا قصہ بیان کرتا ہون کہ وہ بھی باعث سرور سو فور آپ صاحبونکو ہوگا اسواسطے
کہ ذکر مصیبت سے خالی اور خوشی اور کامیابی سے بھرا ہوا ہے ۲۰ مارچ ۱۶۹۴ع کو
آمد آمد فغفور مشہور ہوئی مین نے سنا تہا کہ بادشاہ نہایت خداترس اور رحیم مزاج
ہی فریادیونکی داد خود سنتا ہی اور بالضرور مقصد بر لاتا ہے چنانچہ در فغفور کا
جس جلوس شاہانہ اور شان ملوکانہ سے ہوا اوسکا بیان کرنا فضول ہے اور
اسقدر کہنا کافی ہی کہ جس بادشاہ کو رعایا برایا اپنا سلطان ہی نہ جانتے ہون بلکہ
خدا سمجھتے ہون اوسکی تزول و اجلال سے کسقدر خورسند و خوشحال نہون گے
مانند گلشن کے شہر آراستہ تہا اور مانند عروس کی پیراستہ ایکروز مین اپنے مالک کے
لیے سودا خریدنے علے الصباح بازار گیا تہا دیکھتا کیا ہون کہ ایک مرد خوبصورت
گھوڑی پر خراماں خراماں چلا آتا ہے اور چار سوار پیچھے پیچھے سرونکو جھکائے
ننگی تلوارین لیے ہوے ساتہ ہین جو زن و مرد سامنے آتا ہے جھک کر آداب بجا لاتا ہے
اور اکثر جو اپنا عرض حال کرتا ہے سوار یکو روک کر سنتا ہی جسوقت مین نے یہ حال
دیکھا تو مجکو بھی جرات ہوئی اور اپنے آزادی فکر کی ہمت ہوئی آگے بڑہ کر مین نے
اپنی طرحسے سلام کیا اور چلا کر رونے لگا فغفور بھی ٹہہر گیا اور اپنی زبان سے یون

طرف بلند ہوا اور ہاتھی کو اوسپر سے چڑہا کر باہر کرتے ہین ہاتھی تابع احسان ہوجاتا
ہے اور دم و کان تک نہین ہلاتا ہے اور اکثر ہاتھیونکے دانت بھی وہانکی جنگل مین
ملتے ہین اور سوائے اور چیزون کے جسکا مینے ذکر کیا ہے کافور بھی عمدہ قسم کی
دوا اور خوشبو ہی اور اوسکی بابت اقوال مختلف ہین الا مین بچشم دیدہ بیان کرتا
ہون کہ نہ وہ کسی درخت کا گوند ہے نہ کیلے کے درختون سی پیدا ہوتا ہی بلکہ کافور کا
خاص ایک درخت ہی جو ہاتہ بھر سے کم نہ ڈیڑہ ہاتہ سے بڑا ہوتا ہے پتے اوسکے
دبیز اور کھرکھرے ہوتے ہین اور تنہ اوسکا بہت موٹا ہوتا ہے پس نرم نرم ڈالیان
درخت سی توڑکر اور ریزہ ریزہ کرکے بڑے بڑے ناندونمین بھگواتے ہین
اور جب خوب بھیگکر نرم چھال شاخونسی علیحدہ ہونے پاتی ہے تو دیگونمین
جوش کرتے ہین اور اوبال کر خبردار یکی واسطے ہر وقت دو ایک آدمی موجود
رہتے ہین اور پانیمین لکڑی ڈالکر دیکھتے جاتے ہین جسوقت نمک کے مانند
ڈالیان لکڑی مین لگ لگ کے اوس پانیمین جمنے لگتی ہین تو دیگ کو آگ
سے اوتارکے چہان ڈالتے ہین اور مٹی کے برتن مین پانی کو رکھہ دیتے ہین
رات بھر مین وہ عرق مانند آب نگین کے جم جاتا ہے پہر خالص اور تیز کرنیکے
واسطے تہ بہ تہ کافور کی ڈلیونکو دیوارونکی مٹی کے ساتہ بڑی دیگ مین جماتے
ہین اور بڑا سا سرپوش رکھکر پہر بھٹی پر چڑہاتے ہین تاکہ مٹی سے جدا ہوکر
اصل کافور سرپوش مین جا لگتا ہے اور اوس کافور کو بھی مکرر اوسی حکمت سے
اوڑا کر عمدہ دنادر بنا لیتے ہین لیکن قسم اول کا کافور کمتر ملتا ہے علاوہ
اور چیزونکے اور چھوٹی چھوٹی آفت کے پرگالے ہوتے ہین شہر مین کیا نیک

کافور کی اصل

کہ اوسکی بہت عمدہ سپر بنتی ہے مگر گرفتار کرنا اوسکا نہایت دشوار ہے
ممکن ہوتا ہے اور ہاتھی بھی اوس صوبہ کے جنگل مین ہوتا ہی مین جرات
و دلاوری بنی آدم پر کیونکر فخر نکرون مقام غور ہے کہ انتی بڑے جانور قوی
ہیکل اور تنومند کو کسطرح گرفتار کرلیتے ہین حال یہ ہے کہ شکاری بڑے بڑے کنوئین
جنگل مین محنت و مشقت سے کھودتے ہین کہ جسمین ہاتھی گر پڑے تو کسیطرح پھر
نکل نہ سکے بلکہ چارو نطرف سے پھنس جاے اور جنبش کرنے کی بھی گنجایش نہای
بعد اوسکے باریک باریک لکڑیون سے اوسکو پاٹ کر مٹی ڈالدیتے ہین تاہاتھی
کی نظر مین گڈہا نہ معلوم ہوئے اور جب اسطرح کے گڈہے متواتر کھودتے ہین تو
ڈھول جھانجھ مجیرے لیکر ہاتھی کو اپنی صورت دکھاتے ہین اور باجے دفعتاً
بجانے لگتے ہین جس سے کچھہ تو خوف اور کچھہ غصہ ہاتھی کے مزاج مین آتا ہے
اور وہ کیبارگی دوڑتا ہے اور پیچھی شکاریون کے کمال غیض و غضب مین جھپٹتا ہے
اگر غصہ بڑہا ہوا ہے تو اوسکا پکڑنا کچھہ مشکل نہین کہ وہ بے دہڑک آتے آتے جسیے
ہی گڈہے پر پہونچتا ہے فوراً سما جاتا ہے اور اگر غصہ مین خود رفتہ نہین ہے
اور دیکھہ بھال کے پاؤن رکھتا ہی تو بچ نکلتا ہے اور جو گڈہے مین گر پڑا وہ اوسی
گڈہے کا ہوا شکاری ہفتہ دو ہفتہ اوسکے نزدیک نہین جاتے پھر رفتہ رفتہ جاکر
گھانس لیکر اوسکے آگے ڈالتے ہین اور پانی بھی دکھلاتے ہین آخر کو رفتہ رفتہ اعتماد
باندہ لیتے ہین و زور و طاقت کا اندازہ کرتے رہتے ہین فاقون سے غصہ
اور غیض اور غضب خواہ مخواہ کم ہوجاتا ہے اور وہ حوصلہ جو پہلے تہا باقی نہین
رہتا پھر ایک دو ڈاکو سرنگ بناتے ہین کہ مقام گرفتاری کی جانب عمیق اور میدانی

مارتے ہین ناکام رہجاتے ہین اسلیے کہ خون کا عضای اعلی مین چڑہ جاتا ہی اور جہانکا
تہان رہجاتا ہی مین نے بچشم خود دیکھا ہی کہ مشک نافہ سی تین قسم کا نکلتا ہی اول نادر
روزگار ہی اوسکا ملنا کیسا دیکھنا بھی ناممکن ہے اور بوجہ اسکے کہ موافق قانون کے
وہ مشک خاقان کے حضور مین گذرانا جاتا ہی اور اگر کسی دوسرے کو دینا یا لینا ثابت
ہوتا ہی تو سزاے سخت کا مستوجب ہر ایک قرار پاتا ہے اسلیے مجھے یقین ہے کہ
شاید کمتر کسی نے دیکھا ہوگا وہ مانند پتہر کے سخت و چمکتا ہوا نافہ مین سے نکلتا ہے
اور دوسرے قسم کی مہین مہین ڈلیان ہوتی ہین اور تیسرا مانند تیل کے ہوتا ہے
اور وہ نکمہ محض سونگھنے کے کام کا ہوتا ہی اور مُشراگاے جسکو کہتے ہین وہ بھی حقیقت
مین عجیب جانور ہی صورت تو اوسکی گاے اور بیل کی سی ہے پر بہت موٹا
اور تازہ اور قوی ہوتا ہے لیکن پیش اوسکا فربہ اور بہاری و پچھلا دہڑ بہ نسبت
پیش کے ہلکا ہوتا ہی تمام بدن پر بڑے بڑے بال ہوتے ہین اور رانون مین تو
اسقدر لمبے لمبے باریک گچھے کے گچھے بالونکے ہوتے ہین کہ زمین تک لٹکتے ہین دم مین
بھی بہت بال ہوتی ہین چنانچہ چونری اور موچھل اوسکے بہت نفیس بنائے جاتے ہین
وقالین و ایک قسم کا کپڑا قیمتی اوس سے بنتا ہی جسمین آب باران دخل نہین پاتا اور مادہ
اتنا دودھ دیتی ہے کہ اونٹ اور بھینس کو کچھ رتبہ نہین ہے میری سمجھ مین یہ جانور
بھی لایق دیکھنے کے ہے سوا اسکے گینڈا اس صوبہ مین ہوتا ہی اور وہ جانور بھینس
یا دریائی گھوڑے سے بہت مشابہ ہوتا ہی کالانگ اور بھینس کے برابر قد اور ویسی ہی ماتھہ
پاؤن کا ہوتا ہی بجاے سینگ کے پیشانی پر ایک ہڈی اوٹھی ہوئی ہوتی ہی جس سے وہ
کام سینگ کا لے سکتا ہی اور پچھلی پٹھون پر اوسکی جلد نہایت سخت ہوتی ہی کہ

مشراگاے کی حقیقت

باہر تھا مگر میرے اطمینان کیواسطے پہاڑی نے عمدہ مشک کو نکالا اور ایک سانپ کے
پاس جو ایک سپیرے کے پاس تھا رکھ دیا فورًا وہ سانپ مانند متوالیکے اینٹھ گیا اور قریب
تھا کہ مرجاے پس پہاڑی نے مجھکو یقین کرایا کہ درحقیقت ہرن کے نزدیک پہونچتے ہی
سانپ دیوانہ ہوکر مرجاتا ہے اور وہ اوسکو چکھ جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب
یہ تو مجھکو تعین ہے کہ جسکے پاس عمدہ مشک ہو اوسکو سانپ کے ضرر سے امن ضرور ہوگا
باوجود اس ہمہ کرشمہ حضرات انسان سے کہیہ مفر اوسکو نہین ہے نہ بھاگنا نہ اوچھلنا
کام آتا ہے نہ خوشبوی مشک کا اثر اوسکی جان کو انکی ہاتھ سے بچاتا ہے اسواسطے کہ جہان
اور خوبیان اس جانور بے مانند مین ہین وہان ترانہ اور سریلے باجے کی صدا پر
عاشق نزار ہے اور اچھی آواز سنکر بے بلاے چلا آتا ہے اسواسطے صیادون نے
ترکیب پکڑنے کی یہ رکھی ہے اول تو بانسلی یا شہنائی ایسے مقامات مین کہ جہان
ہرن کے رہنے کا گمان ہوتا ہے بجانا شروع کرتے ہین اور گولے کی زد تک بلامزا
آنے دیتے ہین جیسے ہی نشانہ پر گولی کے آجاتا ہے فورًا شکار کرتے ہین دوسرے
جال مین بھی پھانستے ہین تیسرے گھیر گھار کے کسی چشمہ یا تالاب مین گرا کے ڈبوتے ہین
لیکن سب سے عمدہ ترکیب گولی مارنے کی مشہور ہے اور حقیقت مین وہ اچھی ہے
کیونکہ جسوقت ہرن بندوق سے شکار کیا جاتا ہے تو فورًا اوسکے ناف کو جو باہر
لٹکی ہوئی ہوتی ہے مضبوط ٹھرّے سے باندہ دیتے ہین واگر باندھنے مین غفلت
کیجاے تو خون موجودہ ناف اوپر چڑہ جاتا ہے اور رگون مین سرایت کر جاتا ہے
اور بجاے مشک کی خاک بھی ناف مین نہین ملتی پس چونکہ وہ محض خون ہے دوسری تدابیر
باندھنا اس سرعت سے ناف کا غیر ممکن ہے بشیر شکاری جو ہواے بندوق کی اوطرح

نہایت خوبصورت ہوتا ہی ہاتہ پاؤن اوسکی نہایت نازک اور ڈیل ڈول اوسکا کچھ بکریسا
ہوتا ہی اور کچھ ہرن سی مشابہت رکھتا ہی چابکی و سبکی مین اور دیار کی ہرنون سے
بیس ہوتا ہی اور چالاکی اور تیزروی مین بڑے بڑے درندونکے کان کاٹتا ہی
چھلاوا یا صاعقہ کو سوا کسی اور سے تشبیہ نہین ہوسکتی نر ہو یا مادہ دونون کا
سر سینگ گونسی سادہ ہوتا ہی بشتیر جوڑیکا جوڑا جہان کے جانورون سے الگ تھلگ
پہاڑونکی چوٹیونپر رہتا ہے اور بلندی اوس چوٹی کی ایسی ہوتی ہی کہ پرندونکو جسپر
پرواز کرکے رسائی نہین ہوتی اوسپر یہ جانور پاؤن سے چڑہ جاتا ہی جہان ورہ
ہرن ہوتا ہی صحرا کا صحرا معطر رہتا ہی نر کی ناف مین ایک تھیلی ہوتی ہے اور اوسمین
مشک خوب سے بن بن کر جمع ہوتا ہے مادہ اس نعمت سی محروم ہے جانوران درندسے
جان بچانیکی تدبیر خداوند محافظ عالم نے اوس جانور مین یہ رکھی ہی کہ جب خوف
کسی درند کا اوسکے دلپر پیدا ہو تو خوشبو ذخیرہ ناف کی جلدکے اوپر بھی نکل آئے
چنانچہ درندے دیکھتے ہی خوشبو نافہ کی تمام صحرا مین محیط ہوتی ہی اور اوس درجہ کو
وہ خوشبو تیز و تند ہوتی ہے کہ شیر اور بھیڑیے بیہوش و خودرفتہ ہوکر متوالے کے مانند
رہجاتے ہین اور ہرن اپنی جان بچاکر چوکڑی بھر کر نکل جاتا ہے اور بعضون کا
قول یہ ہے کہ درندی خوشبوے نافہ سی بیخود ہوکر گر پڑتے ہین اور اکثر متحمل نہوکر جان
دیتے ہین اسواسطے جہان یہ آہو ہوتا ہی دوسرے درندے نہین رہتے بشتیر حسب
معمول چرندونکے گھاس پات یہ ہرن بھی کھاتا ہے مگر پہاڑی آدمی یہ بھی
کہتے ہین کہ سانپ کو بھی مارکر وہ ہرن کھاجاتا ہے مجکو اسبات پر ہرگز یقین
نہ تھا کہ چرند اور گوشت کھاے دوسرے سانپ کا ہرن سے لڑنا بھی قیاس سے

کہ اگلے زمانہ مین وہ لوگ صرف سال بھر مین دو دفعہ آتے تھے اور سونا اور صندل
اور قیمتی اشیا جنگل کی لاتے تھے اور کپڑا اوسکے بدلے مین لیکر وہ چیزین دیجاتے تھے
اور کبھی کبھی بیوپاری طمع کرکے بدون پائے معاوضہ کے اونکو کپڑے دیتے تھے
اور وہ اوسکے بدلے مین بالضرور محض اپنی راست بازی سے اشیا دوسرے
دورہ مین پہنچاتے تھے اور کچھ سروکار بادشاہ ملک سے نرکھتے تھے پانچ برس تک
مینے حالت غلامی مین اوس صوبہ کی خاک چھانی اور لطافت آب وہوا سے مین نے
وہان اوس حالت مین بھی رہنا غنیمت سمجھا ساتوین اگست ۱۸۳۲ء کو مین شہر
مین ٹھان مین ٹھان مین جہان صوبہ مین ٹھان کا ناظم رہتا ہے وارد ہوا اور چین کیا نکہ فے
و مالکان فوہو کین فو وغیرہ بڑے بڑے وچھوٹے چھوٹے قصبون مین
ڈیڑہ سال کامل پھرا اوس صوبہ کی بھی ثنا و صفت مین زبان بیان عاجز ہے
اگرچہ باشندے یہانکے بیشتر آرام طلب و کاہل ہین اور بعضے رسمون مین اہل ختا سے اختلاف
رکھتے ہین چنانچہ بڑا تخالف یہ ہے کہ مردونکو جلاتے ہین اور عورتین بلا حجاب آمد و رفت
کرتے ہین سو کاہلی اور آرام طلبی کی تو وجہ ظاہر ہے کہ غلہ آسانی سے بلا وقت بافراط
ہوتا ہے سونا چاندی سنگ مرمر ٹین تانبہ نیلم موتی
مشک سراگامی کے بال یہان بے محنت ملتے ہین جسکے نفع سے انسان بخوبی
منتفع ہوکر کاہل بنتے ہین مگر تبدیل رسم مذہبی کا عقدہ نہین کھلتا تا آخر میں
معلوم ہوا کہ بوجہ قرب ہندوستان اور ملک بنگبور کے وہان کی باشندونکی
خو بو نے اثر کیا ہے مین سمجھتا ہون کہ مشک کی بہرسانی کی تدبیر کو اس ملک کے لوگ
کمتر جانتے ہونگے اسواسطے اوسکو نقل کرتا ہون مانند اوسط بکریکے ایک قسم کا ہرن
حصول مشک کا طریق

درختونکی ایسی لطافت آنکھون کو بخشتے ہین اور سوای پالون اور پرودن اور مستولون
کے کچہ نظر نہین آتا چاہی اسقدر شہر مذکور مین جمع ہوتی ہے کہ مین اوسکی کچہ انتہا بیان
نہین کرسکتا علاوہ اوسکی جسقدر مجکو اپنی حالت آزادی مین یہان آکر نرہنے کا افسوس
تھا اوسیقدر تعجب تہا کہ انگریز جو ردی زمین پر سوداگری کرنیکا شوق رکھتی ہین اس
شہر مین جہان اور اور یورپ کے ملک کی لوگ جمع ہوتی ہین کیون نہین آتے سو
دریافت سی معلوم ہوا کہ پہلے دس برس گذرے ہونگے کہ انہون نے کاروبار تجارت
کی بنیاد ڈالی تھی مگر ختائی لوگون نے منظور نہ کیا بلکہ مقابلہ کی نوبت آئی اسواسطے
آمد و رفت قطعاً بند ہوگئی شہر کوان چو نو سے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر اہل ختا کی مرشد
لاما کا ایک معابد ہی وہ بھی عجیب وغریب جگہہ ہی ایک مرتفع ٹیلے پر وہ عبادت خانہ
بنا ہوا ہے اور سامنے اوسکے ایک میدان رشک گلستان ہی انواع اقسام کے درخت
سلسل اس لطافت اور خوبی سی لگے ہوے ہین کہ ایک سلسلہ کے بعد دوسرا
سلسلہ نیچا ہی اور اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ گویا درخت زینہ بزینہ لگائی گئی ہین وہ کئی
اور شہر اس صوبہ مین ہین الا مقابلہ مین اس شہر کے کوئی نہین ہی ہان اسقدر سیر
بیان مین فروگذاشت ہوئی ہی کہ شہر نان یہانک کے نواح مین ایک پتہر ایسا
مفید پیدا ہوتا ہی کہ اوس سے کلہاڑی بنتی ہی اور مثل فولادی کلہاڑی کے لکڑی کی
چیڑ پھاڑ مین کام کرتی ہی البتہ آدمی اس صوبہ کی ازبس بدشکل و بدلباس ہوتے ہین
بلکہ بیشتر آدمی صرف ایک پتلی چادر پر اکتفا کرتے ہین اور کوئی کپڑا اونکی باس نہین
ہوتا و رنگ بھی اونکا تانبے کے مانند ہوتا ہے درمیان اس صوبہ کے ایک قوم
ایسی است باز ہی کہ بکمہ ہی ہو مگر وہ اپنے قول سی نہین پھرتے لوگ کہتے ہین

بیان کرتے کرتے وہان تک پھر پہونچ جاؤن یقین فرمائیے کہ پندرہ لاکھ آدمی ہے
کہ اصلی باشندے اوس شہر فرحت اثر کی ہونگے اوسکے سوائے جو تجار پردیسے
آتے ہین اونکا شمار اس سے باہر ہے وہ ایام کہ جب سوداگر ملک ملک سے آکر جمع ہوتے
ہین لایق دید ہے مغل عرب یہودی انگریز فرانسیس ملائی گروہ گروہ نظر آتے ہین
ہرگاہ اسقدر انبوہ خلایق کا ہو تو مکانات وعمارات سب اوسی پر قیاس ہو سکتے ہین
وہانکے بازار کی خوبی مین میری راے ہین اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ جو اشیا کہین
مین نے دیکھین نہین تھین اونکے کوان چوفو مین انبار اور ڈھیر دیکھے بازار مین ملکر
کیا ہی کہ بغیر منہ سی کان ملاے غل وشور سی دوسرے کی بات کو کوئی سن لیوے باوجود
اسکے دوکان دار وںکا اخلاق مین کچھ کمہ نہین سکتا عبوقت اونکی دوکان پر کوئی جاے
سر وقد تعظیم کو اوٹھ کھڑے ہوتے ہین اپنے سے مقدم بٹھلا کر عطر وپھولونکے چنگیرین
پیش کرتے ہین چونکہ گرمی وہان بشدت ہوتی ہے اسواسطے متعدد پنکھے جھلواتے
اور چاہ پلواتے ہین پھر اون سے کوئی شئے خریدے یا نہ لیجئے اسپر کچھ نظر نہین رکھتے
علی ہذا القیاس کاریگر اہل حرفہ بھی خلق سے ملتے ہین وجو جو صنعتین کرتے ہین
مین اونکی تعریف نہین کر سکتا ایسے کاریگر دستکار روی زمین پر کاہیکو ہونگے
لکڑی سونے روپے ہر چیز کی ایسی ایسی نادر اشیا بناتے ہین کہ بعد معائنہ کے اونکی
ہاتہ چوم لیوے سڑکین صاف وشفاف وسیع ہین آپنے شاید سنا ہوگا کہ چین کے
ملک مین جو شہر دریا شور کے کنارے ہین اوسکے باشندے بیشتر دریا مین کشتیونپر رہا کرتے
ہین اور کشتی پر اونکے مکان ہوتے ہین اوس شہر مین قوے ہزار کشتیان سمندر مین
صرف بود وباش کی ہین اور کس خوبی ولطافت سی دریا مین لگی ہین کہ اونکی مستول

صوبہ کوان خان

اسواسطے طوالت کلام سے باز آتا ہون وہ تاتار مجکو صوبہ کوانتان مین پھوچہ سے دکھن طرف تہا لیگیا اور کسکسطرح اور کون کون کام مجسے لیتا پھرا کہان تک بیان کرون اور سامع خراشی روا رکھون کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ میرا مطاع اور مین اوسکا مطیع تہا غرض یہ ہے کہ مین صوبہ کوانتان مین خوب پھرا اور اُسے بھی مین نہایت نادم تہا کہ پہلے ہی کیون مین اس صوبہ مین نہ آیا واہ واہ کیسا سرسبز و شاداب صوبہ ہے کہ دکھن کیجانب سمندر ہے اور دہانکی جنگل کو اگر مین خزانہ کہون تو بجا ہے اسواسطے کہ بہترین آبنوس اور صندل اور کئی قسم کی لکڑیان تحفہ کہ جنکا نام مین نہین بتلا سکتا و خوشبودار پتیان و جڑی بوٹیان پیدا ہوتی ہین و ایک لکڑی مثل نے کے سیاہ رنگ ایسے نفیس ہوتی ہے کہ جس سے عجیب عجیب سرکے باجی بنتے ہین اور زمین سے ایسے ایسے خوبصورت پتھر نکلتے ہین کہ جنکے دیکھنے سے قدرت الٰہی نظر آتی ہے جب وہ تراشے جاتے ہین تو سوائے جوہر ذاتی کے تصاویر درختون اور مکانونکی اوسمین سے رنگ برنگ کی نکلتی ہین اور باوجود اس تکلف کے وہ پتھر بڑے بڑے ہوتے ہین و ترشنے پر چوڑے چکلی لکڑیکے مانند نکلتے ہین و میز بنانے کے کام آتے ہین و اوسکی سوائے سونے و چاندی و ٹین و پارے تانبے کی کانین بھی ہین اور سمندر سے موتی اچھی قسم کے نکلتے ہین و میز بڑے بڑے کچھوے کہ جسکی کھوپڑی سے عجیب عجیب کھلونے اور عمدہ عمدہ کنگھیان و دوسری چیزین بنتی ہین و شہر کوان چو نو پائے تخت اوس صوبہ کا ہے مین اوسکے توصیف نہین کرسکتا ہون اسوقت وہ میری نظرونکے سامنے ہے اور جی چاہتا ہے کہ اوسکی خوبیونکو

ہاتہ سے لکھوا کر مخصوص آدمی کی معرفت روانہ کی اور اس عرصہ مین توقیر و تعظیم کے
ساتہ مین نے اوسکو اپنا مہمان کیا اور انواع طرحکی خاطرداری کرتا رہا میری بی بی
بھی اپنا محسن جانکر تکریم کرتی تھی غرض چھ مہینے مین میرا نوکر معہ شوہر اوس نیکبخت کے
واپس آیا اوسوقت کی خوشی اوس نیکبخت بی بی کی بیان نہین کرسکتا اور بعوض
اسکو وہ اپنے شوہر پر نثار ہوئی میری صدقے ہوتی تھی اور ہزارون دعائین میرے
حقمین درگاہ الہ تعالی مین کرتی تھی اور کسیطرح ہم لوگون کی مفارقت پر راضی نہوتی
تھی یہان تک کہ اوسکے شوہر نے چندے توقف کیا و جو کچہ اپنی کیفیت اوسنی بیان
کی وہ بھی خالی از لطف نہین ہی اسواسطے مین اوسکی بیان مین بھی نہایت اپنی خوشی
سمجھتا ہون یوشع نے بیان کیا کہ مین نے اپنے کاروبار تجارتکو اس خوبی سے
درست کیا تھا کہ فوجو مین مجھسے پیشیر لوگ ہم پیشہ واقف ہوگئی تھے و اعتبار کرتے تھے
دفعتاً ڈاکو خاندان زنگا ڈکیت سی جو جزیرہ فارموسا پر متصرف تھا چڑہ آیا اور تمام
شہر کو تباہ و برباد کیا اوسی بلا مین سولوین مئی ۱۶۶۰ع کو مین بھی مبتلا ہوا میری
پیاری بی بی دینا کو میرے روبرو ایک تاتار ستم شعار لے گیا اور دوسری جفاکار
بدشعار نے مجکو اپنے آگے دہر لیا کچہ میری گریہ و زاری پر اوسنے لحاظ نہ کیا اور نہ کسے
خوشامد کی افسون نے اوسپر اثر کیا ہر متنفس بحال خود گرفتار تھا نہ کسی کے جانب سے
حمایت ہوسکتی تھی نہ استعانت کی کوئی صورت تھی خیر جو گذری وہ گذری لیکن
درد فراق بی بی سے جو قلق اور صدمہ تھا اوسکی مصیبت پر جیسا میرا دل جلتا تھا
اوسکو کسیطرح بیان نہین کرسکتا اور یقین ہے کہ اوسکے بیان کی کچہ حاجت
بھی نہین ہے اسواسطے کہ ہر ایک شخص جو اہل و عیال رکہتا ہے بجای خود تصور کرسکتا ہے

بیان یوشع کا

پانچ پانچ فٹ کے موٹے ٹکڑے برف کے دیکھے اور زراعت وہان ماہ اگست کی پھلے
کٹ نجاے اور خرمن مین نہ آجاے تو برف جلا کر خاک سیاہ کر ڈالتی ہے بہرحال
شکر ایزد متعال کہ جس حال مین ہمین زندہ ہون واکثر کبھی اپنے ملک کے وکبھی اور وکبھی اور قصص
وحکایات فقط میرے دل بہلانے کو وہ تیک بخت کہتی تھی اور تیمارداری مین ہمہ تن
مستعد وسرگرم رہتی تھی یہان تک کہ مین پانچوین روز بفضل حق شفاے اچھا ہو گیا اور
مورکان مین لنگر انداز ہوا اور بعد وقفہ تین روز کے بندوبست سفر خشکے کا کرکے
استرابا د کو روانہ ہوا بخیر وعافیت آٹھوین دسمبر سنہ ۹۵ء کو مشہد مین پونہچا
اپنے کاربار کو درست دیکھکر خوش ہوا خصوصًا اسوجہ سے کہ میری زوجہ کا بہائی
بھی وہان وارد تھا اور میرے کارخانہ کے انتظام مین بدل وجان مصروف تھا اور یہ
انتظام فقط میرے بی بی کے حسن سلیقہ سے ہوا تھا ورنہ لوگونکو بخوبی یقین تھا
کہ مین تاریونکے ہاتہ سے کسیطرح جان بر نہونگا تو بھی میری جعفر تحویلدار نے جو
بوقت میری گرفتاری کی موجود تھا ایک حبہ کا تصرف نہین کیا اور دوکان مشہد مین
پونہچکر کوڑی کوڑی کا حساب دیا باستماع اوسکی امانت ودیانت کے مین کمال
خورسند ہوا اور اپنا قصہ وفاداری خواجہ بشیر کا یاد کرکے اپنے سے زیادہ جعفر کو
پایا اوسکا شکر گذار ہوا اور خدمت شایستہ پر اوسکو ممتاز کرکے پھر عزم بروم کو
روانہ ہوا اور بعد طے مراحل وقطع منازل یکم جنوری سنہ ۹۶ء کو بخیر وعافیت بروم پونچا
اور اپنی بی بی لڑکونکو سلامت دیکھکر حد درجہ شکر خدا متعال بجا لایا اور اوسی
بی بی سیودیہ کو مثل اپنی عزیز کے سب اپنے اقربا سے ملایا اور مین نے خط لکھکر
مالومن سے حال شوہر اوس نیکبخت کا پوچھا اور سرگذشت اوسکی خود اوسکے

سرگذشت واپسی وطن

ہو سکتا اتفاقاً بجل صاحب روسی جو وہان موجود تھا اوسنے میری کفالت کو بخوشی منظور کیا
چنانچہ ولندیز نے مجکو اوسیکے اختیار مین دیا اور وہ مجکو تھوڑی دنکی بعد بندر گنگ کی تاوسی
لیکر روانہ ہوا پھر ہم جہاز پر خلیج کوریا مین سوار ہوئی جسکے پورب طرف جزیرہ جاپان
تھا بعدہ بحر تنک تاتار مین داخل ہوئی جسکے پورب طرف جزیرہ چکا اور چوکا دو
چھوٹے چھوٹے جزیرے اور بحر کیجانب سلطنت خنا تھی یہان تک کہ مع الخیر بندر
اوکھٹسک مین لنگر انداز ہوئی یہ لنگرگاہ تحت حکومت شاہنشاہ روس کے ہے
واگرچہ آبادی قلیل اور باشندے دو ہزار سے زائد نہونگے و مکانات بھی چھوٹے
چھوٹے ٹینے ہوے ہین مگر بہتایت پانی سے نہایت مرطوب ہی وہان سے
ہملوگ روانہ ہوکر ارکوٹسک مین وارد ہوئی یہ شہر لیک بیکال پر واقع اور
تجارت گاہ ہے اور آباد بھی بخوبی ہے تخمیناً پچیس ۲۵ خواہ تیس ۳۰ ہزار آدمی وہان
رہتی ہین اور امریکہ کی لوگ بھی وہان تجارت کی غرض سے جاتی ہین قصہ مختصر وہان سے
شہر لولی وان کو روانہ ہوکر پونہچی جو بڑا شہر نہین ہے وانتہا درجہ کو آبادی
ساتہ یا آٹھہ ہزار آدمیونکی ہوگی اور وہان سے ایک پادری کی ذریعہ سے مین اوس
صومعہ مین آئی کہ جہان آپنے ملاحظہ فرمایا تہا یہ تمام شہر جسکا مینی ذکر کیا سائبیریا
کے متعلق سمجھے جاتی ہین اور ملک ویران اور آبادی پریشان ہی بیشتر لکڑیونکی
چھوٹے چھوٹے مکانونمین لوگ رہتی ہین اور زبانین بھی اونکی سمجھہ مین نہین آتین
مین نے سنا تھا کہ بعض مقام پر اہل جاپان کی زبان وہان تعلیم ہوتی ہے اور
سردی اوس ملک کی العظمت اللہ مین بیان نہین کرسکتی کہ میرا کیا حال وہان
وفور سردی سی رہا اس درجہ کو سخت برف گرتی ہی کہ مینے بیکال کے جھیل کے قریب

نتیجہ پیدا ہنوا لاچار مجکو وہ جہاز پر سوار کرکے اپنے ہمراہ کوریا کو لیگیا وہ بھی بطور ایک
جزیرہ کے ہے اور حاکم وہان کا مطیع فغفور ختا کا تو ہے الا قواعد و ضوابط اوسکے
جداگانہ ہین اور وہ خود حاکم ہے اور عورتین اوس ملک کی پردہ مین نہین رہتین
ہر کوچہ و بازار مین بلا تکلف آمد و رفت کرتی ہین گو وضع و طریق اہل کوریا کا مانند
اہل ختا ہے اور مراسم غم و الم مردونکا بالکل اہل ختا سے ملتا ہے مگر معلوم نہین کہ
رسم شادی کا کیون مبدل ہوگیا ہے اور کیون اسدرجہ کو فرق ہوگیا ہے کہ
مرد صورت و شکل دیکھکر عورات ناکتخدا پر عاشق ہوتے ہین اور چند روز تک
بانسلی بجاکر اپنا اشتیاق اوسی ظاہر کرتے ہین و ہرگاہ عورت کا دل مفتہ عشرہ کے
امید وصل مین مائل ہوتا ہے تو عورت اپنے والدین سے مستدعی ہوتی ہے
کہ شادی اوسکی اوسکے ساتھ کردیجاوے اور وہ منظور کرکے بیاہ دیتی ہین
اور ہو بہو یہی حال فارموسا کے قدیم لوگونکا بھی ہے اس جزیرہ مین میرے
شوہر کا پتا نہ ملا و میرے محسن ولندیز نے مقدمہ مراجعت کا کیا مین نے بلجاجت
تمام چاہا کہ مجکو وہان چھوڑ جاوے تاکہ مین اپنے شوہر کے تلاش مین رہون الا
ولندیز نے کہا کہ بظاہر تمہاری خواہش کو نہ برلانا تمہارے خیال مین بڑی
سختی کا باعث ہے لیکن درحقیقت تمہارے حق مین بہت مضر ہے کہ تم اپنے
خورد و نوش و پوشاک کا تہیدستی مین بندوبست کیا کرسکتی ہو سوا اسکے
کہ گداگری کروگی اور علاج غیر ممکن ہے حالانکہ دست سوال پھیلانے کے
برابر کوئی ذلت دنیا مین نہین ہے یا پھر انجام یہ ہوگا کہ کوئی ظالم سفاک
تمکو پکڑکے باندی بنالے گا اسواسطے مین تمکو چھوڑکر مستوجب عذاب ابدی نہین

اور کہتے ہین کہ دریا و پہاڑ کوئی حارج و مانع اوسکی نہین کا ہنوا اور سمندر مین بنا اوسکو
ہزارون جہاز ڈبو کر پڑی ہی اور اسقدر اوسکی چوڑائی ہی کہ چھ سوار برابر گھوڑا دوڑا کر
جا سکتے ہین اور سو سو قدم پر دو دو سہ سہ منزلہ برج واسطی استقامت قوچلی نی
ہوئی ہین مگر افسوس ہی کہ یہ مراد میری بر نہ آئی اور دفعتًا جزیرہ فارموسا کے
ڈکیت جہاز و پر چڑھ چڑھ کر پہنچے اور تمام شہر کو غارت کر کے ہمکو بھی پکڑ لیا مجکو ایک
تاتاری سفاک نے گرفتار کر لیا دوسری نے میرے شوہر کو ہتیا لیا معلوم نہین
کہ میرے شوہر کو وہ کمبخت کہان لیگیا یہ کہکر وہ نیک بخت رونے لگی اوسکے
درد دل سے مین بھی بیتاب ہو گیا اور چلا کر رونے لگا تب تو وہ گھبرائی اور
میری بیماری کی خیال سے ضبط کر کے بولی خیر جو ہوا سو ہوا ہمکو تاتاری پکڑ کر فارموسا
کو لیگیا وہ ایک جزیرہ ہی کہ جو ہماری شہر سے بہت دور نہین تہا اور ایک ڈاکو اوپر
قابض اور حکمران تہا غرض مجکو تاتاری شہر ٹائی وان مین لے گیا ٹائیوان بہی
بڑا شہر اور وہانکی بازار مین خرید و فروخت کے شور و غل سے کان نہین دیا جاتا
تہا اور تمام دنیا کے میوے وہان بکثرت بکتے ہین یہ ایک عجیب بات ہی کہ پانی
اوس شہر کا خلاف ہوا کے نہایت مضر ہے یہان تک کہ پردیسی آدمی ہرگز اوسکو
نہین پی سکتے اسواسطی کہ زہر ہلاہل سے کم نہین وجزیرہ کے پورب مین قدیم
باشندے اوس جزیرے کے رہتے ہین مین نے اونکی بابت عجیب و غریب اقوال لوگون
سے سنے مگر مین نہین جانتی اور نہین کہہ سکتی کہ کون سی بات سچ ہی اسواسطے
مین بیان نہین کر سکتی حاصل یہ ہی کہ مجکو اوسی جزیرہ مین ایک دلنشین فی دیکھا
اور ترس کھا کر تاتار سے مجکو خرید کیا اور میرے شوہر کا بہت کچہ پتہ لگایا مگر کچہ

ٹائی وان

کہ ہر ملک مین رزیل بڑی ہوتے ہین تو بھی اسمین شک نہین ہی کہ عورتونکو حد سی زیادہ اپنے
شوہرونکی اطاعت کرنی ہوتی ہے اور زوجہ اپنے شوہرونکو خدا سکا برابر سمجھکر فرمان
برداری و دلجوئی کرتی ہین اور خلاف مرضی اوسکے ایک حرف زبان پر نہین لاتین
اور اسقدر تحمل اور نیک ہوتی ہین کہ باوجود نہونے چند سوتونکی کوئی کلمہ ثقیل یا رنج آمیز
منہسی نہین نکالتے ہین لڑنا وجھگڑنا تو ایک امر بعید ہی باوجود این ہمہ فروتنی اور اطاعت
کے افسوس ہی کہ اگر زوجہ کوڑہی ہو جاے تو شوہر طلاق دیدیتے ہین اور یہ اوسکے
مذہب کے موافق ہے اور طلاق سے بچنے کی صرف یہ تدبیر ہے کہ زوجہ خاوند کے
باپ رمان کے غم مین مثل شوہر کے ذاکی اپنے کو بھی بناے اور امور راحت کے
ترک کرکے مصیبت اوٹھاے یا ایام پریشانی اور مفلسی مین انواع انواع صعوبت
اوٹھاوی تو پھر خیر وغیر منفک ہو جاتی ہی اور شوہر کو اختیار طلاق با فراق کا باقی
نہین رہتا اور یہ بھی ایک نیا دستور اونکی مذہب کا ہی کہ دو بھائی دو بہنونسی بیاہ
نہین کرسکتے وچین کے آدمیونکو جیسے بادشاہ کی اطاعت کرتے ہوئے مین نے دیکھا ہی
حق تو یہ ہی کہ کھین کی رعایا اس درجہ کو کیا معنی اوسکی آٹھوین حصہ کی برابر بھی
بادشاہ کے حقوق کو اپنے گردن پر نہین جانتی اور وجہ اوسکی یہ ہی کہ ختائیونکی عقیدہ
مین فغفور چین صرف بادشاہ ہی نہین ہے بلکہ درحقیقت وہ نور الہی ہے مجکو کمال
شوق تھا کہ مین شہر پچین کو جو دار السلطنت ہی جاکر دیکھون کیونکر ہر شخص کو
مین نے اوس شہر کے ثنا و صفت کرتے سنا تھا اور جسقدر شہر مذکور کے دیکھنے کی
آرزو رکھتے تھے اوسقدر دیوار ختا کے دیکھنے کے مشتاق تھی اور کیونکر مجھی اوسکی
دیکھنی کی تمنا نہوتی کہ وہ بیس گذ اونچی اور آٹھ کوس کی لمبی بنی ہوئے ہے

خوش نما تابوت مرد یکا ہوتا ہے جنکو چوشہ کہار آہستہ آہستہ لیکر چلتے ہین بعد اوسکی
مرد یکا بیٹیا یا حال پریشان ہوتا ہی اور دوست و آشنا اوسکو حلقہ مین رکھتی ہین اور
اونکے پیچھے عورتین سواریون مین روتی و بلبلاتی ہوتی ہین کہ اونکی آواز
دردناک سی غیر دکا دل آب آب ہوتا ہی غرض اسطرح مدفن مین پونہچاکر سب لاش کو
سجدہ کرتے ہین اور زیر زمین مرد یکو دفن کرکے کچہ کہاتے پیتے ہین دوست و آشنا
اوسی جگہ سی رخصت ہوکر چلے آتے ہین مگر عزیز قریب فرزند مرد یکا جھوپڑے بناکر
چالیس روز تک قبر پر پڑے رہتے ہین مسلمان تاتاری بھی اکثر رسوم مین ہندوؤنکی
مانند عمل کرتے ہین یہ امر بھی باعث خوشی کا معلوم ہوتا ہی کہ جسوقت سی چینی عورتین
حاملہ ہوتی ہین زیادہ خوش مزاج ہوجاتی ہین اور حیا اور اخلاق اونمین زیادہ
ہوجاتا ہی اس امر کے مشاہدہ سی پہلے مجکو حیرت تھی لیکن وجہ اوسکی معلوم ہوئی
کہ وہ خیال کرتی ہین کہ اگر ایام حمل مین مزاج درست نہ کیا جاوے اور امورات
زشت کی پیرامون ہون اور خیالات بد کو اپنے ذہن اور دماغ مین رکھین اور
غذا کسیف کھائین تو وہ اولاد کے مزاج مین اثر کرتی اسکے سننے سی مین خوش ہوئی
حقیقت مین یہ قول اونکا صحیح ہی پانچ چہہ برس کے لڑکونکو دیکھا کہ عدد اور بلاد قریب
و بعید کے نام اونکو خوب یاد ہوتے ہین اور پندرہ برس کی عمر کے لڑکونکو اکثر علوم
مین لایق دیکھا اسواسطے مین یقین کرتی ہون کہ طریقہ تعلیم کا سب اچھا ہے
افسوس ہی کہ بوجہ غیر جنسیت کے موقع میل جول کا مجھی نہین ملا ورنہ بہت سے
حالات سی مین واقف ہوتی اور جنکا حال مین مفصل جانتی ہون وہ کم قوم
رزیل عوام زن و مرد ہین جنکے اوضاع و اطوار کا بیان بیفائدہ ہی اسواسطے

دستور سے بہت ملتے ہین چنانچہ ایک بیمار کا حال سنکر مین بھی گئی اور دیکھا کہ جب
مرغ روح نے قفس عنصری کو چھوڑ دیا تو جسقدر عزیز و قریب موجود تھے سب نے رونا
شروع کیا اور اہل برادری مین جس جسکے گوش زدہ وہ خبر ہوئی بیتابانہ دوڑ دوڑ کے
آئے اور ماتمی کپڑے پھنکر گرد لاش کے صف ماتم بچھا کے بیٹھے اور کمال حزن
و درد سے اوصاف میت کے بیان کر کے صدائے نالہ و آہ سے گنبد عرش کو
ہلانے لگے تھوڑے عرصہ کے بعد بڑا بیٹا ننگے سر چوٹی سر کی کھولے ہوئے حواس باختہ
ہوش رفتہ شدت گریہ سے آواز گرفتہ آیا اور عمدہ عمدہ لباس میت کو پھاڑ کر اور جلوس
جو اوسکی حالت زندگی مین رہتا تھا مہیا کیا اور تابوت عمدہ مین جو پیشتر سے خرید کیا ہوا
رکھا تھا مردیکو لٹایا اور ایک بڑے منیر پر فرش مکلف کر کے تابوت کو رکھدیا اور
پھولونکا ڈھیر دونون بغلونکی جانب انبار کیا اور سرہانے پائینتے لوبان افراط
سے سلگایا کہ خوشبو سے تمام مکان بھر گیا اور ہر ایک عزیز نے جیسا حالت زندگی مین
سلام و اداب بجا لاتے تھے باری باری سب نے ادا کیا پھر معلوم ہوا کہ اوس لاش کو
چند روز تک دفن نہین کرین گے اسواسطے مین تو رخصت ہو کر چلی آئی اور وہ بھی
اپنے اپنے گھرونکو چلی گئین الایہ مین نے سنا ہی کہ اگر اوسروز دفن کرنا منظور ہوتا ہی
تو مزدور انواع و اقسام کی تصاویر اور جلوس لیکر آگے آگے چلتے ہین جلوس
والونمین چند آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اونکے ہاتہ مین تختیان ہوتی ہین اور تختیون پر
خط جلے سے مردیکے اوصاف لکھتے ہین تاکہ سب پر بزرگی اور نمک حلالی اور دیانت
داری مردیکی ظاہر ہو اور یہ مزدور صف باندہے ہوے روان ہوتے ہین اور اونکے
بعد باجی والی چوسر ملا ملا کے نوحہ بجاتے ہین آہستہ آہستہ چلتے ہین اوسکے بعد

رسم و راہ ہوتی ہے دولہ و دولہن کے یہان جمع ہوتے ہین چنانچہ مین دولہن کے
یہان گئی تھی غرض جو تاریخ عقد کی معین ہوتی ہے اوس روز دولہن کو بناسنوار کے
ایک پالکی مین سوار کرکے قفل دروازہ پالکی مین لگاکر کنجی قفل کی کسی معتبر نوکر کے
حوالہ کرتے ہین و بالعقد دولہن کو تزک و احتشام سے دولہ کے گھر روانہ کرتے ہین
آگے آگے باجا اوسکے بعد جلوس اور براتی بعد اوسکے دولہن کا محافہ اور اوسکے
پیچھے جہیز کا اسباب ہوتا ہے ادہر دولہ اپنے گھر لباس نفیس پہنے ہوے اپنے عزیز
و اقربا اور دوستونکے ہمراہ بیٹہا ہوا انتظار کرتا ہے جسوقت دولہن کا ڈولا دولہ کے گھر پہ
پہنچتا ہے دولہ خود معہ اپنے احباب کے اوٹہکر استقبال کرتا ہے اور صحن خانہ مین
پالکی رکھوا کے کنجی جو نوکر کے پاس دولہن کی ہوتی ہے لیکر قفل اپنے ہاتہ سے کھولتا ہے
و اگر مشاطہ کے قول کو سچا جانتا ہے تو خوش ہوکر اپنے مکان پر لاکر جورو و خاوند اپنی ڈیوڑہی
جسکو وہ خالق موجودات جانتے ہین چار سجدہ کرتے ہین اور پھر جورو خاوند کو دو سجدے
کرتی ہے اور شوہر جورو کو مبارک سلامت کے آواز چار و نطرف سے بلند ہوتی ہے
و اگر قول مشاطہ دروغ و بے اصل ٹہہرتا ہے تو دولہ دروازہ پالکی کا بند کردیتا ہے اور کنجی
پھر نوکر کے ہاتہ مین رکھکر دولہن کو پھر اوسکی ماں باپ کے گھر واپس کرتا ہے اور اپنے لئے دوسرا
تحفہ یک دو سرے مین واپس ہوجاتی ہین تاہم پسند ناپسند دولہن کے حقیقی مصر نہین ہوتی
پھر جہان وہ پسندیدہ ٹہہرتی ہے شادی ہوجاتی ہے مین اس ترکیب کو پسند کرون
یا نکرون وہان کے باشندے اسکو بہت اچھا سمجھتے ہین بعد اوسکے مین ایک میوت
کی تقریب مین شامل ہوئی اور بیان کرتا مراسم عزا کے بھی خالی از لطف نہین ہین
اور جو مردونکی تعظیم و تکریم وہ لوگ کرتے ہین ہماری ملک مصر کی قدیم باشندونکے

پیمان

کیا کیا نہین کرتے وہ پل تین سو پیل پاے پر کھڑا کیا گیا ہے اور پانچ پانچ پتھرونکو
جوڑ کر شتر شتر گز کی جوڑائی نکالی ہے اور اس صنعت سی پتھرونکو وصل کیا ہے
کہ ہر چند کوئی انگشت کو پھاڑ پھاڑ کر دیکھے مگر پتا نہ پاوے کہ جوڑ کس مقام پر لگا ہے
اوسکے بعد ہم لوگ مع الخیر پھر اپنے گھر پونہچے منجملہ چند تاتاریون اور چینیونکی ایک
چینی سے بہت کچھ راہ و رسم میرے شوہر سے ہوگئی تھی اور وہ بھی مراعات سے
پیش آتا رہا چنانچہ اوسکے عزیزون مین سے ایک کے یہان لڑکی کی شادی کی
تقریب تھی مین نے استدعا شرکت کی بلا اکراہ اوسنے منظور کی چنانچہ مین اوس
محفل مین گئی سچ ہے ہر ملک و ہر رسم جیسا مین اونکے طریق شادی کو ناپسند
کرتی ہون غالبًا اگر ہمارے ملک کے مراسم کو وہ دیکھین تو مجھے وہ زیادہ عیب
نکالین گے اسواسطے ان امورسے کہ جو عورتون مین ہوا کرتے ہین مین قطع نظر
کرتی ہون اور اسقدر رکھنا کافی سمجھتی ہون کہ مشاطہ کو امور شادی وبیاہ مین بڑا
دخل ہے اور اوسکا کام حقیقت مین بہت نازک بھی ہے دستور ہے کہ جسکو
شادی منظور ہوتی ہے پہلے وہ مشاطہ سے رجوع کرتا ہے اور وہ جاکر دولہن
کی صورت و شمائل اور وضع و سیرت کو خوب جانچ آتی ہے اور خود دولہا اوسکے
والدین سے دولہن کا حال بلا کم و کاست بیان کرتی ہے اگر دولہ یا اوسکے
والدین کو صورت اور سیرت پسند آئی تو پھر معاملہ جہیز کا طے ہوتا ہے اور وہی
مشاطہ دولہن کے بزرگونسے تصفیہ اوسکا کرتی ہے اور اس طرح پر پخت و پز
جب ہو چکتی ہے تب تحایف و ہدایہ طرفین کیطرف سے آتے جاتے ہین اور
شادی کی تاریخ معین اور مقرر ہو جاتی ہے اور برادری و عزیز و دوست جسکو جسکو

پاتے اور نہ اونکو کسیطرح رہنے دیتے ہین موم کی بتیان بکبسرت اور تحفہ اوس
شہر مین بنتی ہین چندے قیام کرکے میرے شوہر نے معاملہ برتنونکی تیاری کا
مستحکم کیا اور وہان سے سین ٹین جو کو روانہ ہوا جو اوتر کی جانب تھا تحقیق سے
معلوم ہوا کہ اوس صوبہ مین سونے اور جاندی اور سیسے کی معدنین بکبسرت
ہین الا کوئی اونکو کھود نہین سکتا بلکہ موافق قانون اوس ملک کے وہ مال نقد
ضرورت کیواسطے امانت سمجھا جاتا ہے اگر کوئی بوالہوسی کرے تو گرفتار ہوکر
خاقان چین کی عدالت مین سزا پاتا ہے وعلی ہذا بیشتر قیمتی دوائین بھی وہانکے
پہاڑون وصحرا مین نظر آتی ہین کہ اگر وہ تجربہ کارون کے ہاتھ آوین تو بہت کچھ
فائدہ دین لیکن بوجہ بے علمی وناتجربہ کاری کے چینی اونکی کچھ حقیقت اور
قیمت نہین جانتے مین افسوس کرتی ہون کہ اوس صوبہ کی تمام آدمی سادہ
مزاج اور محنتی ہی نہین ہین بلکہ گندے اور میلے اور کنجوس ہین غالبًا تم حال
شہر سین ٹین جو کا سنکر خوش ہوگی یہ شہر خوبصورت عمارتونسے آراستہ و
صاف وچوڑے چکلے سڑکون سے پیراستہ ہے اور آبادی بھی شہر کے وسعت مین
بہت زیادہ ہے علاوہ اور خوبیونکے وہانکے پل کو اگر تماشاگاہ عالم کہون تو
بجا ہے حقیقت مین اوسکے دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے اور خدا کیقدرت نظر
آتی ہے کہ اوس صانع حقیقی نے کیا کیا حکمت اور صنعت اپنے بندونکو سکھلائی
ہے کہ حیطہ انسان سے بڑھکر کام کرتے ہین اور نافہم آدمی اوس پل کو دیکھکر
بالضرور گمان کرتی ہین کہ کسی دیو یا جن نے اس پل کو بنایا ہے مگر مین اونمین
سے نہین ہون اور بالیقین جانتی ہون کہ حضرت انسان علم ودانش کی وجہ سے

وہر درجہ مین ایک ایک مکان زادہ دلگار بنا ہوا ہے جسمین سیکڑون تصویرین
عجیب وغریب بتونکی دہری ہوئی ہین وباہر کیطرف تمام مینار مین طاق بنے ہین
اور اس حکمت سے گھنٹے لٹکتے ہین کہ تھوڑیسی ہوا مین ہلکر پیارے پیارے سُرونکی
آواز اوسمین سے پیدا ہوتی ہے غرض وہ تمام صوبہ نہایت آباد وزرخیز ہے کئی مہینے
رہکر میر اشوہر واپس گیا اور شہر فوجو مین آیا اور تین مہینے نہین گذری تھی کہ میرے
شوہر نے قصد کین ٹی جن کا کیا اور سامان سفر کا درست کرکے روانہ ہوا صوبہ فوکیانگ کا
حقیقت مین کوہستان ہے مگر بل بے حکمت اور خاکشی خطائیونکی کہ پہاڑونکی
چوٹیونکو ہموار کرکے زراعت کرتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ علم ہیئت مین اہل چین کو
دست گاہ کامل ہے اسواسطے کہ بیس بیس بانس نیچے سے بانسکے نلونکی ذریعہ سے
پانی کو پہاڑ پر پہنچاتے ہین اور کھیتونکو سیراب کرتے ہین اور عمدہ عمدہ میوہ مثل لیچی
اور لونگن اور ہوکن سے جو ازبس لذیذ ہوتے ہین بافراط پیدا کرتے ہین وعلم ناخدائی
جہازرانی ہر بھی یکتا ہین غرض مینے خوب سیر اوس صوبہ کی کی اکثر دیہات اور قریات بھی دیکھے
الابیان کرنا اونکا خالی از طوالت نہین ہے چند روز کے بعد مین پھر شہر کین ٹی جن
مین جو شہر فوجو کے بچھم مین ہے پہونچا یہ ایک بہت بڑا شہر ہے اور دور سے معلوم ہوتا ہے
کہ گویا پہاڑ آتش فیز ہے چارو نطرف شہر کے دہوان بکثرت اوٹھتا دکھلائی دیتا ہے
اور جابجا شعلہ آتشین نظر آتے ہین کیونکہ وہان قریب پانچسو یا اوس سے زاید بھٹے
برتن کے بنانے والونکی بھٹی ہین رات دون برتن بنانے مین مرد وزن مصروف
رہا کرتے ہین اور سوداگر وبیوپاری تمام جہان کے پیشگی دیدیکر برتن اون لوگون سے
بنواتے ہین اور اکناف عالم مین لیجاتے ہین غیر آدمی بلا معتبری شہر کے اندر داخل نہین

سکھلانے کی عادت ہو جاتی ہی جسکے منفعت چار دانگ عالم مین پھیلتی ہے بعد
استقامت یکسال میرے شوہر نے قصد ٹانکین کا کیا اور بوجہ تنہائی کے مجکو پردیس مین
چھوڑنا مناسب نہ جانکے ہمراہ لیا اور دریا مین سوار ہو کر مع الخیر شہر ٹانکین مین پہونچے
مین اوس شہر کی خوبی جہان تک بیان کرون کم ہے بلا مبالغہ چوبیس کوس کے گرد
مین آبادی شہر کی ہی اور دوکانون اور بیشمار مکانون سے آراستہ وسیع سڑکون سے
جسکے دونون طرف شہر کا پشتہ لگا ہوا ہے پیراستہ ہی میری قیاس مین رونے مین بیجا
اثنا بڑا شہر کمتر کوئی ہوگا وہان کی سکنارا وی تھی کہ اگر دو سوار صبحکو نور کے تڑکے
ایک دوسرے سے جدا ہو کر ایک دروازہ کے ایکطرف دوسرا دوسری جانب گھوڑے کو
سرپٹ دوڑانا شروع کرے تو ممکن نہین کہ غروب آفتاب کے پہلے پہر وہ اوسی دروازہ پر
پونہچین یہ روایت بالضرور اون لوگون کو جنھون نے اوس شہر کی وسعت کو نہین دیکھا
ایک افسانہ معلوم ہوتا ہے لیکن میری راے مین بالکل صحیح ہی اسواسطے کہ آگے یہ شہر
مملکت چین کا دارالسلطنت و مستقر الخلافت تھا شہر کے باہر ایک عجیب و غریب مینار
بنی ہوئی ہے کہ میری زبان اوسکی تعریف مین قاصر ہے اور بیان مین خود عاجز ہون
تمکو خوب معلوم ہے کہ مین شہر قاہرہ اور اپنے ملک کے مینارون کو تمام دنیا کی عمارت
پر فوقیت دیا کرتی تھی مگر بعد معائنہ اس مینار کے مین اقرار کرتی ہون کہ درحقیقت سراسر میری
غلطی تھی یہ مینار سو درجہ کا ہے اور چار سو برس اوسکی تیار یکو ہو چکے مگر معلوم
ہوتا ہے کہ آجکا بنا ہے اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ بجاے چونیکے وہ مصالہ اوسمین
صرف ہوا ہے کہ جس سے چینی کے برتن بنتے ہین اور طلاکاری سے اسقدر مرصع ہے
کہ شعاع شمس سے نگاہ نہین ٹھہرتی اور اوسکی جگمگاہٹ سے آنکھونکو چکا چوند ہوتی ہے

ہوتی ہے مشک ٹین پارہ لوہا بافراط ملتا ہے اور بنیار بہت تحفہ بنتی ہے
کہ مین بیان نہین کرسکتی سیاہ رنگ کی چاے بھی عمدہ قسم کی بہتایت سے ملتی ہے
غرض میرے شوہر کی تجارت خوب چمکی و گرمی کا موسم آیا اوسوقت تو وہ شہر تو
حرارت موسم کے جہنم کے برابر ہوگیا معلوم ہوتا تھا کہ ہم لوگ جلکر راکھ ہو جائینگے
مگر برداشت کرتے کرتے معلوم ہوا کہ وہ گرمی کسیطرح مضرت نہین کرتی اور باوجود
شدت وحدت کے کسیطرحکی بیماری بھی نہین ہوتی چنانچہ ہم لوگ خوب تازہ و توانا
ہوے وصحت وعافیت کے ساتھ رہی اہل شہر سے بیشتر ملاقات ہوگئی اور آمدورفت
بھی ہونے لگی مین بیان نہین کرسکتی کہ اہل ختا اپنے والدین کی کس درجہ کو محبت
واطاعت کرتے ہین حق تو یہ ہے کہ والدین کے حقوق ادا کرنا اونپر ختم ہوگیا ہی
لڑکے ہمیشہ والدین کی گرد مثل پروانہ کی پھرا کرتے ہین اور اونکے آب وطعام کا بندوبست
اپنے ذمہ واجب جانتے ہین گھر سے باہر آتے اور جاتے وقت جھک جھک کر
سلام کرتے ہین اور جب والدین انتقال کرتے ہین تو بیٹا تین مہینے دس روز
تک ترک لذات کرکے غم مین بوریٰ پر بیٹھا رہتا ہی اور کسیطرحکا کاروبار نہین کرتا
بلکہ دنیا ومافیہا کی کچھ خبر نہین رکھتا وبعد اوسکے اس کوشش مین رہتا ہی کہ کسی تدبیر سے
باپ کا نام روشن کرے مین سچ کہتی ہون کہ اس تعظیم وتکریم کی وجہ سے مین رشک
کرتی ہون کہ مین اہل ختا کی عورات سے کیون نہوئی کہ ایسی سعید اولاد بعد اپنے چھوڑتی
اس ادب ولحاظ سے صرف فائدہ ظاہری ہی نہین ہی بلکہ بغور تصور کیجیے تو کاروبار
دنیا مین یہ طریقہ نہایت تاثیر رکھتا ہے کیونکہ اس لالچ سے کہ بعد والدین کے اولاد
اونکا نام روشن کرے جان ودل سے والدین کو توجہ تعلیم کی ہوتی ہے اور تہذیب

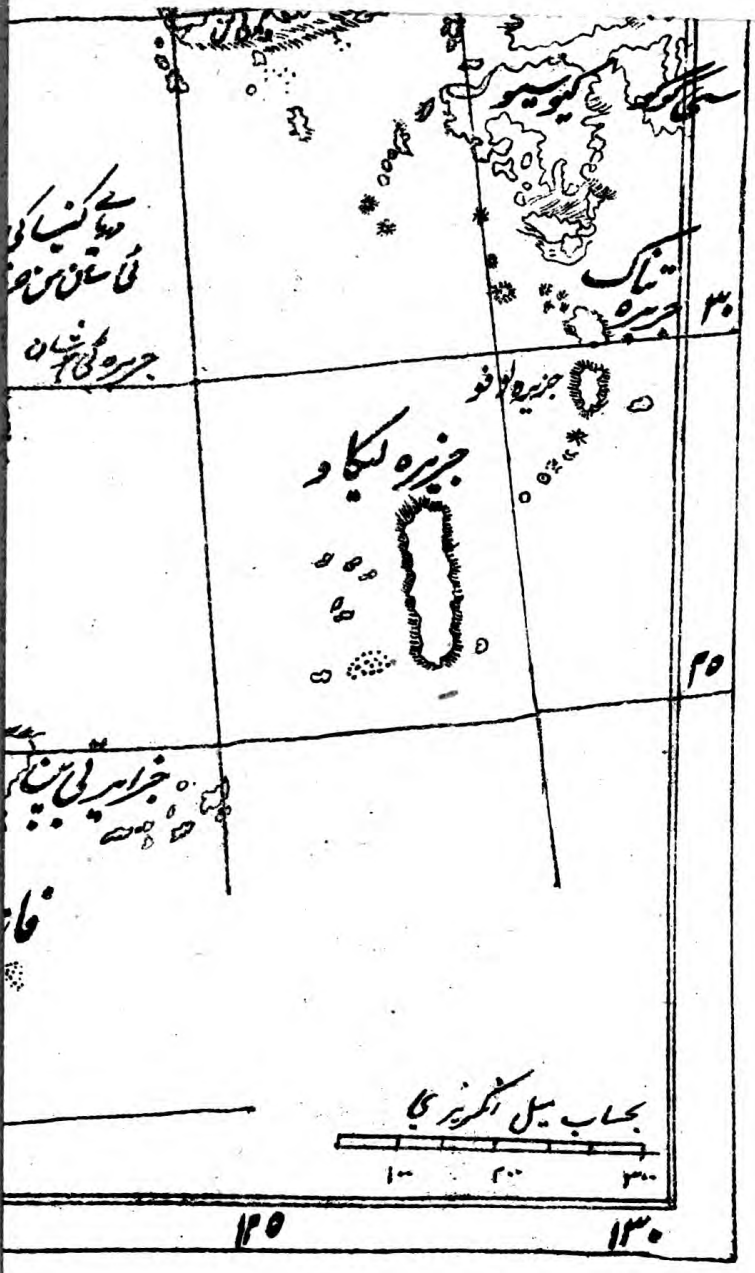
ڈھیلی مہری کا پائجامہ و بعد پائجامہ کے موزہ بڑی آدمی کرتے کی لمبی آستین اور
کشادہ رکھتے ہین و غربا آستین تنگ و چست و کمربند عموماً باندھتے ہین بڑی آدمیونکے
کمربند ریشمی ہوتے ہین اور ایک رومال بھی اوسمین کھنسا ہوا ہوتا ہے و سوائے
اسکے ایک بڑی چھری بھی کمربند مین رکھتے ہین و سر کے بالونکو گوندھکے ایک
لمبی چوٹی پشت پر تمام مرد لٹکائے رہتے ہین اور عورتونکا لباس مردونکے
قریب ہوتا ہے وہ کمربند البتہ نہین باندھتی ہین و اصل خصا کی عورتین پردے مین
رہتی ہین و ہرگز باہر نہین نکلتین ہین اور اپنے تمام بدن کو لباس سے پوشیدہ
رکھتے ہین و کسی عضو کو کھلا نہین رہنے دیتی ہین اور مکانات بھی عورتونکی رہنے کے ایسے
موقع پر ہوتے ہین جہان سے کہ راہ و گلی نظر نہ آوے مردونکے مکانات بہت آراستہ
و پیراستہ ہوتے ہین و خوشبودار پھولون سے اہل چین کو بہت رغبت ہی اسلیے باغات
اور چمن آرائی مین اون لوگونکو کمال اور انتہا درجہ کا اس فن مین سلیقہ ہی کوئی
مکان پائین باغ سے خالی نہین ہوتا اور جس پائین باغکو دیکھیے نیا لطف مہیا ہی
فن تعمیر مین بھی چینی یکتا ہین غالباً آپکو یقین نہ آوے گا بلا مبالغہ باور کرو کہ پتھرون
و لکڑیون کے صاف کرنے اور جوڑ ملانے مین وہ وحید عصر ہین جہان تک اونکی دست
کاریونکی مین توصیف کرون وہ بجا ہے طرفہ صنعت یہ ہی کہ بلا آمیزش چونے کے
صرف اینٹ سے اس کاریگری سے مکان تعمیر کرتے ہین کہ ہرگز عقل مین نہین آتا
بلکہ طلسم و جادو معلوم ہوتا ہے اور اوسکی خوبصورتی اور صفائی سے پتھر کی دیوارین
شرماتی ہین میرے شوہر نے صوبہ فوکینگ کے شہر فوجو مین پہلے بود و باش اختیار
کی تھی اسواسطے کہ شہر مذکور بحر چین پر ہے اور بوجہ عمق دریا کے تجارت مین سہولیت

فوجو

پاؤن کی بابت بڑی حیرت تھی کہ اعضا مناسب کے خلاف پاؤن کسطرح چھوٹے ہین
الا دریافت سی معلوم ہوا کہ وہان کے عقلا نے قدیم سے یہ طریقہ نکالا ہے اور چھوٹے
پاؤن کی خوبی کا باندہنو باندہا ہے تاعورتین رغبت کرین اور چھوٹے پاؤن ہونے پر
مرین اور چلنے پھرنے کے لایق نرہ کرکنج عصمت و گوشہ عفت سی نہ نکلین صغرسن سے
لڑکیون کے پاؤن پر مضبوط مضبوط کپڑے کی تھیلیان چڑہاتے ہین یا کپڑا لپیٹتے
ہین جبتک ایام نمو کے رہتے ہین وہی ہر گز نہین کھولنے پاتی ہین اس سے سارا بدن تو
بدستور بڑہتا رہتا ہے اور پاؤن بچارا مصیبت کا مارا غضب مین گرفتار ہو کر جیسا کا
تیسا رہکر اوس ملک کی حسینہ عورتونمین ملا دیتا ہے وہان اس حسن سی یہ فائدہ تو
اونکو ہے کہ مردون کے مانند پڑی رہتی ہین اور چل پھر نہین سکتین اور نوکرون سے
کام کراتی ہین وہی ہی دوسری شامت وہانکی مردون مین ہے کہ جسقدر امیر
اور اہل مقدور ہین وہی ہاتھون کے ناخن اسقدر بڑہاتے ہین کہ ہرگز اونگلیون سے
کوئی کام نہین کر سکتے اور اس شان ناپاک سے اپنے کو ممتاز بمقابلہ اہل پیشہ و
حرفہ جانتے ہین اور مردون کی خوبصورتی یہ ہے کہ بھرا بھرا چہرہ چھوٹی ناک
بڑے کان اور جسکے توند نکلے ہے وہ تو معاذ اللہ حضرت یوسف اپنے کو سمجھتا ہے
زیادہ تکلف یہ ہے کہ لباس کی بارہ مین آزادی اہل چین کو نہین ہے کہ جو پسند ہو
اور جسطرح کا دل چاہے پہن لین بلکہ مقرر ہے کہ امرا و متوسط و غربا کون کون کپڑے
پہنین مجکو بتحقیق اوس مسلہ قانون کی تو نہین ہوئی البتہ بڑی آدمیونکو دیکھا ہے
کہ سر پر بڑی سی ٹوپی جس سے سایہ موضعہ بلکہ تمام بدن پر رہے و بجاے خود وہ چھتری
ہوتی ہے اور بدن مین کرتا گھٹنون سے نیچے تک لٹکتا رہتا ہے اور اوسکی نیچے

یکایک جسمین فساوت کو دخل ہے مجھے گوارا نہین اور مین نے انکار کیا بلکہ اوسکو سمجھایا
کہ بجاے اوس کام ظلم انجام کے اور تجارت کرو پر اوسنے اوسوقت قبول نہین کیا
آخر دو مہینے کے بعد مین نے قصد وطن کا کیا گو وہ ایسا صاحب مقدور نہ تھا تو بھی میرے
بہت مراعات کی و جہاز کے مہیا کرنے مین بہت کچھ اہتمام کرکے چند نوکرون کو
ہمراہ کرکے مجکو رخصت کیا غرض جہاز پر معہ اوس بی بی یہودیہ کے مین روانہ ہوا
نہین معلوم کہ کیا بے اعتدالی ہوئی کہ روانگی کے تیسرے روز مجکو تپ لاحق
ہوئی اور حرارت کی اسدرجہ کو شدت ہوئی کہ مدت العمر مین اوسطرح کی علالت
کبھی نہین ہوئی تھی اسواسطے اس مقام پر ضرور ہے کہ شکریہ محنت و تیمار اوس عورت
یہودیہ نیکوشعار کا اظہار کرون بلا مبالغہ مین کہتا ہون اگر کوئی اعزا مین سے
ہوتی تو وہ ہرگز اوسقدر مشقت نکرتی جیسی اوسنے میرے ساتھ کی دوا و علاج
بھی کرتی تھی دلاسا و تشفی بھی دیتی تھی اور میرا دل بھلانیکو اپنی سرگذشت کہ اوس سے
بہتر کوئی حکایت نہین تھی سناتی تھی چنانچہ جو کچھ اوسنے میری اوس حالت مین بیان
کیا اور مجھے یاد ہی بیان کرتا ہون وہ کہتی تھی کہ چین کے لوگ عموماً ایک صورت
و شکل و رنگ و شمایل کی نہین ہین بلکہ بعض بعض جگہ آدمی حسین بھی اور خوشکیل بھی
دکھلائی دیتی ہین الا وہان کے باشندی اون عورتون کو کہ جنکی آنکھ چھوٹی ناک
چپٹی ہوتی ہے اچھا سمجھتے ہین و جتنے بڑے کان و جسقدر پاؤن چھوٹے ہون کمال
حسن کا باعث اور شرافت اور علو خاندانی کا نشان خیال کرتے ہین چنانچہ تمام
ملک کی امرا لڑکیونکے پاؤن پانچ انگل سے لمبے کسیطرح نہین ہوتے البتہ غربا
غربا کی عورتون کے پاؤن ہر قسم کے موافق جسم و ڈیل کے ہوتے ہین مجکو چھوٹے

وطن کی عورتون کے پاؤن اور ہاتھ


کیوسیو
جزیرہ
جزیرہ لیکاو
۳۰
۲۵
بحساب میل انگریزی
۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰
۱۲۵
۱۳۰



درخواست رخصت کی کی چونکہ وہ بھی مستعجل تھے اور چند روز مین جانب سنٹ پیٹرسبرگھ
جانیوالے تھے مجھے خوشی خوشی مجاز کیا چنانچہ اونکو وداع کرکے مین نصیر ابن طاہر
کے ساتھ اوسکے گھر آیا اور اوسکے حسن سلوک اور تفقدات مزید سے بہت خوش
ہوا تمام شہر کی سیر مجکو کرائی اور ہر ایک کارخانہ دکھلایا حقیقت مین استرخان
بڑا نامی اور پرانا شہر اور قدیم منڈی ہے طرح طرح کی تجارت کی اشیا یہان
بہم پہونچتے ہین اور ریشم اور قسم قسم کی چمڑے بکثرت اطراف وجوانب سے آکر
وہان کے ڈھیر ملتے ہین بڑا کارخانہ اونی و ریشمی کپڑے بنانیوالون کے مین نے
جاکر دیکھے سبحان اللہ کیسے کیسے عمدہ مخمل بنے جاتے ہین ہاتھ رکھنے سے دلمین
خوشی کی گدگدی پیدا ہوتی ہے نگاہ کرتے ہی مردم دیدہ کے پاؤن پھسل جاتے
ہین دکھواب کلابتو آمیز عجیب وغریب صنعت کی کپڑے بنتے ہین جنکی جگمگاہٹ
سے آنکھ مین نور آجاتا ہے آفتاب کی روشنی بی حقیقت ہوجاتی ہے بارود بھی
نہایت تحفہ اول قسم کی وہان بنتی ہے اور نمک کی بھی تجارت بہت بڑی ہوتی ہے
نمکین مچھلیان بیشتر آدمی بناتے ہین اور دور ملکون مین سوداگر اونکو لیجایا کرتے
ہین علی ہذا القیاس شراب رنگ برنگ مختلف ذائقہ کی بڑے بڑے کارخانون مین
بنتی ہے و دساور کو لدجاتی ہے اوسکے سوائے صوبہ سرکشیا کی عورتین حسن و
جمال مین ممدوح زمانہ ہین بکثرت وہان میسر ہوتی ہین اور بعض بعض سوداگر
ادہر اودہر جاکر اوڑا لاتے ہین اور ایران و ترکستان مین لیجاکر نفع کثیر اوٹھاتے
ہین نظیر ابن طاہر بھی اوسی فکر مین تہا اور کئی حسینہ وجمیلہ چھوکریان رکھتا تھا
مجھسے سائل ہوا کہ مین بھی اوسکی استعانت کرون باہر جاکر لونڈیان خرید کرلاؤن لیکن

استرخان

وراحت سے شہر استرخانین پہونچا اور شہر کو نہایت پر رونق و آراستہ دیکھکر سر اول
بہت خوش ہوا اپنے ملک کے باشندونکی سوا یہودی دارمنی و تاتاری اور چینی
و فراسیسی آدمیونکو بھی دیکھا اطمینان خاطر ہوا دوسری صبحکو مین شہر کے دیکھنے
کیواسطے نکلا اور بازار مین چلا جاتا تھا اسمین ایک شخص عجمی لباس پہنے ہوئے ملا
کمال ادب سے جھککر مجھے سلام کیا اور اوسکے بشرہ سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ اسکا
منتظر ہے کہ مین اوس سے کچھ استفسار کرون لیکن اجنبی آدمی جانکر مین متوجہ نہوا
لاچار ہوکر اوسنے خود ہی کہا کہ آپنے غلام کو نہین پہچانا تب تو مین نے غور سے
اوسکو دیکھا اور معلوم ہوا کہ یہ وہ شخص ہے جسنے اپنی جانکی پروا نکرکے مجھے جلتی آگ سے
نکالا تھا عند الاستفسار اوس وفاشعار نے بیان کیا کہ مین ہمراہ فرزند ارجمند
آغا طاہر طباطبائی المشتہر بنصیر ابن طاہر یہان وارد ہون صاحبزادی نے بعد
اپنے والد کے کوشش بلیغ اور جہد مناسب سے اپنے کاروبار تجارت کو درست کیا ہے
اور اوسی وجہ سے کئے مہینے ہوے یہان آیا ہے یہ باتین کرتا ہوا مجھے فرودگاہ تک آیا
اور رخصت ہوکر چلا گیا ہنوز زوال آفتاب نہوا تھا کہ نصیر ابن طاہر میری ملاقات
کے لیے آیا اور مجھکو اپنا بزرگ جانکر مبالغہ کیا اور پہلے اور کلام کے شکر گذاری کی کہ
لگا کہ آپنے جو احسان میری والد پر کیے ہین وہ مین نے سب سنی ہین اور اس درد سے
اوس داستان کو بیان کیا کہ مین خود محزون ہوا اور آغا طاہر کو یاد کرکے رونیلگا
بعد اوسکے مجھسے خواستگار ہوا کہ اوسکے گھر پر چلون اور اپنے دوستون سے
رخصت ہوکر وہین ٹھہرون ہرچند مین نے انکار کیا الا اوسکے اصرار نے نہ چھوڑا
اور اپنے گھر چلنے پر اس درجہ مجھکو لاچار کیا کہ مین نے اپنے دوستون اور محبون سے

شیر اوس غل سے گھبرایا ہوا تیز تیز چلا چوکنا ہوکر اوسی درخت کے برابر سے جسپر
شکاری بندوقین لیے ہوئے منتظر تھے نکلا اوسوقت ایک کے بعد دوسریکے
گولی اس سرعت سے شیر کے دماغ اور پاؤں پر پڑے کہ غیض و غضب مین آکر وہ
شیر اوچھلا اور جست کرکے درخت کی ڈالیون تک پہونچا اوسی حالت مین دو
گولیان برابر اوسپر اور پڑین اور کام اوسکا فوراً تمام ہوگیا یہ تماشا مجکو نظر آیا
اور معلوم ہوا کہ اون میرے ہمراہیون نے اکثر اسطرح شیرونکو مارا ہے اور اونکے
دلپر کچھ بیم و ہراس شیر یا جانوران درندسے نہین ہوتا اسوجہ سے کہ اون کے
ملک مین بیشتر جنگل مین درند ہوتے ہین لیکن مین نے شیر کا شکار کرتے ہوئے
اس بے وحشتی سے نہین دیکھا تھا تیسرے روز صبحکو جسوقت ہم لوگ روانہ ہوئے
اور ہنوز بخوبی آفتاب طالع نہوا تھا کہ بڑے بڑے دو ریچھ نظر آئے مین نے
تمام عمر مین اونسے بڑے ریچھ کبھی نہین دیکھے ہمارے ہمراہیون نے قصد
اونکے شکار کا کیا تو مین نے بھی ایک بندون اونسی لیلی اور شریک اونکا ہوا اور
بکمال چابکی ہم لوگون نے دونون ریچھ کو مار لیا اور آگے بڑھے قریب دو بجے
کے دن آیا ہوگا کہ دفعتاً ایک شیر پھر نمودار ہوا اور معلوم ہوا کہ وہ بالضرور حملہ
کریگا اور کسیطرح اوسی نجات نہین ہی مگر قدرت الٰہی سے وہ شیر ایکبارگی اوسطرف
سے پھر گیا اور سلامتی سے منزل پر اوترے چوتھے روز ہم لوگ دریاے سیم با
کے کنارے پر پہونچے اور ایک کشتی کو اپنا منتظر پاکر اوسی روز روانہ ہوے
چونکہ کشتی بہاؤ مین بندی کے تھی اسواسطے چوتھے روز عجر کیس مین پہلے داخل
ہوئی اور دوسری بڑی کشتی پر سوار ہوکر مع الخیر بوجہ اپنی عنایت فرما کی آسایش

وہ بھی نہایت خوش ہوئی اور مین بھی ازحد شکرگذار ہوا یہان تک کہ جمعہ کا روز آیا
اور چار شخص خواستر اخان کو تیار ہوے پادریصاحب نے مجکو اجارت روانگی کی دی اور
وہ نیکبخت میرے ہمراہ ہوئی میرے ساتھی بھی نہایت خلیق اور صاحب مروت
تھی میرے خاطر کرنیکا اہتمام رکھتے تھے اور قرار واقعی عزت و احترام سی پیش آتے تھے
اونھون نے جو جو مدارات براہ مہربانی اوس سفر غربت مین کین کسیطرح نہ بھولونگا
درمیان سفر کے مین نے اونسی حال صومعہ کا پونچھا اونھون نے بیان کیا کہ ہمارے
مذہب مین جو لوگ قدیم روم کے گرجا کے معتقد ہین اونمین سی بیشتر اس طریق عبادت کو
احسن و مستحسن جانتے ہین اور دنیا کو چھوڑکر علیحدہ بیٹھ رہتے ہین چنانچہ ہم مین سی دو آدمی
اوس مذہب کو رکھتے ہین اور وہ اوس طریقہ کے خلاف عقیدہ رکھتے ہین سامان ضروری
اکثر ہم یا کبھی کبھی کوئی اور جو چندہ سے فراہم ہوتا ہی لاکر یہان پھونچا دیتے ہین
جس مکان کو تمنے دیکھا یہ بہت پرانہ اور قدیم قلعہ تھا مگر اب منہدم ہوگیا لیکن بقایا
اور فزا باقی ہے اور دنیا سے جدا ہے لہذا پادریصاحب نے اوسکو پسند کیا اور کئی برس
مین باغ و عمارت کو درست کرکے قابل بود و باش بنالیا تھوڑی مدت سی قیام اوس
صومعہ مین مقرر ہوا اب تجویز و فکر ہے کہ یہان سے اوٹھایا جاوی و غالبًا سابیر یا
مین کسی مقام معقول مین صومعہ بنایا جاویگا القصہ دوسری منزل مین ہم لوگ چلے جاتے
تھے کہ دور سے ایک شیر جو بیشتر اوس نواح مین نظر آتا تھا روبرو آیا میری ساتھی درندہ
شکار اوس درندہ خونخوار کے ہوے اور پہلے بنظر غور دیکھا کہ وہ کدہر جانیکا قصد کرتا ہی
اور اپنے کو اوسکی نظر سے مخفی کرکے اوسکے راستہ کی طرف ایکدرخت پر چڑہ کی تین
پہاڑی آدمی جھکے جھکے پوشیدہ اوسکے پشت پر جا پہونچے اور دفعتًا غل مچانے لگے

ان پادریصاحب کی خدمت مین بھیجدیا پادریصاحب نے مجسے پوچھا کہ صومعہ مین داخل ہونا منظور ہے مین نے انکار کیا اسواسطے خدمت حفاظت کی مجکو دی اور یہ وردی جو تم دیکھتی ہو پہنائی اور باہر احاطہ کے دکھن طرف جو مکان بنا ہوا ہے عنایت کیا ہے یہ کہکر مسکرائی اور بولی کہ کیون جی اگر اس تنہائی اور مصیبت مین گرفتار ہوکر تمہارے قوم کے ایک گروہ کے ہاتہ میری جان پڑتی اور مسلمان ہونا قبول نکرتی تو تم میرا خدا جانے کیا حال کرتے حالانکہ باوجود قدرت پادریصاحب اور اونکی حواشی مجسے چین بجبین بھی نہین ہوتے اور بجز وعظ و نصایح سنانیکی جو اونکا معمول ہے کچہہ بھی نہین کہتے بعد اسکے کہنے لگی کہ ہم بیس عورتین ایک ہی کام پر مقرر ہین اور سب اسطرح تقسیم ہین چھہ عورتین جو قوی اور مضبوط ہین اور مردونکے کان کاٹتی ہین وہ تو ہر وقت اپنے مقام پر مسلح رہتی ہین اور چار عورتین باری باری کھانا پکاتی ہین اور چار اون نیکبختون کو جو دنیا تجی و سر منڈائی اس صومعہ مین بیٹھی ہین کھلاتی ہین اور دو عورتین اور کام ضروری اونکے بجا لاتی ہین اور دو عورتین پادریصاحب کی پاس آیا جایا کرتی ہین اور ہمارے تہکے کو دو فالتو ہین اس بات چیت مین ہم دونون باہر دروازہ کے آئے ہنوز تقریر اوسکے تمام نہ ہوئی تہی کہ فراق وطن و مہاجرت اعزا مین وہ نیکبخت زار زار رونے لگی اور اپنی رہائی کی فکر مین جان کھونے لگی اوسی حالت مین پادریصاحب باہر آئے اور دروازہ بند ہوگیا مگر یہ بیوقت پر اوس عورت کے متحیر ہوکر پوچھنے لگے اوسکو قوت گفتار کہان باقی تہی مین نے سارا حال بیان کیا کہ یہ میرے محسن کی رشتہ دار ہے اگر آپکی عنایت سی خلاص درستگار ہو تو اتنی سعی کرونگا کہ اسکے گھر تک پہونچا دونگا پادریصاحب نے میری ہمت پر آفرین کی اور وعدہ کیا کہ ہم اسی جاوینگے

نہین آتا کہ وہ ایکبار کی ہنس پڑی اور کہنے لگے کہ میری تمہاری حقیقت مین ملاقات ہی
اور میرا نام لیکر کہنے لگے کہ تم اس صحرا مین کیونکر آئے اور کسطرح پہونچے الیصاحب تم تو
رخصت ہو کر سونیر سے سمرنا کو گئی تھے اوسوقت مجھے بھی یاد آیا کہ وہ بی بی سالوسن بھو دیکی
رشتہ دار وزوجہ بوشع کی ہے پس اوس سے مین نے مختصر حال اپنا بیان کیا اسکے
سنے سے اوسکو نہایت تالم ہوا اور بشرہ پر رنج دردمندی چھا گیا مین نے اوسکا
حال پوچھا تو وہ کہنے لگی کہ میرا قصہ طویل ہے جو کچھ مجھپر گذرا ہے اوسکے بیان کو مہلت
پہت چاہیے مگر خلاصہ اور سر المحر میری کیفیت یہ ہے کہ میری شوہر نے سفر چین کا کیا
اور چونکہ مجکو اوسکے میلان خاطر سے واضح ہوتا تھا کہ وہ واپس آنیکا ارادہ ضعیف
رکھتا ہے اسواسطے مین بھی ہمراہ ہوئی اور بحر احمر و بحر عرب مین ہوتی ہوئی بحر ہند
مین جو بہت بڑا سمندر ہے داخل ہوئی اور بعد اوسکے چھوٹے چھوٹے جزیرہ طے کر کے
بلا پیش آنے کسی مصیبت و آفت کے جزیرہ فارموسا ہوتی ہوئی داخل لنگر گاہ نوچو
ہو کی حقیقت مین نہایت پر منفعت بندر تہا اور ہماری قوم کے اکثر زن و مرد نظر
آتے تھے میری شوہر نے کاروبار تجارت کو خوب ترقی دی اوسی عرصہ مین ڈاکوؤن نے
آکر شہر کو تاراج کیا اور نایرہ جنگ و جدل بھی مشتعل کیا غرض ہمارا اسباب و گھر لٹ گیا
میرے شوہر کو گرفتار کیا معلوم نہین کہ میرے شوہر کو کہان و کس مقام پر لے گیا
مجکو اوس ظالم نے لونڈی بنایا اور ایک دوسرے تاتاری کے ہاتہ فروخت کیا
خراب و خستہ چند روز مین اوسکے یہان رہی بعد اوسکے ایک تاجر روسی کے ہاتھہ
اوسنے فروخت کیا تاجر روسی مجکو بڑے سفر کے بعد اپنے گھر لایا اور بکمال رحم
دلی اپنی دانست مین مجکو آزاد کیا اور جان بچانے کا ثواب بے حساب لوٹا وہان سے

اوٹھہ اوٹھہ کر چلا گیا بجز میرے اور فاضل کے وہان کوئی نرہا اور چونکہ فاضل نے بھی مجھے
ہٹنے یا سرکنے کو نہ کہا اسلیے مین بے تامل بیٹھا رہا غرض وہ عورت آئی اور دیر تک
کچھ کہا یہان تک کہ وہ بزرگ اوٹھا اور قرینے سے مجکو معلوم ہوا کہ کہین اوس عورت
کے ساتہ جایا چاہتا ہے اسلیے مینے پوچھا وجواب سی معلوم ہوا کہ بضرورت تعلیم طریق
استغفار اوسی زنانہ صوبہ مین جانیکا قصد ہے مینے بہ لجاجت عرض کی کہ مجکو بھی
ساتہ چلنی کی اجازت ہو تا اپنی روانگی سے پیشتر ایکبار پھر اوس باغکو دیکھلون اور
حسرت دیکھنی کی اپنے ساتہ نہ لیجاؤن بارے اوسنے مہربان ہوکر مجکو مجاز کیا مین
ہنسی خوشی سے اوسکے ہمراہ ہولیا دروازہ پر پہونچکر اوس پری لباس نے زنجیر کو
ہلایا لیکن کچہ معلوم ہنوا کہ کیونکر خبر آمد کی عورتون نے سنی مجکو علیحدہ ہونیکا حکم اوس
عالم نے دیا اور کچہ اوس پری لباس سے کہکر خود داخل باغ ہوا مگر دروازہ کھلا
رہگیا بغور جو مین نے اوس عورت کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مینے اوسکو پیشتر بھی کہین
دیکھا ہے یہان تک کہ اوسنے زبان عربی مین مجسے کہا کہ اندر باغکے چلو اور سیر کرو
مطابق اوسکے ایما کے مین نے قدم باغمین رکھا اور سایہ وار وہ میری ساتہ ہوئی
اور بلا تکلف مجسے باتین کرتی ہوئی چلی اور ہر موقع و مقام کو مجھے دکھلانے لگی واہ وہ
سبحان اللہ مین کچہ بیان نہین کرسکتا کہ کسطرحکے گل و بوٹے مینے وہان دیکھے
زبانی اوس عورت کے معلوم ہوا کہ اس باغکا آراستہ کرنا اور درست رکھنا اونہین
عورتون کا کام ہے مرد ہرگز بار نہین پاتے قصہ مختصر دل بھرکے مینے اوسکو باغکو
دیکھا اور پھر پھرکے محل کو معائنہ کیا اور بے تکلف ہوکر مینے اوس عورت سی کہا کہ مین یقین
کرتا ہون کہ مینے پہلے بھی تمکو کہین دیکھا ہے مگر یاد کرتا ہون کہ کہان دیکھا ہے تو خیز

خاتون یہودیہ سے ملاقات

مہربان ہوا اور مجھسے فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہین تم ایک ہفتہ اور صبر کرو بضرورت تمہارے
دو تین آدمی بستر اخان کو جاوین گے وہ تمکو ساتھ لیجاوین گے مین نے اوٹھکر سلام کیا
اور شکر بجا لایا اوس روز اونہین مین کی ایک پری جو مجکو اوٹھا لائی تھی کسی ضرورت سے
عالم کے پاس آئی مین نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت وہ عورت ہے
اور بنابر حفاظت اون عورتون کے متعین ہے اور مردونکا لباس پہنے ہے نہ پری ہے
نہ ڈائن ہے دوسرے روز مین نے جرأت کرکے اوس عالم باعمل وفاضل سے بدل سے
پوچھا کہ جس باغ سے مین گرفتار ہوکر آیا وہ اسقدر فاصلہ پر یہان سے کیون ہے
اور وہ عورتین کسواسطے علیحدہ اور تنہا رہتی ہین اوسنی فرمایا کہ ہم لوگون نے دنیا کو
چھوڑدیا ہے اور عہد کرلیا ہے کہ ہم مین سے جو مرد ہین وہ عورتونکی صورت نہ دیکھین
نہ اونکی آواز سنین وعلی ہذا جو عورتین ہین اونھون نے بھی اپنے کو مردونکی آواز سنے اور صورت
دیکھنے سے باز رکھا ہے پس وہ عورتین عابدہ ہین اور صرف عبادت الہی اور بندگی جناب باری سے
کام رکھتی ہین واقعی جب وہ عورتین پری لباس آتی تہین گھنٹا خود بخود دروازہ محل پر
بندھا ہوا تھا بجنے لگتا تھا سارے مرد ہٹ جاتے تھے اور سوائے اوس عالم کے کوئی نہ رہتا تھا اوسوقت وہ عورتین صرف عالم سے
کچھ کہہ سنکر چلی جاتی تھی مین حیران تہا کہ اون عورتون کے آنے کے پہلے گھنٹا کیونکر
بجنے لگتا ہے مگر یاد آیا کہ پہلے روز جب مجھے پکڑکے وہ عورتین لاتی تھین تب بھی
اونھون نے راہ مین ایک زنجیر ہلائی تھی اور تالاب کے زینہ پر جو بڑھیا نے
حرکت کی تھی وہ بھی کچھ ایسے ہی حکمت تھی کہ جس سے گھنٹ آپ سے
آپ موگری سے ٹکراکے بجنے لگتا ہے غرض اس خیال کے تیسرے روز وہ گھنٹہ
جو دروازہ پر لٹکا تھا پھر بجنے لگا حضار کو انتشار ہوا ہر ایک اپنی اپنی طرف

اور عورتون کا گروہ کیون اس صحرا مین وارد ہی اور کون ہین غرض رات جیون تیون کٹی
صبح ہوتی ہے منہہ اندہیری وہ سارے رہنے والے تمام جنگل مین منتشر ہوگئے اور گھوم
گھام کے آفتاب نکلتے نکلتے پھر جمع ہوگئے اور منہہ دہو دہوکر چای پی اور کچہ کچہ کھایا اور
درس لینے کو حاضر ہوئے میری بھی طلب ہوئی اوس بزرگ نے پہلے کچہ بطور وعظ کے
کہا اور سمجھایا اٹکل سے مین جانتا تھا کہ پند و نصایح کرتا تھا کیونکہ جس زبان مین وہ بیان
کرتا تھا مین مطلق نہین سمجھتا تھا جہان وہ ٹھہر جاتا اور سجدہ کرتا اوسکی تقلید مین سب سر
بسجود ہوتے دو گھنٹہ بھی جلسہ رہا اور مین کھڑا دیکھا کیا بعد اوسکی وہ مقدس میری جانب
مخاطب ہوا اور زبان عربی مین دنیا کی پیدایش حضرات آدمؑ کا مختصر حال بیان کرکے
حضرت عیسیٰؑ کی پیدایش اور بعثت کی کیفیت مین رطب اللسان ہوا مین نے بھی
بغور اوسکو سن لیا موافق معمول کے مجمع پھر برخاست ہوا اور ہر ایک شخص علیحدہ علیحدہ مکانون
مین جاجا کر پڑہنے پڑہانے مین مشغول ہوا مین بھی چپکا اپنے ٹھکانے پر جا بیٹھا اور
دہیان کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ بیشک صومعہ ہے اور دنیا کو چھوڑ کر وہ سب صاحب صحت
نشین ہوے ہین طاعت و عبادت سے کام رکھتے ہین اور امور دنیا کی فکر نہین کرتے
اسطرح مجکو دو مہینے وہان پر بسر ہوے سوای اوس پیر مرد کے کوئی میری زبان نہین
جانتا تھا اسواسطے ہمکلام نہوتا تھا چوتھی مارچ سنہ ۹۵ء کو یعنے میرے وہان پہونچنے کی
تیسرے مہینہ کے پہلے ہفتہ مین قیرنہ سے اوس مرد پیر نے جانا کہ مین اوسکا ساتھی نہین
ہوا چاہتا اور دنیا کا چھوڑنا مجھے منظور نہین ہی تو مجکو حکم دیا کہ اس صومعہ کو چھوڑ دو اور
اپنے راہ لو مینے اپنی نالبدی اور خرابی اور تباہی کو پھر بیان کیا اور خدا ترس جانکر
بہت کچہ دو کھڑا رویا گو وہ کسی مذہب کا پابند تھا لیکن خدا پرست و رحم دل تھا

کبھی دیکھ لیتا تھا اور بالیقین جانتا تھا کہ یہ وہی پریان ہین کہ جنکا مذکور سنا کرتا تھا اور اب اونسے جان بچنا محال ہے پھر دلکو سنبھال کر سمجھاتا تھا کہ پریونکا صرف افسانہ ہی پریان کہان ہین لیکن ہاتھا پائی کرتے ہوے ننگی تلوارون سے ڈرتا تھا اور کچھ کہہ نہ سکتا تھا غرض اوسی حال سے وہ مجکو لیے ہوے چلے گئین تھوڑی دور پر ایک باغ اوس سے بھی بہتر جسکے اندر مین گرفتار ہوا تھا یکبارگی نظر آیا اوسکی تیاری دیکھکر طائر دل پھڑکنے لگا اور آزادی کی خاطر بال و پر کھولنے لگا جون تون منے سنبھالا اور مردہ بنا ہوا اونکے ہاتھون پر چلا گیا وہان بھی اوسی قطع اور وضع کا دوسرا محل تھا البتہ اسقدر اختلاف تھا کہ پہلا محل سن سان تھا اور یہان گفتگوی انسان کان مین آتی تھی منے جانا کہ اب آفت کا سامنا ہے اور ویسا ہی ہوا محل کے اندر ایک پیر مرد بیٹھا ہوا تھا جسکی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ روشن ضمیر ہی سفید ڈاڑھی ناف تک لٹکتی تھی سیاہ لباس پہنے ہوئے کرسی پر رونق افزا تھا ادہر ادہر اوسکی وضع کے اور بھی لوگ بیٹھے ہوے تھے اور وہ پیر باتوقیر کچھ باتین کرتا تھا جس سے گمان ہوتا تھا کہ وعظ و نصایح مین صرف بیان ہے قصہ مختصر مجکو پری لباسون نے زمین پر لٹا دیا اوسوقت وہ پیر ممتاز میری طرف مخاطب ہوا اور مجکو عربی جان کر زبان عرب مین مستفسر ہوا کہ تم کون ہو تب تو دل کو ڈھارس ہوئی اور کھڑی ہو کر مین نے اپنی سرگذشت حرف بحرف بیان کی اور اوس نے ساری گو دل سے بلطف و مہربانی سنی اور ایک جگہ مجکو بٹھلانے اور ٹھہرانیکا حکم دیا کھانیکے وقت مجکو بھی کھانا کھلوایا اتھارہوین دن مین نے پیٹ بھر کھانا کھایا اور خدا کا شکر کیا طبیعت نے تسکین پائی اور خاطر مطمئن ہوئی کہ کوئی آفت اب پیش نہ آئی گی بروز دوسری جنوری ۱۸۰۹ء کا تھا میری سمجھ مین نہین آتا تھا کہ اوس ویرانے مین پیر نورانی کیونکر رہتے ہین

عالم عیسائی کا لطف مدارات

باغ جسقدر دیوارین احاطہ سی بلند تھین اوسپر بھی کافی جمی ہوئی تھی اور درختون پر
پتون سی لدی ہوئی تھین اور اسواسطے دور سی ایک ٹیکرا یا پہاڑی کا گمان ہوتا تھا میرا تک
ہین محو نظارہ رہا لیکن وجود انسان کا نظر نہ آیا تب تو میرا دل دہڑکنے لگا کہ مبادا جیسا
سنا تھا مسکن پری وجنات کا نہو اور کوئی نیا آزار نہ پہونچے اور ساری سیر و خوشی خاک
مین ملے اور اس اندیشہ سے محل کی قریب نہ جا سکتا تھا غرض شام تک مین اوس باغ
مین پھرا کیا اور ہر ایک گل و بوٹے کو خوض و غور سے دیکھتا رہا اور اونکی بنانیوالونکی فکر
عالی کو سراہتا رہا بعد غروب آفتاب اوسی تالاب کے کنارے سو رہا آفتاب نہ نکلا تھا
کہ ایک جھنڈ کا جھنڈ عورات نوجوان و مُسن کا اوس تالاب پر آپہونچا سر اوٹھا کر جو
جو دیکھا ایک سے ایک کو حسن و جمال مین فرید و وحید عصر دیکھکر بھونچک رہ گیا کلیجہ میرا دھڑکنے
لگا اور قریب تھا کہ دہشت سی مر جاؤن ایک نے اونمین سے خدا جانے کیا یہ آواز بلند کہا کہ وہ
سب اوسی جگہ پر ٹھہر گئین اور ایک ضعیفہ عورت اونمین سے بڑھی اور دو زینہ تالاب کے
اوتر کے نہ معلوم اوسنے جھکمکر کیا کیا اور پھر جلد بسی اپنے گروہ مین شامل ہو گئی ایک ساعت
نہ گذری تھی کہ چار اشکال مہیب ننگی تلوارین لیے ہوے مجکو نظر آے یہ تو معلوم نہین ہوتا
تھا کہ وہ عورتین تھین یا مرد تمام بدن پر کالے کالے چھوٹے چھوٹے پر تھے اور مقام
کتفین پر دو بڑے بڑے پر جیسے بڑی چڑیا کے بازو پر ہوتے ہین لٹک رہے تھے اونکی
شکل دیکھتے ہی گویا مرغ روح میرا پرواز کر گیا وہ سیدہی میری طرف کو آئین اور مجکو
بے پوچھے پاچھے اوٹھا لیا اور دروازہ مقفل کو کھولکر مجھے باہر ڈال دیا اور دروازہ کو
باہر سے مضبوط بند کر کے دونے میرے دونون پاؤن اور دو نے ہاتھونکو
پکڑ کے اوٹھا لیا اور ایک طرف کو لے چلین حواس میرے بجا تھے تو بھی آنکھین کھول کر

مین نے دل مین سوچا کہ جسطرح ہوسکے دیوار کو پھاندنا چاہیے اور اس بانگو دل
بھر کے دیکھنا چاہیے اور اس ارادہ کو مضبوط کرکے پھر درختون کے ذریعہ سی یہ محنت
واذیت مین دیوار پر چڑہ گیا پر اوسطرف اوترنے کی کوئی تدبیر ہاتہ نہ آئی اندر سے
وہ دیوار صاف خاشاک سے پاک شفاف تھی و بجز کود پڑنے کے کوئی علاج نہ تھا
اور کودنے مین صرف ہاتہ پاؤن کے ٹوٹنے کا اندیشہ نہ تھا بلکہ جان جوکہم کا سامان تھا
اسواسطے ہیاؤ نہ پڑتا تھا اوس دیوار پر گھسٹتا ہوا پھرتا تھا سارا دن اس فکر و
تردد مین بسر ہوا شام کو بھوکا پیاسا اوسی دیوار پر رہگیا صبحکو پھر چلا آخر کو لب دیوار
ایک تالاب جو مانند دیدۂ انسان حسین موتی سا پانی بھرا ہوا تھا نظر آیا مین نے
بہت شکر کیا اور خدا سے مدد چاہ کر بیدہڑک کود پڑا ہاتہ پاؤن کی قوت سی صحیح و
سلامت اوس پار پہونچکر دم لیا نہرون کے لطافت اور سنگینی کے تعریف نہین
کرسکتا جب توقف سی نفس ہموار ہوا تو دیکھا کہ وہ باغ دلکشا فرح افزا گلہای مختلف
رنگارنگ سے آراستہ ہی اور درختون میوہ دار خوشنما سی پیراستہ ہی ہر روش پر بڑی بڑی
صنعت و قدرت الہی نظر آتی تھی اور نہرہاے پر لطافت پر گنگ و جمن عرق خجلت کو
بہاتی تھی گھاس و پتہ تک بیکار نہ تھا اوسپر بھی ایک طرحکا بھار و جوبن تھا ایک
طرف کو رمنا بنا ہوا تھا اوسمین چرند خوش فعلیان کرتے تھے دوسری طرف بڑی بڑی
جال آہنی درختون پر بچھے ہوئے تھے جسمین پرند اوڑتے اور طرح طرح سی چہچہاتے تھے
اوسکے آگے ایک محل عالیشان ہم پہلوے آسمان نظر آتا تھا اتنا ملند تھا کہ آنکھ اوٹھاکر
دیکھنے مین پگڑی سر سے گر جاتی تھی جہان تک دیوار گرد کی برابر عمارات اوس محل کی تھی
وہان تک صاف سفید تھی باقی جسقدر دیوارین احاطہ سے ملند تھین اوسپر بھی کائی جمی ہوئی تھی

درخت پر سی اوترا چلتے چلتے اور اذیت پر اذیت اوٹھاتے اوٹھاتے پندرہوین روز
ایک سطح ہموار سے کہ جسکو تختہ گلزار کھون تو بجا ہے اور اگر کشمیر کا افتخار کھون تو رمنوار
ہوا اوسکی ہوا سی خود بخود دل خوش ہوتا تھا سبزہ کی طہ طہک سی آنکھین منور اور پھولونکی
مہک سی دماغ معطر ہوتا تھا اور مرغان خوش الحان کے نغمہ سے خاطر افسردہ کو جوش
ہوتا تھا و پرند و چرند خوبصورت کی خرامان خرامان پھرنے سے طبیعت پژمردہ کو مزا
ملتا تھا جنس انسان سی وہ صحرا خالی معلوم ہوتا تھا مگر بھی تصور ہوتا تھا کہ ابھی کوئی
اوٹھکر چلا گیا ہے غرض اوسکو دیکھتا ہوا اور سایہ دار درختون کے نیچے بیٹھتا ہوا
چلا جاتا تھا کہ ایک چھار دیواری بہت بلند نظر آئی باہر سے دیوار اوسکے بہت پرانی
نظر آتی تھی کائی ہری ہری اوسپر جم گئی تھی درختون نے بھی اوسمین جڑ پکڑی تھی
اسواسطے دور سے دیوار نہین معلوم ہوتی تھی مجکو اوسکے دیکھنے کا ازبس شوق ہوا
اور بڑی مشکل سے ایک درخت سے لپٹکر مین دیوار تک پہونچا سبحان اللہ قدرت
الٰہی کا تماشا نظر آیا ایک باغ کہ جسکے شان مین اسقدر کھنا بس ہے کہ نمونہ باغ بہشت
تھا پایا مین نے درخت سے اوترکر اوسکا دروازہ ڈہونڈنا شروع کیا اور گرد دیوار کے
پھرنے لگا یہان تک کہ شام ہوگئی اور ایکطرف کی دیوار ختم نہوئی لاچار اپنی معمول کے
موافق ایک درخت پر چڑہا اور اشتیاق مین اوسی باغ کی طرف اپنی آنکھین
لگائے رہا صبح اوٹھکر اوسیطرح دروازہ کا متلاشی ہوا تیسرے پھر کو اوسکے
گرد کے خندق کو کودتا پھاندتا بہزار دقت پورب کیجانب پونہچا تو دروازہ نظر آیا
لیکن اوسکا پانا اور نہ پانا برابر تہا اسواسطے کہ بڑا پہاٹک آہنی اوسپر لگا ہوا تھا
اور کوئی چار پانچ سیر کا قفل لگا تہا لاچار وہ شام بھی اوسی دروازہ پر کاٹی صبحکو

سردار تاتار کو مشورہ دیا کہ مجکو کوہ یورال پر چڑہا دیوی غرض اوسکی یہ تھی کہ مین اپنی ملک کو
بخافی پاؤن اور اوسی پہاڑ پر مرکر رہجاؤن کیونکہ اون سب مین مشہور تہا کہ اوس
پربت پری وجن رہتے ہین اور وہ آدمیونکو پکڑ رکھتے ہین غرض مجکو دس سوار بھائے
لیے ہوے ساتہ چلے اور پہاڑ پر چڑہا کر خود نیچے خیمہ زن ہوئے تا مین پہاڑ پر سے
اوترنے نہ پاؤن اونکی قید مصیبت سے اوس آزادیکو مین اچھا سمجھا اور اوس پہاڑ پر
کہ جسکو مسکن جن وپری وہ لوگ جانتے تھے جان دینے کو روانہ ہوا کبھی اپنی نادانی پر
خیال کرتا تھا اور کف افسوس ملتا تھا کہ قدر عافیت کو غنیمت نہ سمجھا اور محض طمع
سے آفت مین پڑا گیا ہے اوس خایق نالایق دشمن دوست نما کی حرکت پر نظر
کرتا تھا غرض مین اوس پہاڑ پر تہا جو درمیان حد روس وتاتار کے واقع ہے
اور اوترد کھن کو بہت دور تک ملک روس مین چلا گیا ہے د کھن کا سرا تاتار کے
صوبہ خیوا مین ہوتا ہوا بحر کیس پین مین منتہا ہوا ہے بھر کیف بلندی پہاڑ کو دیکھ
دیکھ کر پتہ پانی ہوا اور ہام طرح طرح کے ذہن مین آتے تھے کبھی خیال درندون کا
تھا کبھی یہ ڈر ہوتا تھا کہ کوئی اور سنگدل نہ ملجاے اور پکڑ کر خدا جانے کہان لیجاے
پھر اپنی مصیبت گذشتہ کو یاد کرتا تھا اور خدا کی عنایت اور اپنی بے قصوری پر
ہمت کو مضبوط کرتا تھا اور سمجھاتا تھا کہ ہرگاہ مین کسیکی بدی کا خواہان نہین ہون
تو اللہ تعالی مجکو آفات سے محفوظ رکھے گا اسواسطے مینے دل مین ارادہ کیا کہ شام
سے پہلے کسی درخت پر چڑہ کر پڑ رہون گا چنانچہ ویسا ہی ہوا راستے مین جو چیز
کھانیکی ملی اور عقلا مضر نہ معلوم ہوئی کہا ئی اور تہوڑا پانی جو تاتاریون سے
مجھے ہمراہ لانے دیا تھا پی لیا اور شام کے پہلے درخت پر چڑہ کر بیٹھ رہا صبح کے بعد

قیدتاتاریون سے خلاصی پانے

اور اپنے سردار کے روبرو حاضر کیا وہ فایق میری جان کا شایق وہان موجود تھا میری
حالت پر بظاہر متالم ہوکر کہنے لگا کہ مین بھی پ ہی کی کیفیت مین ہون لیکن زر نقد بھی
آپ حوالہ کرتے تو اسقدر اذیت نہ اوٹھاتے اور اب بھی دی دلا کر جان بچایئے مین
اوسوقت نہایت پریشان وحیران ہوا اوس ستم کیش جفا شعار سے مینے کہا کہ بھلے آدمی
روپیہ میرے پاس کہان تھا جو دیتا نقد روپیہ لیکر چلنا کسیکا بھی دستور ہے سوائے اسکے
جو کچھ میرے پاس تھا وہ گڑبڑ مین نوکر چاکر لیکر خدا جانے کہان منتشر ہوگئے لیکن اون
بدذاتون نے ایک بات میری نہ سنی اور صحرا بصحرا اور جنگل بہ جنگل جہان جہان وہ گئے
قید مین لیے پھرے گھر دوار اور کنبہ اونکا سب سات اہل وعیال لڑکے بالے ہمراہ نہ کسیکے
اونکو حاجت نہ کسیکی پروا نہ کسیکا خوف نہ اپنی جان دینے پر اکراہ مصیبت مجکو نصیب
ہوئی ہر روز منت وزاری کرتا تھا اور رہائی چاہتا تھا مگر بوجہ ترغیب اوس فایق نالایق
بدذات کی کوئی نہ سنتا تھا یہان تک کہ بخارا سے اوترکے جانب صحرا ریگستان مین
دو مہینے سے زیادہ پڑی رہے اور پھر دریای کازل کو پار کرکے درمیان دریاے کازل و سارا سان
سارا سان اور کازل کے میدانون مین ایک سے دوسری جگہ نقل کرکے خیمہ زن رہے
وہ مقام بوجہ قربت بحر ازال کی اونکو پسندیدہ تھی اور فی الحقیقت صحرا پر فضا تھا غرض
دو مہینے اسطرح سے گذرے تیسرے مہینے مین بحر ازال کی پورب دریاے سارا سان کو
عبور کرکے اکساکال کی جھیل پر پہونچے مین شرح نہین کرسکتا کہ کس کس قسم کی چڑیان وہان
جھنڈ جھنڈ رہا کرتے تھین تاتاریون نے اونکا خوب شکار کیا دو مہینے جھیل مذکور کے
قریب بسر کی پھر وہ گروہ شقاوت پژوہ سرحد روس پر پہونچا اور دامن کوہ یورال
مین خیمہ زن ہوا ایکروز جو بہت اصرار کیا اور فایق ستم شعار سے التجا کی تو اوس نے

کازل و سارا سان

اکساکال

چنانچہ آخر کار تاتاری نے مجھسے اظہار کیا کہ میری خواہش کے موافق روپیہ نہین ملا اور مین نہین
چاہتا کہ کسیکا قرضدار رہون خصوصاً آپ سی ایسی استدعا بھی بوجہ تعارف تازہ نہین کرسکتا
لیکن البتہ یہ چاہتا ہون کہ آپ تھوڑی سی تکلیف گوارا کرین اور خود بھی سیحون پار
ہونیکی صعوبت اوٹھاوین تو میر تاتار سب گھوڑونکو اس قیمت سی بہت زیادہ دیکر جسکے
آپ خواستگار ہین لیوینگا مین بھی حق السعی آپسے نہ چاہونگا اسواسطے کہ خاطر خواہ انعام
اپنے امیر سی پاؤن گا امر شدنی سے گریز مشکل ہے مینے منظور کیا اور دوسرے روز
سفر کرکے چند روز مین دریاے سیحون پر پہونچا دریاکے اوس پار پہونچنیپر فایق تاتار مجھسے
آگے بڑہا اور اپنے امیر سی جو اوسجگہ قریب ترخیمہ زن تھا ملاقات کرکے پھر مجھے دوچار ہوا اور
سیحون کے اوس پار جہان مینے قیام کیا تھا وہ بھی شب باش ہوا صبح کو حسب معمول قصد
تھا کہ جہان وہ دوست جدید لیجائیگا مین چلونگا مگر ہنوز مین روانہ ہونے نہین پایا تھا
کہ گھوڑونکی ٹاپون سی دشت گونج گیا اور سارا بیابان گرد برد ہوگیا ایک ہزار سی زیادہ
تاتاری بات کہتے ہوے آن موجود ہوے اور سب گھوڑی میری ہتیالے ایک کی دو اور
دو کی دو اچار ہین مین تھا اون ہزار سے تنہا کیا کرتا لاچار صبر کیا اور غنیمت جانا کہ جان
چھوٹی میرے آدمی سب تین تیرہ ہوگئے فایق اپنے کام مین فایق نکلا اور وہ بھی
چلتا پھرتا نظر آیا ہنوز چند ساعتین نہ گذرین تھین کہ دس سوار پھر نمودار ہوئے اور مجھکو
گرفتار کرکے لیچلے اور رہا سہا اسباب بھی جو تھا اپنے قبضہ مین کیا پھر چند بیدی کی پرچہ سماعت
ہوئی میرا جو دار وغہ دیانت دار اور وفا شعار تھا اوسنے بھی اپنا مونھہ چھپایا کوئی
میرے ہمراہ نرہا مین نہین کہ سکتا کہ اوس ریگستان مین مجھکو کہان تک دوڑایا اور
کیسا دشت پرخار دکھلایا آخر روز ایک جگہ پونہچیا جہان اونکا قافلہ خیمون مین پڑا تھا

دوست جدید کے فریب سے اعتبار کا فرسر سیحون

میرا قصد پھر معطل رہا اور تین مہینے کے قیام کے بعد حسب تحریر گماشتہ کے مجکو جانب مشہد کے
جانا ضرور ہوا دستوین مارچ سنہ ۹۳ء کو روانہ ہوا اور بحفظ حافظ حقیقی وحمایت ایزدی
مین مع الخیر مشہد مین پہونچگیا زیادہ تر میرے مشہد کے قیام مین اصرار کرنیکی ایک وجہ قوی
یہ تھی کہ علاوہ خوبی آب وہوا ولطافت سواد مشہد مقدس مدفن امام ہشتم حضرت امام
موسی الرضا علیہ السلام ہے چونکہ زبان عربی مین مشہد جای اور دفن شتونکو کہتے ہین لہذا
بوجہ سعادت مدفن امام علیہ السلام مشہد مقدس مشہور ہوا ہے اسواسطے میری خواہش یہ تھی
کہ زیارت قبر جسکا ثواب میری اعتقاد مین بہت بڑہ کر تھا ہر روزہ نصیب ہو بعد مرنیکے
میرا مدفن بھی اوسی مقام پر ہو غرض مشہد مین پہونچکر مین زیارت روضہ منورہ سے مستفیض ہوا
اور بعد دیکھ ریکھ معاملات ودکان مین نے چاہا کہ بخارا کو جاؤن اسواسطے کہ مدت سے مشتاق
دیکھنے اوس بلاد کا تھا اور آنا جانا بخارا کا آسان تھا غرض ہزار راس گھوڑی مین لیکر بخارا
کو گیا اور وہان سے تو قند اور تاشقند کا سفر کیا ان مقامونکا حال بیان کرنا بیفائدہ
سمجھتا ہون اسلیے کہ مین اون مقامونکو پسند نہین کرتا بہر کیف منظور اس گھوڑی میرے
بخارا مین فروخت ہوے و دو سو گھوڑے توقند مین لیے اور سات مہینے کامل کے سفر
مین نفع بھی خاطر خواہ ملا اسلیے زیادہ ٹھہرنا مناسب نجانا اور قصد مراجعت کا کرکے
تاریخ روانگی مقرر کی ہنوز روانہ ہونے مین ایکروز باقی تہا کہ ایک تاتار فالیق ابن مختار
نام تاشقند مین آیا اور بکمال اخلاق مجسے ملا اور میرے گھوڑونکو دیکھ بھال کر سب کا خریدار
بنا مین نے بھی بطمع بکری کے روانگی معطل کی اور ٹھہر گیا ہفتہ بھر رات دنکی صحبت سے اعتبار
اپنا تاتاری نے اتنا بڑہایا کہ مین اوسکو ایمان دار سمجھنے لگا اور قرینہ سے مجکو یہ ثابت ہوا کہ
اوسکے پاس کل گھوڑونکی قیمت سردست نقد نہین ہے کسی آڑتھ سے اوسنے روپیہ منگوایا ہے

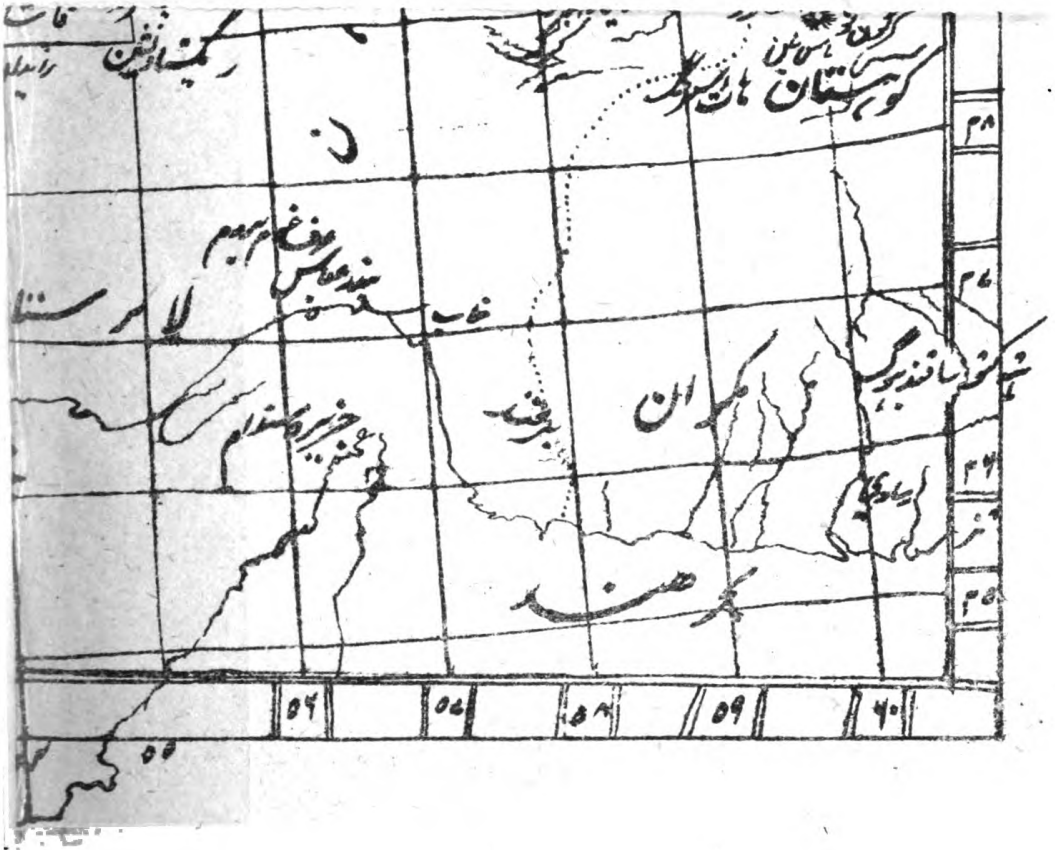
مشہد مقدس

بخارا

توقند

تاشقند

عروس جانکر ہم بغل ہوا اور فرش خاک کو بہ از دیبا و مخمل سمجھا اور پھلوی مُردہ مین جا سوئے
چونکہ اہل مجوس کے مذہب مین گاڑنا یا جلانا مردون کا جائز نہین ہی اسلیے بڑی بڑی احاطونمین
وہ اپنے مردون کو بکمال توقیر لباس اور کپڑے عمدہ پہنا کر رکھدیا کرتے ہین اور بڑی بڑی
گڈھ مردار خور سے اونکو کھلوایا کرتے ہین چونکہ وہ ضعیفہ اوسی شب کو مدفن مین پہنچائی گئی
تھی اور بوجہ عدم طلوع صبح اجتماع مردار خورونکا نہین ہوا تھا کہ یہ صاحبزادہ جو اونسے
کہین زیادہ تمہارا تھا ہی کو پھونچگیا تھا صبح ہوتے اہل مجوس جمع اور مُردیکو لیکر اوس احاطہ مین گئے
تو اوس زندہ کو کہ بہ از مردہ تھا دیکھا اور پکڑ لیا اور داد خواہ اپنے اہانت مذہب کے ہوے افسوس
یہ حال تباہ سنکر کمال قلق اور انفعال ہوا آخر کو اوسکے بانپے ڈانڈ بھرا اور سمجھونکو راضی
کیا اگرچہ شراب نوشیکا انجام اس سے کہین زیادہ ہوتا ہے مگر شامت اوس ناہنجار
اور بدکردار کی ضرور قابل یادگار ہے افسوس کہ مردمان تجربہ کار باوجود فہم بصیرت حسابرت
کرتے ہین اور مبتلاے آزار ہوتے ہین القصہ بعد تھوڑی قیام کے مین اصفہان سے
طہران کو گیا اور باوجودیکہ ایک برس کامل بوم غزوم کی روانگی سے مجھے گذر گیا تھا
پر جیسا چاہیے نفع نکلا تھا لہذا دل نے قبول نہ کیا کہ کسی کام کو جو بیفائدہ ہوا ہو ناتمام
چھوڑدون اسواسطے پھر اور عمدہ عمدہ گھوڑی جو ہماری ملک مین نہایت قوی اور مضبوط
بھم پہونچتی ہین خرید کیے اور ارادہ کیا کہ پہلے وطن کو جاؤن اور اہل وعیال کو ہمراہ لیکر
مشہد کا قصد کرون اور وہان سے بخارا مین لیجاکر گھوڑون کو فروخت کرون چنانچہ
بعد طے مراحل و قطع منازل چوتھی دسمبر ۱۹۲۶ کو بوم غزوم کو آیا اور سبکو صحیح وسلامت
پایا اور نہایت خوش ہوا کہ دوسرا بیٹا بھی صحیح الاعضا پیدا ہو چکا تھا اپنے پہونچنے کے
سات ہی مین نے ارادہ مشہد کا کیا مگر ایسے ہرج مرج خانگی پیش آے کہ جسکا ذکر فضول ہے


کوهستان
سمرقند
بخارا
۴۸
۴۷
۴۶
۴۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰



معین کیا اور بنظر فروخت گھوڑون کے مین نے خود چاہا کہ اصفہان تک ہو آؤن اور گھوڑونکو مفت مین نہ کھلاؤن چنانچہ اپنے اہل وعیال سے رخصت ہوا اور اپنی الہنا بکو مہیائے سفر رہنے کی صلاح دیکر پانچوین جون سنہ ۱۶۹۲ کو روانہ ہوا اصفہان وہ مقام ہی جہان بچپنے مین طالب علمی کرتا تھا اور بہت میرے دوست وآشنا تھے چنانچہ مع الخیر وارد اصفہان ہوا اور اپنے احباب قدیم سے ملاقات کرکے خوش ہوا بعد چندے ایک دوست نے جو نہایت مالدار وصاحب اعتبار تھا مجکو رقعہ لکھا کہ اونکی صاحبزادیکی شادی کتخدائی ہی مین بھی شریک ہون بکمال خوشی مین گیا اور بڑی دھوم دھام سے بصرف زر کثیر اوس صاحبزادیکی شادی ہوئی جس شب کو عروس گھر مین آئی رات کے بارہ بجے ہونگے کہ دفعتًا غل مچا کہ صاحبزادہ نہ معلوم کہان چلا گیا ہر چند تلاش کیا تمام گھر ڈہونڈہا مگر کہین سراغ نہ لگا وہ شادی کا گھر عزا خانہ ہوگیا اور رونا پیٹنا پڑ گیا تمام شہر مین مشعلین جلا جلاکر تمام آدمی تلاشی خانہ بخانہ دریافت کرتے پھرے اور راستون پر دوڑے لیکن کچہ نشان نہ ملا قریب دوپہر کے چند اشخاص جو جانب کوتوالی گئے تھے اونھون نے دیکھا کہ صاحبزادہ دہان لباس فاخرہ عروسانہ پہنے گرفتار ہے دوڑتے ہوے میرے دوست کے پاس آے وہ ماتم زدہ بیتابانہ دوڑا اور مین بھی اوسکے ساتھ ہی گیا معلوم ہوا کہ اوس رات کو خوشی کے عالم مین شراب پی اور جب نشہ غالب ہوا اور عقل وفہم پر زوال آگیا تو اپنے کمرہ شب خوابی مین جانیکا ارادہ پر اوٹھا اور کسیطرح باہر نکل پڑا ہوا سرد نے جو بدن پر اثر کیا اور بھی جوش خوشی کا ٹھنڈا ہوا اور اوسی حالت بیخودی مین قبرستان گبر مین جا نکلا ایک عورت مردہ کو جو اوسی شب کو موافق دستور اہل مجوس اوس احاطہ مین رکھی تھی اپنی

سم تبسم اصفہان

وزمن شراب فروشی

اور کچھ عجب نہین کہ مال مفت کا سنکر سب کا دانت لگیگا اسواسطے مین نے اوسیجگہ دوسرا
بغلہ کیا اور سب نوکرونکو ہنسی خوشی رخصت کیا اور اپنا مال لیکر مین دسوین مہینے
آٹھوین نومبر ۱۸۱۶ء کو اپنے گھر پہونچا اور سبکو شاد خورم دیکھکر نہایت مسرور ہوا
مگر بھائیونکے مفت جان کھونے سے عجب ماتم میرے خاندان مین رہا جبکہ اوس
رنج والم سے فراغت حاصل ہوئی تو مین نے اوس صندوقکو بھی صاف کیا قسمت کی
خوبی سے دو چھوٹی چھوٹی صندوقچی اوسمین سے نکلے جنمین زیورات مردانہ تھا اگر ایک
ایک کو مین خراج سلطنت کہون تو بجا ہے اور دولت ہفت اقلیم سے اونکو تعبیر کرون
تو سزاوار ہے دو ہیرے اسقدر بڑے بڑے تھے جس سے میرا سارا گھر روشن ہوگیا
اپنی محنت وصبر کا عوض مین نے درگاہ معبود حقیقی سے پایا اور سجدات شکر بجا لایا بہت
فارغ البالی سے بسر کرنے لگا مگر افسوس یہ تھا کہ وہ ہیرے اوس ملک مین لایق
فروخت کے نہ تھے اور ظاہر ہے کہ اونکو بجز بادشاہ کے کون خرید کرسکتا تھا اور اگر ذرا
بھی سُن گُن اون ہیرونکی میری پاس ہونیکی لوگون کے کان تک جاتی بادشاہ
تک پہونچتی تو ضرور وہ چھین جاتے اور کیا عجب کہ مال اور دولت مفت برباد ہوتا اسواسطے
مین نے پوشیدہ کیا اونکا ملنا میرے کام نہ آیا تھوڑے دنکے بعد ارادہ کیا کہ مین اس
مقام کو چھوڑکر مشہد مین جو نہایت خوب جگہ ہمارے ملک کی ہے قیام کرون اوس
ارادہ سے مین نے گھوڑے خریدکیے اور اونکی تجارت کے بہانے سے مع اہل وعیال
سفر کرنا چاہا میری زوجہ کے والدین نے جو یہ سنا مانع ہوے اور بڑا عذر یہ پیش کیا
کہ میری اہلخانہ حاملہ ہے اور بدون وضع حمل جانا مناسب نہین ہے لاچار مین نے قصد سفر
معطل رکھا تو بھی ایک کوٹھی تجارت کی مشہد مین مقرر کی اور ایکگماشتہ لایق مقرر کرکے مین نے وہان

عین المال مفت برباد ہوئی لیکن مجکو اور جو نشانات یاد تھی اونسی ثابت ہوا کہ ہنوز وہ
زمین بچی ہوئی ہے شدہ شدہ میری باؤلی کی چوب نظر آئی جس سے کمال دلجمعی ہوئی
اور یقین ہوا کہ ہنوز اور کسی آدمی کا گذر بھی نہین ہوا الغرض مین اوسجگہ پہونچا وغلہ اور
دوسرا سب سامان جیسا مینے رکھا تھا ویسا ہی پایا اور اپنے ہمراہیونکو دکھایا اونکو کمال
حیرت تھی کہ مین کیونکر وہان رہا اور کسطرح زندہ بچا آخرش تیسرے روز مینے اوس در
تہ خانہ کو بھی ڈہونڈ نکالا اور وہ زینہ طلائی جسپر میرا دانت تھا تہ خانہ سے باہر نکال کر اوسکی
سلاخونکو جدا جدا کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے صندوقون مین جو اوسی تہ خانہ مین رکھے
ہوے تھے بہرا اور زینہ کے تختونکو بھی مین نے علحدہ کیا وکشتی مین جمع کیا کہ وہ بھی
نہایت قیمتی تھے باقی کو مینے اپنے ہمراہیونپر وقف کیا کہ جو جسکے نصیب کا ہو لیلے
مجکو اوسمین کچھہ دعوے نہین ہی جو ڈہونڈ کر نکالے گا وہ اوسیکا مال ہوگا مثل
مشہور ہی کہ مال مفت دل بیرحم چنانچہ اس مثل کی تصدیق مجکو اوس مقام پر ہوئی
ہر ایک نے بڑی بڑی جفاکشی کی اور اوس کمرہ مسمار شدہ کی جو تمام مٹی سرکائی
تو ایک چوکھٹ جو نری چاندی کی تھی برآمد ہوئی کہ وہ خلاصیون اور میری نوکرون
نے بجھہ مساوی بانٹی ایک صندوق جو باقی رہگیا تھا اور اوسمین سوای بوسیدہ
برادی کے کچھہ معلوم نہوتا تھا کسینے نہ چھوا آخر مین اوسکو بھی اوٹھالایا وجسطرح پر
لایا تھا اوسطرح اوسکو بھی مین نے رکھلیا نہ اوسکو کھولا نہ اوسکو جھاڑا اور سیا تو مین روز
اوس لوٹ سے فراغت پائی پھر عدن کو روانہ ہوا اور کھان تک لشکر پروردگار
کا ادا کرون کہ مین بہت جلد عدن کے سامنی آیا مینے خیال کیا کہ اگر شہر مین جاؤن
اور چندے وہان رہون تو حضرات عرب کی ہاتہ سے ضرور آزار اوٹھاؤن گا

زیادہ ہوا کہ عدن مین ملے تھے یہ سنکر مجھی نہایت تشویش ہوئی کیونکہ مین جانتا تھا
کہ وہ ہندوستان کو گئی ہین قصہ مختصر جوش محبت نے مجکو اونکی حال کے انکشاف پر ایسا
مجبور کیا کہ مین مجنون وار اونکی حالات کے دریافت مین کوشش کرتا تھا اور جس جہاز
پر وہ سوار ہوکے روانہ ہوے تھے اوسکا پتا پوچھتا تھا آخر ہوتے ہوتے چار مہینے کے بعد
معلوم ہوا کہ وہ جہاز بھی نہین لوٹا و ہندسے جو لوگ آے تھے اونھون نے بھی کچھ
پتا نہ دیا تو مین نے ارادہ کیا کہ عدن کو جاؤن اور حال مفصل خود دریافت کرون
چنانچہ آٹھوین جنوری ۱۸۸۶ء کو روانہ ہوا اور مع الخیر عدن مین پہونچکر جہان اونکا
فروکش ہونا سنا تھا گیا اوسوقت مجکو اونکے خام خیالی پر آگاہی ہوئی کہ وہ جانب
ابی سینیا بحر احمر مین ہوکر تلاش اوس تہ خانے کے جہان سے مین سونا لایا تھا اور مجھ
ناشنے نے اونکو مطلع کیا تھا گئے تھے آخر کار جہاز برباد ہوا اور سب کے سب ساحل سوت سے
ہمکنار ہوے کیا کہون کیا صدمہ اور تردد اوسوقت ہوا حالانکہ وہ سب بی فائدہ تھا
اور اسکے اظہار مین مجکو بھی خجالت ہی کہ طمع نے پھر میری خاطر پر اثر کیا اور ایک مرتبہ
پھر اوس جگہ تک جانے پر مجکو مجبور کیا آخر ش بلا اظہار اپنے ارادہ کے مین نے صوبہ مہ
لکھا اور خط مین مندرج کرکے اپنی بی بی کے پاس بھجوایا اور اس قصد پر کہ یا تن رسد بجانان
یا جان زتن برآید جتیے جی گفن پھنکر خاص ایک چھوٹا سا بغلہ اپنے واسطے کیا اور قصد حج کا
ظاہر کرکے روانہ ہوا پہلے تجربہ سے بخوبی معلوم تھا کہ وہ جزیرہ کہان ہے غرض بہ توکل
الٰہی بلا پیش ہونے کسی مصیبت کی مین قریب اوس جزیرہ کے پہونچگیا اور مع الخیر
اوترا مگر نہ اوس درخت کا کہ جسپر مین مہینون رہا تھا پتا ملا نہ وہان کی زمین نظر آئی تب تو
مجکو دھڑکا ہوا کہ شاید وہ تہ خانہ بھی بہ گیا اور دریاے شور مین سما گیا اور محنت و مشقت معہ

پدری سے خارج ہے آخر وہی جائداد کہ جو والد نے تمکو دی مایہ بضاعت ہی اور جو کچھ
تمکو ہاتہ لگا اوسی سے ملا ہے اور وہ بھی لایق تقسیم ہے مین نے عرض کیا کہ مین نے
اس امر کا فیصلہ بڑے بھائی پر رکھا جو وہ فرمائین گے ہم دونون بجا لائین گے اس سے
کہنے سے عصہ منجھلی بھائیصاحب کا کم ہوا اور اونھون نے تبریز کو خط لکھکر بھائیصاحب کو بھی
آمادہ کیا کہ چنانچہ وہ خود تشریف لاے بعد مدت کے مین نے اونکو دیکھکر بڑی خوشی کی
اور حقیقت مین میری خوشی درست تھی ہفتہ عشرہ کے بعد ایک وقت مین بھائیصاحب کے
پاس بیٹھا ہوا تھا کہ منجھلے بھائیصاحب نے پھر مذکور تقسیم ترکہ کا کیا مین نے وہی جواب دیا کہ
بھائیصاحب جو فرمائین ہم رضامند ہین اور عمل مین لائین گے بھائیصاحب نے منجھلے بھائی
کی تائید کی مین نے بھی برغبت تمام اوسپر عمل کیا و بلارد و بدل اوسدن تک کا حساب و
کتاب کرکے اونکے سامنے رکھدیا ایک ثلث مال اون صاحبون نے مجھے عنایت کیا و دو ثلث
خود لیا اسقدر دولت کا بلا وقت ہاتہ آنا ہمیشہ آدمی کو سزاوار نہین ہوتا کیونکہ جو چیز
بلا وقت ہاتہ آتی ہے اوسکی قدر و منزلت بہت کم ہوتی ہے بڑے بھائیصاحب کو
نوکری کی پرواہ باقی نرہی اسلیے اونھون نے پھر تبریز کا جانا پسند نہ کیا اور ہندوستان کا
عزم بالجزم کیا ایکروز مجھسے ذکر کیا کہ بہتر ہوگا تم بھی ہندوستان کو چلو مین نے
جواب دیا کہ مین کیا کیا مصیبتین سفر کی نہین اوٹھا چکا جو پھر اوسکی ہوس کرون اور پھر
سفر گوارا کرون میرے اس جواب کو اونھون نے پسند نہین کیا اور خود دونون
برگوار روانہ ہوے اوسپر زمانہ دو برس کا گذر گیا اور اس درمیان مین میرے
گھر لڑکا بھی پیدا ہوا اوسکی عمر ڈیڑہ برس کی ہو چکی تھی کہ چند دوست میری ملاقات
کو آئے اور عند المذکور اونھون نے مجھسے بیان کیا کہ تمہارے دونون بھائی ہمکو ایک برس سے

سفر سے آنے مقبول کی مراجعت

پھونچا اور متاسف ہوا کہ پہلی سی رونق جو مین نے دیکھی تھی وہ اوس آتش زدگی کے بعد جو
میرے خرابی کے باعث ہوئی تھی نہ پائی اور جلد خاص ایک کشتی کرکے مین سبدہا یوم عود
کو روانہ ہوا اور مع الخیر و عافیت پانچوین جنوری ۱۸۵۵ء کو اپنے گھر کو پھونچا اوسوقت
کے میرے دلکی خوشی کبھی فراموش نہوگی کہ بعد اوس مدت کے جو مین اپنے گھر گیا تو وہ
ساری خطرات جو والدین کی زیست کی بارہ مین محظور ہوی تھے سراپا غلط نکلے اور
والدین کو مین نے صحیح وسالم پایا مین نے و والدین نے اپنی اپنی کو نحنا و بحمدہا التہ والدین
میرے بہت ضعیف ہوگئی تھے اور یعقوب وار دیدہ انتظار اونکی سفید ہوگئی تھے لیکن مجکو اچھا
و کامیاب پاکر نہایت خوش ہوے اوسوقت کے کلمات شفقت آمیز والدہ کے اور
داستان اپنے اوکار بیشمار و تردد و اضطرار کے مدت العمر مجھے یادگار ہین میرا اوسوقت
پینتالیس برس سے متجاوز ہوگیا تہا اور میری والد کا سن شریف اوناسی سال کا تھا
کہ میرے پھونچنے کی خبر سنکر میرے منجھلے بھائی آے اور ہم لوگ مل جل کر ایک سال
نہایت خوش و خورم رہی دوسرے برس میری والد نے سفر آخرت کا کیا اونکی رنج و غم
مین والدہ نے ایک مہینے کے بعد انتقال فرمایا تین مہینے ہم دونون بھائی ساتہ رہی
چوتھے مہینے مین نے شادی اپنی کف مین کی اور نیک بی بی پانے سے میری دلجمعی ہوئی
پھر مین فراغت سے اپنا کام کاج کرنے لگا ایکروز منجھلے بھائی نے مجھسے درخواست کی
کہ مال متروکہ کو تقسیم کرنا چاہیے مجکو کیا عذر تھا مین نے جواب دیا کہ مجکو جو کچہ ملا ہے
وہی کافی ہی والد کا مال آپکو مبارک ہو مجھے جو کچہ والد نے خود عنایت فرماکے سفر کو
روانہ کیا تہا اوسیقدر بس ہے یہ کہنا میرا مین نہین جانتا کہ میرے بھائی کو کیون
گران گذرا اونھون نے فرمایا کہ جو کچہ مینے کمایا اسکے کیا معنی اور وہ کیونکر متروکہ

اوس ملک کی ہین باشندی وہانکے سیاہ فام و بعض بعض سپید رنگ و اکثر سرخ رنگ کے
بھی ہین جو قدیم اہل امریکہ کی رنگت مسی سے مشابہت رکھتی ہی پس معلوم ہوتا ہے کہ جب
خبگلی نے تمھاری مدارات کی وہ دامن جبل القمر کے رہنے والون سی ہوگا اور سیطرح
تنہا نکل آیا ہوگا قصہ مختصر دوسری شام تک مرمت جہاز کے بخوبی ہوگئی تیسری صبح
گیارہوین نومبر ۱۶۸۴ء کو کپتان جہاز نے لنگر اوٹھایا اور میری نہایت خاطرداری کی
اور کمال اطمینان اور عافیت سے عدن مین پہونچایا اور خود بھی بہ غرض فراہم کرنے
ضروریات کے متوقف ہوا مین نے عدن مین ایک مکان کرایہ پر لیا اور اپنا اسباب
اتار کر دو ہزار روپیہ کپتان جہاز کے نذر کیا کپتان مذکور نے نہایت خوشی سی قبول کیا
بعد ایک عشرہ کے کپتان جانب ہندوستان کے روانہ ہوا چلتے وقت کپتان جہاز نے
پھر مجکو بہت ترغیب دی کہ مین بھی ہندوستان کو چلون و فرمایا کہ اوس ملک مین
اگرچہ اہل فرانس تجارت کی غرض سے عرصہ ہوا کہ جایا کرتے تھے اور منافع کثیر
اوٹھاتی تھے مگر ہم لوگ صرف چند برسونسی مندراس کو جو ہندوستان کے دکھن
کی حصہ کے پچھم طرف کو سمندر سی پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ہے آیا جایا کرتے ہین
و گرم بازاری تجارت کی دیکھتی ہین اگر تم چلو تو یقیناً بہت خوش ہوگے لیکن مین ایسا
بیدل ہوگیا تھا کہ بجز وطن کی یاد کے اور کچھ کام نہین تھا اور غالب ہی کہ جو کوئی
سنے گا قبول کریگا کہ میرا قصد وطن کا درست تھا اسواسطے کہ سفر کو پچیس سال کا
عرصہ گذر چکا تھا نہ مجکو میرے والدین کا حال معلوم تھا نہ اونکو میری خبر تھی غرض
دو ہفتہ کے بعد ایک جہاز بصرہ کو جاتا تھا مین بھی سوار ہوا اور جو اذیت طوفان
کی مین نے اس مرتبہ اوٹھائی تھی وہ بھی مجھے یاد رہے گی مگر غنیمت یہ ہے کہ مع الخیر مین بصرہ مین

اوسنے خود ہی مجکو پہچانا اور کچہ متردد ہو کر پھر اپنے جہاز پر چلا گیا اور پھر جلد آکر میرا نام لیکر پکارا مین متحیر ہوا آخر کو اوسنے نام خواجہ بشیر کا لیا تو مجھے یاد آیا کہ مین اسی کپتان کے ساتہ سوئیز سے جزیرہ سسلی کو گیا تھا اوسوقت تو مجھے نہایت اطمینان حاصل ہوا اور کپتان نے مجھے اپنے اسباب کی بار کرنے کی اجازت دی چنانچہ مین نے اپنی بضاعت باعانت خلاصیون جہاز کے لاکر لادے و مطمئن ہوا کپتان جہاز پھر دو پھر کی بعد جہاز سے اترا اوسکی ہمراہ اور کئے شخص وہین ہو کر جزیرہ مین شام تک پھرا کیے دوسرے روز بھی پھر وہان ہم سب رہے اور صبح سے شام تک اوس جزیرہ مین پھرا کیے کپتان جہاز نے دیکھہ بھال کر مجھسے کہا کہ یہ جزیرہ چند روز مین برباد ہو جائیگا اسواسطے کہ ندی کا پانی جو زور سے گرتا ہے نیچے نیچے مٹی کو ہر روز کم کرتا ہے اور کبھی کبھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے اوپر بھی پانی چڑہ آتا ہے اور غالبا کبھی یہ جزیرہ بالکل پانی مین ڈوبا تھا یا قریب ڈوبنی کی ہوا ہے اسواسطے ویران ہو گیا ہے والا ممکن نہ تھا کہ ایسی شاداب زمین یون پڑی رہے اسواسطے کہ پہاڑ جو نظر آتا ہی وہ سرحد آبی سسینیا کا ہی کہ جو ایک قدیم مستقل سلطنت ہی اور سی دکھن کو طول اوسکا چھ سو میل کا ہی پورب سے پچھم کو عرض پانسو میل کا ہی و خلیج عرب اوسکے پورب کے سرحد پر ہی اور اوتری سرحد ملک سنار سی ملی ہوئی ہی و دکھن کیجانب ملک کلاس ہی اور مشہور ہے کہ وجود اس ملک کا بہت روز تک مخفی رہا اہل پورپ نے تھوڑی ہی دن ہوے کہ اس ملک کا کھوج پایا ہے و پہاڑونکے دو بڑے سلسلہ اوتر سے دکھن کو اس ملک مین گئے ہین اور چھوٹے چھوٹے پہاڑ بھی اکثر ہین دیای نیل اس ملک سے ہو کر مصر کو گیا ہے و نارسن و اناز و دو ندیان اور بھی اس ملک مین مشہور ہین و گوندارانا لوایڈورڈ انکر تو ہم بڑے شہر

پتیالہ ہے ساتھی اس خیال کے یہ بھی تصور ہوا کہ مبادا کسی سنگدل کا جہاز منہوا اور مجھ
آفت مین ڈالے تو بھی مین نے بامید خلاصی جلدی سے چقماق سے آگ نکالکر روشن کی
اور لکڑیون مین جو جمع کین تھین یکبارگی آگ دی کہ وہ جلنے لگین اور بڑی بڑے
شعلہ اوس آگ سی بلند ہوے اور مینے بندوقین بکر چھوڑنی شروع کین اور دوربین
سے برابر دیکھتا رہا میرے بندوق کی آواز پر جہاز سے توپ چھوٹی تب تو میری
جان مین جان آئی اور یقین ہوا کہ گو کسی ملک کا جہاز ہو مگر ناخدا اوسکا انگریز ہے
دوربین کے ذریعہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اہل جہاز نے ہماری آگ کو بخوبی دیکھ لیا
مگر جہاز اونکی خود حیثیار سی باہر تھا مین برابر بیٹھا ہوا دوربین لگائی دیکھا کیا
دو بجی ہوا بدل گئی اور اگرچہ شدت مین کچھ فرق نہین ہوا مگر پورب کی ہوا ہوگئی
اور وہ ایسی میرے واسطے مفید ہوئی کہ جیسے گولہ توپ کا نکلکر نشانے پر لگتا ہے
بلی قصد ناخدا جہاز کے وہ جہاز میرے جہاز کے نہایت قریب آگیا اور طوفان بھی
کم ہوگیا زمین کو دیکھکر ناخدا نے فورًا لنگر کیا مین از خود رفتہ ہوکر دوڑا اور ہر
طریق سے اہل جہاز کو دلاسا دینا شروع کیا مگر جہاز پر سب انگریز تھے وہ میرا کہنا
نہ سمجھتے تھے یہان تک کہ رات ہوگئی بقیہ لکڑی بھی مین نے جلائین اور خوب
روشنی کی بعد مدت کے جو صورت ہمجنسونکے دیکھی تھی اور امید رہائی کی بندہی تھی
اوس شوق مین نیند اور بھوک دونون کہان تھین رات بھر مین بیٹھا رہا صبح ہوتی
ہی کپتان جہاز زمین پر اوترکے آیا مینے نہایت تعظیم سے سلام کیا اور انگور وغیرہ
میوہ جو کچھ میرے پاس جمع تھا بطور تحفہ پیش کیا اور باسی گوشت بھی حاضر کیا
کپتان جہاز نے بہت خوشی سے قبول کیا اور اگرچہ مین نے اوسکو نہین پہچانا مگر

ہوتی ہی ہوا بہت سخت ہوئی اور امواج دریا بلندی و پستی دکھلانے لگی مین جانتا تھا
کہ میری کشتی جو زنگ کھائی ہوئی بخیرون سے بند ہی ہوئی ہے ٹوٹنا چاہتی ہے اور جہان
یہ ڈر تھا وہان یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ کیا عجب کوئی جہاز اسطرف بھی آجاے اسی
امید و بیم مین تھوڑی دیر مین وہ طوفان جاتا رہا اور اس خیال کو بھی ایک مہینا
کامل گذر گیا و مخلصی کی کوئی تدبیر نہ بن پڑی ظاہر ہے کہ مین کیا تدبیر کرتا کہ سمندر سے
پار ہوتا ایک آدمی کے مقدور سے باہر ہے اور اپنا تردد و اضطرار بیان کرنا اسوقت
ناگوار پھر اوسوقت جو دلپر صدمہ گذرتا تھا کیونکر بیان ہوسکتا ہی اور بغیر چلے پھرے بھی
کچھ بس نہ تھا اتنا اور سوچا کہ انبار لکڑیونکا جمع کرنا چاہیے اور جب کوئی جہاز اودھر سے
گذری تو اسمین آگ دیکر بڑی روشنی کرنا چاہیے تا اہل جہاز انسان کا ہونا خیال کرین
اور برسر رحم آئین اسواسطے ہر روز ایک بوجھ لکڑیونکا بھی جمع کرتا اور سکھلا سکھلا کر
ایکبار رکھتا جاتا تھا حسب معمول ایکدن صحرا مین پھر رہا تھا کہ آثار آندہی کے معلوم ہوے
مین دوڑتا ہوا اپنے مسکن کے پاس آیا اور میرے پہونچتے ہی سخت طوفان اوٹھا اور ساعت
بساعت زیادہ ہوتا گیا یہان تک کہ رات ہوگئی اور نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ کشتی کا خیال
دل سے جاتا رہا اور سو گیا فجر کو جو آنکھ کھلی اور طوفان کی وہی شدت پائی تو یقین ہوا
کہ کشتی بالضرور ٹوٹ گئی ہوگی و گھبرا کے جلد باہر آیا و ٹیلے پر چڑھ گیا فضل الہی سے کشتی کو
سلامت دیکھکر شکر کیا اور دوربین لگا کر دیکھنے لگا تو دیکھا ایک جہاز بڑی روز سے میری
طرف کو چلا آتا ہے یہ دیکھتے ہی مین باغ باغ ہوگیا اور دوڑتا ہوا اپنے ٹوٹے جہاز تک
پہونچا اور چھت پر جا کر کھڑا ہوا پھر مین نے اپنی جان جوکھم کرکے ارادہ کیا کہ تن بہ تقدیر
جو ہو سو ہو اپنی کشتیکو ایک ہی مرتبہ کھولدون لیکن دودہ کا جلا مٹھا پھونک پھونک

کشتی کو کھولون اور جو صندوق لادنے سے رہگئے ہین مین اونکو جہان کے تھان چھوڑ
دون جھٹ پٹ کھڑے ہوکر چار پانچ فیر بندوق کے کیے اور کشتی کو دریا مین ڈالا مگر
افسوس اہل جہاز نے مطلق خیال نہین کیا بلکہ اونکو اندیشہ ہوا کہ کوئی لوٹیر سے جمع ہین
اسواسطے اپنے جہاز کو چستی و چالاکی سے بادبان متواتر لگا اور اڑانا شروع کیا مین نے
ہرچند کوشش کی کہ اپنی کشتی پہونچا سکون تو اون تک پہونچاؤن مگر مانند غلولہ
توپ کے وہ جہاز نکل گیا اور مجکو کچہ فائدہ نہوا لاچار ہوکر واپس آیا پھر بیٹھہ رہا اس
ماجرا سے جسقدر یاس ہوا اوسیقدر امید بھی ہوئی کہ کوئی نہ کوئی صورت رہائی کی
ظاہر ہوگی وہر وقت منتظر آمد جہاز کا رہنے لگا و بخوبی یقین ہوگیا کہ وہ مقام جہاز ونکا
گذرگاہ ہے و بقیہ صندوقونکو بھی رفتہ رفتہ مینے خالے کیا اور اپنی چھوٹی کشتی پر
لیجاکر صندوقونکو ٹاٹ سے بذریعہ پرگون کے منڈہا اور جلی قلم سے اپنا نام و نشان
و پتہ اوپر لکھا و کشتی پر موقع سے رکھکر بہ مضبوطی تمام باندہ دیا اور کئے موٹی موٹی
زنجیرون سے جہاز مین لٹکا دیا اور یک مہینہ ہر روز انتظار کرتا رہا اور دن بھر مین
سو سو مرتبہ جہاز کی چہت پر دوربین لگا لگاکر دیکھا کیا اور کبھی ٹیلے پر سے نگاہ
دوڑاتا رہا پر کوئی جہاز نظر نہ آیا پھر زہن مین گذرا کہ بغیر طوفان کے شاید جہاز
میرے متصل سے نہین گذرتا اس خیال سے پھر مایوس ہوکر خاموش ہورہا
اور حسب معمول سابق ادہر اودہر آنے جانے لگا و مخلصی سے یاس کلی ہوا ایکدن
رات کو مین سورہا تہا کہ آندہی کی سنسناہٹ سے جاگا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید
طوفان آئے اور میری چھوٹی کشتی طوفان مین بھہ جاے یند جاتی رہی اور
اوہام باطلہ سے طبیعت پر پریشان ہوئی اسی تردد و اضطرار مین رات گذری صبحکو

جو جہاز پر چلنے پھرتے ہونگے ڈر معلوم ہوتا تھا کہ دفعتًا توپ کی آواز آئی آواز سنتے ہی
دل پر میرے امید و بیم نے محاصرہ کیا کبھی تو خیال کرتا تھا کہ وہی لوٹیرے تو نہون
جنکے قید ایک دفعہ اوٹھا چکا ہون اور مجھے دیکھہ پائین و پکڑ کر لیجائین کبھی سوچتا تھا
کہ شاید مسافر ہون کہ ذریعہ میرے رہائی کے ہون بہرحال اوٹھکر دوربین کے ذریعہ سے
دیکھا کہ بہت دور دو جہاز جاتے ہین ایک جہاز پیچھے ہے اور اوسکے بہت آگے ایک
دوسرا جہاز ہے جسے میرے مکان کے سامنے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ سے نکلنے والا ہی مگر
اگلے جہاز کو موج دریا تہ و بالا کرتی ہے اسواسطے جہاز والے توپ چھوڑ چھوڑ پچھلے
جہاز والون سے پناہ مانگتے ہین مگر وہ جہاز خود بے قابو ہو رہا تھا اور کسیطرح اونکی
حمایت نہین کرسکتا تھا اوسوقت مجکو اپنا افسانہ یاد آیا اور اونکی بیچارگی پر دل جلتا
تھا افسوس میرا کیا قابو تھا لاچار دیکھا کیا آخر جہاز بڑے زور سے میری دیکھتے دیکھتے
نکل گیا یہ بین نہین کہ سکتا وہ آگے جاکے سنبھل گیا یا ٹوٹ گیا لیکن پچھلے جہاز کو نہین
دیکھا کہ لنگر کیا گیا اور یقین کیا کہ اوسمین کچھہ نقصان پہونچا ہے قریب شام طوفان
کم ہوگیا تو بھی وہ جہاز جہان ٹھہرا ہوا تھا وہان سے نہ سرکا تو امید قوی ہوئی کہ
خواہ مخواہ وہ جہاز جو ٹھہرا ہوا ہے میرے سامنی سے گذری گا اسواسطے با امید اپنی
رہائی کے مین نے اپنی صندوق جو پر از جواہر و طلا تھی چھوٹی کشتی پر لادنی کا قصد کیا
اور رہڑ پر ایک ایک کرکے لادا اور گھسیٹ گھسیٹ کر کشتی پر پہونچایا مگر کشتی پر صندوق
بھرا ہوا چڑہانا دشوار تھا اسواسطے مین نے پہلے ایک صندوق کو کشتی پر رکھا اور
رفتہ رفتہ مال کو اوسمین پھر احتیاط سے رکھکر بند کیا اسمین صبح ہوگئی اور پھر
آواز توپ کی سنائی دی معلوم ہوا کہ وہ جہاز آتا ہے مینی بھی جلدی کی کہ اپنی

دوسری گاے کی گرفتاری مین ساعی ہوا اتفاقًا ایک گاے معہ بچہ کے گرفتار
ہوئی اور ہلاکر مین اوسکو بھی لایا چھ مویشی جنمین دو بیل میرے مددگار اور دو گاے
اور دو بچہ میرے پاس کھانیوالے تھے شکر پروردگار کا کرتا تھا کہ اوس جنگل مین یہ مجھ
مجکو حاصل تھا کھانیکو دو وہ شہد گندم جو مٹر عمدہ گوشت وگھی اور جلانیکو
چربی اوڑھنی اور بچھانیکو عمدہ عمدہ چمڑے مگر ہان لباس وہی تھا جو جہاز سے
ملا تھا یا دو تین پوستین مین نے بناے تھے یہ سب کچھ تھا اور ڈر و دہشت کسی
طرح کی نہ تھی تو بھی بمقتضاے پای در زنجیر پیش دوستان بہ کہ با بیگانگان در بوستان
میرے دلکو اوچاٹ رکھتا اور اپنی بیکسی پر سخت گھبراتا اور کسی منصوبہ کی پیش رفت
ہونے سے کبھی کبھی جان دینے پر آمادہ ہوتا اور نہایت متردد رہتا تھا کہ مین کیا
کرون اور کونسی تدبیر رہائی کی کرون ایکروز خیال آیا اوس کشتی کو جسنے میریجان
بچائی تھی ٹوٹے جہاز کیطرف لاؤن کہ شاید بخت یاوری کرے و کوئی جہاز
اس راہ سے گذرے تو مین بذریعہ اوس کشتی کی جہاز تک پہونچون چنانچہ مین نے
جہاز سے دو بڑے بڑے ڈنڈے کشتی رانی کے نکالے اور اپنے کاندہو پر رکھکر
اوس چھوٹی کشتی تک پہونچا اور دریا مین بہاکر لیچلا اور کنارے کنارے اوسکو
بہت دور تک لاکر قریب شام کے باندہ دیا اسیطرح ایک ہفتہ مین اوس کشتیکو
جہاز تک لایا اوسی حالت مین بے یار و مددگار تین مہینے اور گذری کہ ایک روز
نہایت تند ہوا چل رہی تھی اور طوفان عظیم سے سمندر کو تلاطم ہو رہا تھا گویا
جہاز خشکی مین بالو پر پڑا ہوا تھا اور کشتی اوسمین مضبوط باندہی ہوئی تھی اور مطلق
اندیشہ نہ تھا کہ اوس طوفان مجھے کچھ گزند پہونچے گا تو بھی اون لوگونکے خیال مین

دل لگا کر پھر مینے جوتا و بویا اوس سے فراغت کرکے دروازہ کے بند کرنے پر
پھر تُلا اور بڑی احتیاط سے رفتہ رفتہ ایک مہینے مین مین نے بند کیا تو بھی یہ ڈر رہا کہ
اگر دریا طغیانی کریگا تو یہ خیال باطل ہوے گا اور دروازہ خود بخود کھلجاے گا
بھر حال میری زراعت تیار ہوئی اور اوس مرتبہ بہت کچھ پیداوار ہوئی جو
گندم مٹر کے انبار لگ گئے اور اپنے وقت پر چقندر و شلجم بھی بہت
پیدا ہوا میرے بیل و گاے شلجم خوب کھاتے تھے اور چونکہ غلہ کا کھانیوالا ابھی
بجز میرے کوئی نہ تھا اسواسطے بے دریغ اپنے جانورونکو کھلاتا تھا تو بھی کھان
تک صرف ہوتا افسوس غلہ رکھنے کے واسطے کوئی برتن نہ تھا پھلے کے بوری بھے
بھرے ہوے تھے ٹاٹ کا بنانا بڑی دقت کا کام تھا اسواسطے مین نے چاہا کہ
کھتا کھودون اور اوسمین غلہ کو بھر دون یہ تدبیر بورے بنانے سے آسان
معلوم ہوئی اسواسطے مینے بڑے بڑے کھتے کھودے پھلے بھوسہ بھر کے اوپر سے
غلہ رکھا اور پھر بھوسہ ڈالکر بڑی ہوشیاری سے بڑی بڑی لکڑیان کھتے پر
بچھا دین اور اوپر چھوٹی چھوٹی لکڑیان ڈالین اور پھر پتلے پتلے جھانکر رکھے اور مٹی
ڈالنا شروع کیا اور زمین سے بلند کر دیا کہ بارش مین پانی کا اثر نہو اور پھر
بھوس کے چھپر بنا بنا کر خاطر خواہ محفوظ کیا اوسی عرصہ مین گاے کا دودھ دینا
موقوف ہوگیا اسواسطے مین نے چاہا کہ اوسکو گابھن کرون جس مقام پر اکثر گاے
و بیل جنگل مین آیا کرتے تھے ایک بڑے رسے مین مضبوط درخت مین باندھ دیا
اور کئے روز مین دانہ و بھوسہ اوسکو دی آیا ایک ہفتہ مین مجھے یقین ہوگیا کہ وہ
گابھن ہوگئی اسواسطے پھر گھر پر لایا لیکن یہ انتظار کہ وہ بچہ جنے دشوار ہوے اور

لایا اور شامون شام چرخی گاڑکر رسیکو اوسپر رکھا اور اپنے ارادہ پر کامیاب ہوا
مگر گھر تک صندوق کا لانا ناممکن اور دشوار تھا اسواسطے ایک درخت کو کاٹ کر
مین نے دو پہیے بناے اور دو لکڑیون کو طول مین رکھکر ایک سرا دونون کا مضبوط
کیل سے جڑ دیا اور دوسرا سرا فراخ رکھکر عرض مین ایک گول لکڑی جڑ دی جس سے
ایک خوشکل مثلث پیدا ہوئی غرض گول لکڑیمین پھٹی پھنائی اور دوسری سری پر عرض
مین ایک لکڑی لگاکر بیلون کے لگانیکا معقول بندوبست کیا اور ایک مہینے
مین اس کام سے فارغ ہوکر رہڑو کو لیکر خیمہ پر پہونچا اور صندوق کو سرکا کر رکھدیا
اور اندر اوترکے ٹوٹے ہوے صندوق مین تھوڑے تھوڑے برتن رکھ رکھکر
بذریعہ چرخی کے کھینچنا شروع کیا یہان تک کہ دن بھر مین کل برتن نکالکر لایا اور
اور پھر صندوق مین باحتیاط پہونچاکر شام کیوقت اپنی جھوپڑی مین جسکو اب
دولت سرا کہون تو بجا اور ایوان نوشیروان سے مناسبت دون تو سزا تھا
جا پہونچا اور کھلے ہوے اپنے بنگلہ مین اوس صندوقکو جاکر رکھدیا دوسری روز
پھر جاکر ظروف سنگی کا بھی صندوق بدستور اول اوٹھا لایا اور تیسرے دن تلوار ونکے
صندوقکو نکالا و چوتھے روز اشرفیونکی صندوقکو نکالا و پانچوین روز روپیہ کا
صندوق بھی لاکر فارغ ہوا پھر اوسمین جانیکا ارادہ نکیا بلکہ یہ خیال محال دلمین آیا
کہ اگر یہان سے نجات پاؤن اور جو کچھ مال ملا ہے اسکو گھر پہونچا سکون تو پھر
آیندہ کو باقی رہا سہا بھی ہتیاؤن اسواسطے مینے چاہا کہ دروازہ پر دفینہ کو بند
کرون اور ایسا مخفی کرون کہ پھر کسیکو نظر نہ آے اور بغیر میرے نشاندہے
کے کوئی اوسکو نہ پاے لیکن اسمین موسم کھیتے کا آگیا اور وہ ارادہ پورا نہو سکا

ہوئی تھی اور شمع پر آزمانے سے معلوم ہوا کہ ایک مین مشک و دوسری مین عنبر تھا
گو پُرانا ہو گیا تھا تو بھی خوشبو مین تازہ تھا بارہوین صندوق مین لکڑیان پائین سونگھنی
سے وہ صندل کی معلوم ہوئین ان سب چیزونکو دیکھکر مین نہایت خوش تو ہوا پر ساتھی
اوسکے اس خیال پر کہ انکا ملنا نہ ملنا بیکار ہے چلا چلا کر اوسی تہ خانے مین رویا دلمین
کھتا تھا کہ جسطرح ہڈیان میرے دوسرے بھائی انسانونکی وہان حفاظت سے رکھین ہین
میری ہڈیان خلاف اونکے درندون کی ٹھوکرین کھاتی پھرینگی پھر دلکو سمجھایا اور
تہ خانے سے باہر آیا دو ہفتہ تک پھر اوس تہ خانے مین نگیا پندرہ روز سے زیادہ مین اپنے
تنہائی اور بیکسی کے رنج مین گرفتار رہا سولھوین روز خیالات صالح پیدا ہونے لگے
اور جو کچھ پہلے مینے اوس مکانات کی نسبت تجویز کیا تھا صندوقون کے دیکھنے سے باقی نرہا
بلکہ معلوم ہوا کہ یا تو وہ مدفن کسی بادشاہ کا ہے جسکی لاش چھت منہدم ہونے سے دب گئی ہے
یا مکان مذہب فری مشن کا ہے پھر خیال آیا کہ جو کچھ ہو بہتر ہے کہ اون صندوقون مین
سے کام کی چیزین باہر نکال کر رکھون شاید بخت خفتہ بیدار ہو اور صورت مخلصی کی
نمودار ہو خدانخواستہ اگر وہ دولت مفت تمھارے کام نہ آئیگی اور اوپر رہیگی
تو کسیکے کام آویگی زمین کے اندر رہنے سے کیا فائدہ ہوگا اور اس ارادہ کو مضبوط
کرکے ستر ہوین روز پھر مین اوترا اور صندوق کو ظروف سے خالی کیا اور ایک رسی مین
صندوق کو باندھکر رسیکا سرا ہاتھ مین لیا اور باہر آیا چاہا کہ صندوقکو کھینچلون پر ممکن نہوا
مجبور ہوکر چھوڑ دیا اور تجویز کیا کہ ایک چرخی چوبی بناؤن اور دروازہ پر ایک لکڑی پر
نصب کرکے رسی کو اوسپر سے کھینچون تو بلا تکلف صندوق بغیر ٹکرانے اور چوٹ
کھانے دیوار کے باہر نکل آوے اوس قصد کے پورے کرنیکو لکڑی تلاش کرکے

وتھوڑی دشوار یسے اوٹھا کر زمین پر لایا اور اوسکے قفل کو مین نے تختہ سی علیحدہ کر کے
دیکھا تا بلا توڑ پھوڑ کرنے کے اور صندوق کھلجائین حقیقت مین قفل اوسکا عجیب طرح کا
تھا جس ترکیب سے مین کھولنا چاہتا تھا اوس سے اوسکی جھڑ کوئی علاقہ نہ تھا دیکھنے بھالنے
سے ساخت اوس قفل کی بخوبی ذہن مین آگئی دوسرے صندوق کو مین نے اپنی
سلائی سے بہت روز دیکر کھولا تو اوسمین سونے و چاندی کے بہت تحفہ بساخت کے برتن
پائی بعض بعض مرصع تھے اور طرح طرح کے جواہر جڑے ہوئے تھے اوسکو بخیہ سینے
طاق پر رہنے دیا اور تیسرے صندوق کو کھولا تو اوسمین ظروف سنگ یشب اور
بلور کے پائی اوسکو بھی جہان کا تہان چھوڑ کر چوتھی صندوقچہ کو ہاتہ لگایا اوسمین سے
نہایت ہلکا برادہ مثل خاک کے میرے ہاتہ مین آیا حیران ہوا کہ کیسا برادہ ہی اور صندوق
سے اوسکو کیا علاقہ ہے لہذا آزمانے کے لیے تھوڑا سا برادہ مین نے شمع پر ڈالا
تو ریشم کے جلنی کی بو معلوم ہوئی اور خیال مین آگیا کہ ریشمین کپڑے اوسمین تھے
واستداد زمانہ کی وجہ سے گل گئے پانچوین اور چھٹے صندوق مین صرف ہڈیان
بھری تھین اونکو مین نے متعجب ہو کر نکالا تا معلوم کروں کہ کس جانور کی ہڈیان
ہین چنانچہ ہر ایک کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ انسان کی سارے عضو اونمین بھرے
ہوئی ہین آور آسانی سے ایک جوڑ دوسرے مفاصل سے ملجاتا ہے اون ہڈیونکو
پھر مین نے صندوق مین بھر دیا اور ساتوین صندوق مین برہنہ تلوارین آبدار
کہ جنکی چمک دمک پر نظر نہین ٹھہرتی تھی و قبضہ طلائی جڑاؤ کی جگمگا رہی تھی
میری نظر کیا شمع تک جھلاتی تھی دیکھین آٹھوین صندوق مین نقد روپیہ اور نوین
مین خالص اشرفیان دیکھین دسوین گیارہوین صندوق مین خوشبودار خاک بھری

نہین چلتا تہا بہر حال مین پہر دوسرے کمری مین آیا اور ایک صندوق کو سرکانی لگا
تاکہ اوسی کچہہ پتا ملی چنانچہ ایک صندوق ہلکا معلوم ہوا تو بہی مجہہ اکیلے کی قوت سے
طاق پر سے اوسکا اوترنا دشوار تہا اسواسطے ارادہ کیا کہ اوسکو جسطرح ہوسکے طاق ہی
پر کہولون اور دیکہون کہ اوسمین کیا ہے یہ ارادہ بہی سر بیکار ہوا کیونکہ اوسکا
قفل ایسا مضبوط اور سنگین تہا کہ دہیان مین نہ آتا تہا کہ کیونکر کہلے گا غرض
مین تہ خانے سے باہر آیا اور دوسرے روز ایک کیل آہنی لیکر ہتوڑی سے باریک کی
اور نوک اوسمین نکالی اور ایک دوسری کیل جو بہت بہاری تہی اوسکو گرم
کرکے چپٹی کی اور پتھر پر رگڑ کر کے ایک طرف باڑہ نکالی اور ایک چہوٹا دہلکا زینہ
چوبی بنایا تاکہ طاق پر بلا تکلف پہونچسکون اور دیر تک بلا توقف اوسپر ٹہہر سکون
یہ سب کام دن بہر مین مین نے تیار کیا اور تیسری صبح کو اس سامان سمیت مین
دروازہ تہ خانہ پر پونہچا اور اوترکے زینہ کو ایک طاق کے مقابلہ مین رکہکر چڑہا
اور اچہی طرح اوسپر گہڑا ہوگیا تو آسانی سے میرا ہاتہ قفل تک پونہچا مین نے پہلے سلائی کو
ڈالکر قصد کیا کہ قفل کو کہولون اور اوسکی جہڑ کو سلائی سے سرکاؤن مگر جب کچہہ حاصل
نہوا تب مینی بذریعہ موٹی و سنگین کیل کے ہتوڑے سے صندوق کو توڑنا شروع کیا
اور اوپر کا تختہ بڑی دقت سے نکالا تو صندوق مین چند ظرف مانند بوتل کے نظر آئی
اوٹہاکر دیکہا تو وہ ایک قسم کی مٹی کے بنے تہے اوسپر بنیا کاری ایسی بنی ہوئی تہی
کہ مین نے آجتک کہین اوس قسم کی نہین دیکہی و بوتل کے اندر تیز و تند بو معلوم ہوئی
یہ مین صحیح نہین کہہ سکتا کہ درحقیقت اوسمین کسی قسم کا عرق تہا مگر گمان میرا یہ ہے
کہ اوسمین بالضرور شراب تہی آہستہ آہستہ مین نے بوتلونکو نکالکر صندوق خالی کیا

وسطی کا ڈہیر اٹا ہوا تھا بمعائنہ اوسکی مجکو سخت حیرت ہوئی کہ کسطرح سی وہ کمرہ ٹوٹ
گیا اور کیا وجہ اوسکی بگڑنے کی ہوئی عین تفحص مین ایک زینہ مانند زینہ چوبی نظر آیا دونون بازو
تین بلیان جو زینی کے گرد کے لگے ہوئی تھین سونے کی معلوم ہوتی تھین اور پاؤن
رکھنی کی تختی نہایت صاف درخشندہ و سفید رنگ زردی مائل معلوم ہوتے تھے
وایسا خوش نما تھا کہ بیان نہین کرسکتا بہرحال مین نے اوسپر چڑہنیکا قصد کیا
تو اسطرح چکنا معلوم ہوا کہ میرا پاؤن پھسلنے لگا اور روشنی لیکر اوسپر جانا دشوار ہوگیا
تو بھی ہزار دقت وخرابی مین چڑہا اور پہونچکر دیکھا کہ ایک کمرہ دوسرا اور بنا ہوا تھا مگر
چھت اوسکی دونون طرف سے ٹوٹ کر گر پڑی ہی اور اوسنے نیچے کے دروازہ کو بھی
توڑ لیا ہے اور دونون چھتون کا مصالہ نیچے آکر جمع ہوا ہے کیا کہون جو صدمہ اوسکی
منہدم ہونے کا میرے دلپر ہوا اور اوسی وجہ سے معلوم نہوسکا کہ انتہا
اوس مکان کے کہان تک تھی مجبور ہوکر نیچے اوتر آیا اور زینہ کو بغور دیکھنے لگا
تو معلوم ہوا کہ وہ زینہ تمام سونیکا ہے اور تختی سنگ سیاہ کے ہین اور سیپ سنگ
سیاہ پر اس لطافت سے جڑی ہوئے ہین کہ سارا تختہ سیپ کا معلوم ہوتا ہے
اور پتھر کسیطرح ممیز نہین ہوتا ہے اوسوقت مین نے سوچنا شروع کیا کہ یہ
مکان کیا تھا اور کسلیے بنا تھا دو مصرف اوس مکان کے میرے ذہن مین
آئے یعنی یا تو وہ مکان واسطے تبدیل آب وہوا کے کسے بادشاہ نے بنایا تھا
اور دار السلطنت سے تفریح وسیر وشکار کیواسطے اس محل مین اگر سکونت
کرتا ہوگا یا کوئی مقام معابد یا پرستشگاہ رہا ہوگا تو بھی بسبب استقرار رائے کو نہوتا تھا
اور بدون دیکھے ساری مکان کے جو بوجہ مسماری امکان سی باہر تھا قیاس تک

سے میری نظر نے کام کیا چلا گیا آگے ایک دیوار کو ہائل پایا اور جو ٹٹولا تو دروازہ
اوسکا ایک گوشہ مین تھا اوسکو بھی مین نے کھولا اور قصد اندر جانیکا کیا لیکن اسقدر
اندھیرا تھا کہ اولٹے پاؤن پھر آیا اور بی نیل مرام اپنے اوسی زینہ کے سہاری سے اوپر چڑھ آیا
اور دریاے فکر مین ڈوبا کہ کیا کرون اور کونسی تدبیر سے روشنی بہم پہونچاؤن اور بہت
فکر کی بعد موم کی بتیان بنانا تجویز کیا اور شہد کی مکھیو نکا چھتا تلاش کرکے لے آیا مگر سانچہ
کہان آخر مٹی کے سانچے بناے اور آگ مین ڈال کر مضبوط کیے اور کپڑون سے سوت
نکالکر اوسکا فتیلہ بناکر سانچہ مین رکھا اور پھر چربی و موم کو گرم کرکے مین نے ڈالا دوسرے
روز قریب دوسیر کے بتیان لیکر پھر مین گیا اور لکڑیکا شمعدان بناکر دو بتیان مین نے
ایکبارگی روشن کین اور رسیمین باندہ کر پہلے شمعدان کو اوتارا اور بی تکلف اپنا سا
گھر جانکر گھس گیا روشنی نے اوسوقت عجب لطف دکھلایا کہ شاید تمام عمر اوسکو
فراموش نکرونگا ساری چھت اوس مکان کی لداؤ کی تھی اور سنگ مرمر پر سنگ
سیاہ کو تختی کاری کرکے اس تراکت و خوبی کے گل بوٹے بناے تھے کہ اوسپر ہاتھ پھیرنے
سے بھی معلوم نہین ہوتا تھا کہ پتھر ہے بلکہ رنگ آمیزیکا گمان ہوتا تھا اور کھنڈہل حال کا
بنا ہوا معلوم ہوتا تھا اور دیوارین بھی رنگ برنگ کے پتھرونسے بنی ہوئی تھین اور بہت
بڑے متعدد طاق تھے اونپر بڑے بڑے صندوق رکھے ہوے تھے ایک صندوقکو
مین نے چاہا کہ سرکاؤن اور کھولکر دیکھون کہ اوسمین کیا ہے پر اوسکی سنگینی نے
ہلنے بھی نہ دیا مجبور ہوکر آگے کو چلا اور جس کمرے مین بوجہ تیرگی کے نہ پھر سکا
داخل ہوا وہ بالکل اگرچہ سنگ مرمر کا تھا اور دیوار و چھت و ستونین سوا سنگ مرمر
کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا لیکن ایک طرف کی چھت اوسکی گر گئی تھی اور انبار پتھرونکا دریت

ایک بوجہ لکڑیونکا لاکر دروازہ پر جمع کیا اور جلاکر روشن کیا فی الجملہ روشنی اوسکے
اندر پہونچی اور جہان تک نظر آیا کسیطرحکا خوف معلوم نہوا تب چاہا کہ توکل بخدا کرکے
اندر جاؤن اور پاؤن بڑہایا تو معلوم ہوا کہ دروازہ سے سطح اوس مکان کی قدرے
سے بھی زیادہ نیچی ہے اوسمین کود جانا تو آسان ہے مگر نکلنا بہت دشوار ہوگا اسواسطے
پھر باز رہا اور ایک درخت کاٹ کر ایک ہفتہ مین زینہ تیار کیا اور بذریعہ اپنی بیلون کے
گھسیٹ کر دروازہ پر لایا اوسوقت ذہن مین گذرا کہ اگر سیڈہی کو ڈکیل دون
تو اوسکے سیدہے کھڑی ہونے پر کیا اعتبار ہے شاید ٹیر ہی گرے تو میری محنت رائگان
ہوجاوے اسواسطے پہلے مضبوط میخین دروازہ پر گاڑین اور دونون سرے
زینی کی چوب کی رسیون سے جکڑے اور چاہا کہ اندر سیڑہی کو سرکاؤن لیکن وہ
اسقدر بھاری تھی کہ جنبش بھی اوسکو نہوئی بلکہ یہ خوف مستولی ہوا کہ شاید مین بھی
جھونک مین اوسکی ساتہ گر پڑون بیان نہین کرسکتا کہ جو حسرت تضیع اوقات کی ہوئی
لاچار ہوکر اپنے گھر واپس آیا و دیوانہ وار فکر کرتا رہا کہ کیا کرون اور جیسے محبون کو ایک
فعل پر اصرار ہوتا ہے دل بیقرار رہا اندیشہ کرتے کرتے یہ منصوبہ ٹھہرا کہ بجای بڑے
بڑے چوبون کی دو رسّے دونو طرف لٹکاؤن اور رسّے مین چھوٹے چھوٹے ڈنڈے
اٹکا کر بطور زینہ کی بناؤن یہ کچہ دشوار بھی نہ تھا کہ رسے موجود تھے فی الفور مین نے
اوس ترکیب سے زینہ بنایا اور اوسکی سرے میخون مین باندہکر بے تکلف لٹکا دیا اور
اللہ تعالی کو اپنا محافظ جانکر بے محابا نیچے اوترا تو دروازہ کے نیچے تو البتہ ابار مٹی کا
تھا و کوڑا کرکٹ بہرا ہوا تھا لیکن جو ہین آگے بڑہا تو صاف شفاف فرش سنگ سماق کا
معلوم ہوا لیکن اسقدر اندہیرا تھا کہ کچہ معلوم نہوتا تھا جہان تک دروازہ کی آگ کی روشنی

نہین ہوئی مگر پھر بھی دس تو پونکی آواز سے جو یکبارگی چھوٹین کم نہ تھی ایک پھر سے
زائد مین تردیک نہ گیا کہ جو چیز گرنے والی ہو گرے بعد اوسکے قریب گیا اور دیکھا
وہ دروازہ بڑا بھاری پھاٹک لوہے کا جسکو مورچہ کھا گیا تھا پاش پاش پڑا ہی
اور قریب دروازہ کے آثار دیوار و نکا بھی نمایان ہے اور اسقدر مستحکم اور مضبوط ہے
وہ دیوارین نہین کہ اونکو کسیطرح جنبش نہین ہوئی یہ دیکھکر قصد تہا کہ اندر دروازہ کے
جاؤن اور دیکھون لیکن ہمت قصور کرتی تھی اور خوف معلوم ہوتا تھا کہ واقعہ اعلم
بالصواب سانپ بچھو کیا کیا ہونگے اور مکان تیرہ و تار ہوگا علاوہ اسکے مین نے
بیشتر لوگون سے سنا تھا کہ نوشیروان نے واسطے اپنے مدفن کے ایک مکان مثل
تھم خانہ کے بنوایا تھا اور مشہور ہے کہ وہ اوسمین دفن ہوا تہا اور خلفاے بنی عباسیہ
مین سے کوئی اوسمین داخل ہوا تہا اور حقیقت اوسکی یون بیان کی تھی کہ ایک طرف
چار سوار مانند زندہ مسلح و اسلحہ پیکار ننگی تلوارین ہاتہ مین لیے ہوے گھوڑونپر سوار
منتظر کھڑی ہین جون جون آدمی اونکی طرف بڑہتا ہے دون دونہ آدمی کی
جانب آتی ہین اگر نہ رکا تو سوارونکی تلوار اونپر چل جاتی ہے اور سر کٹکر زمین پر
آرہتا ہے دوسری سمت کو دروازہ پر ایک چکر تلوار ونکا لگا ہوا ہے کہ رات دون
وہ پہرا کرتا ہے اور جو قصد اوترنیکا اوسمین کرتا ہے فورًا بیجان ہو جاتا ہے مگر خلیفہ
مذکور ترکیب حفظ کی جانتا تھا اسواسطے بلا وسواس اوتر گیا اور چکر و سوارونسے
بچکر نوشیروان تک پہونچا لیکن مین تو بجز ڈر کے تحفظ کے کوئی تدبیر نہین کر سکتا تہا
اسواسطے ہمت قصور کرتی تہی اور دل رکتا تہا لیکن خیال کیا کہ جو حالت موجود ہے
وہ مرگ سے کہین بدتر ہے پس مرجانا اوس سے کہین بہتر ہے دلکو مضبوط کیا وہ پہلے

کھیتی وصید افغنی کے غلہ وگوشت دونون کے ملنے کا آسرا تھا لہذا مین نے بڑے
دلیری سے بارود صرف کی اور بہت دور تک سلسلہ بارود کا بچھایا اور اپنی حفاظت کا
طور اچھی طرح کرلیا اور تب آگ سی بارود کو اوڑا دیا ایکدم مین بارود اوڑکر سرنگ
کے مونھہ پر پہونچی اور بڑی مہیب آواز سے وہ سرنگ اوڑی کہ میرا دل دہل گیا چرند
و پرند بھڑک کر چار ونطرف کان اوٹھاے ہوے اور آوازین کرتے ہوے دوڑتے
پھرتے تھے جہانتک کہ نگاہ کام کرتی تھی خاک ہی خاک نظر آتی تھی دوپھر کے بعد امن وامان ہوا تو مین لگے بڑہا
پس جو فائدہ سرنگ اوڑانی سے مجکو متخیل تھا اوسکا سراغ بھی نہ لگا اپنی محنت ضایع
ہونے اور بارود کے رائگان صرف کرنے پر ازبس متاسف ہوا اور اوسی فکر مین
صبح سے شام تک کئی ہفتہ مین ہر جگہ اور ہر مقام کو بخوض و بغور دیکھتا رہا آخر ایک
روز قریب طلوع آفتاب جو مین اپنے مسکن کے پورب کی طرف گیا اور دیکھنے مین
مشغول ہوا تو میری نگاہ مین ایسا معلوم ہوا کہ کوئی دروازہ ہے جو بوجہ دہمک
سرنگ اوڑنیکے نمایان ہوگیا ہے قریب جاکر مٹی کو مین نے سرکایا تو پتھر کی جوڑائی
نظر آئی اور ایک دروازہ آہنی بھی معلوم ہوا مجکو یقین ہوا کہ بالضرور کسی مکان کا
دروازہ ہے مگر مٹی اوسپر اسقدر سخت جمی ہوئی تھی کہ کدالی میری کام نہین کرتی
تھی اور یہ بھی مین سمجھتا تھا کہ اگر مین نے مٹی سرکائی بھی تو دروازہ آہنی جو بہت
بھاری ہے میری ہلای کب ہلیگا اور کاہیکو کھلیگا اسواسطے پھر ارادہ کیا
کہ تھوڑی بارود اور ضایع اور قسمت آزمائی کرکے دیکھون کہ اس دروازہ کے اندر
کیا ہے غرض پھر مین نے چھوٹی سی سرنگ کھودنا شروع کی اور ایک ہفتہ مین اوسکو
تمام کیا اور بارود بچھا کر پہلی ترکیب کے موافق پھر اوڑایا اگرچہ اس مرتبہ ویسی آواز

کبھی جدا ہو گیا مگر اوسمین طوالت بہت معلوم ہوئی لہذا سوائے ایک مرتبہ کے پھر مینے
ویسا نہین کیا بلکہ جب کھن کی خواہش ہوتی تھی تو دو وہ کو مین متھہ لیتا تھا و بقدر
ضرورت کھن و گھی حاصل کرتا تھا خدا کی فضل سے بجز لباس خاطر خواہ و ملاقات
دوستون کے کھانے پینے و سونیکا آرام مجکو بخوبی حاصل تھا اور بوجہ جانورنکی دل بھی
میرا بھلتا تھا اوسی اثنا رمین ایکروز پہاڑ کے نیچے ٹہل رہا تھا کہ چمک سے ہوئی و سنہری
کچھ ریزے معلوم ہوے اونکو اوٹھا کر بغور جو مین نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت
وہ سونا ہے میرے قیاس مین گذرا کہ سونیکی کان وہان یقینی ہو گی پھر غور کرنے سے
وہ سونا صاف کیا ہوا معلوم ہوا تو یہ خیال ہوا کہ یہان مکانات رہین ہون گے
اور کسی زیور کے ریزے ہونگے بہرحال خیال تلاش کا ہوا الا بجز کودال اور
پہاڑونکے میری پاس کوئی دوسرا اوزار نہ تھا اوکو والی سے اسقدر کھودتا
کہ جس سے شے مقصود ہاتہ لگ سکے بہت دشوار تھا اسواسطے مین سوچا کہ اگر چھوٹی
سی سرنگ بچھلی بناؤن اور پھر بارود بھر کر اوسمین آگ دون تو بہت مناسب ہوگا
چنانچہ سرنگ کھودنا مین نے شروع کیا اور وقت و محنت ہر روزہ کرتا رہا کبھی کبھی
ذہن مین گذرتا تھا کہ اس محنت کا کیا نتیجہ جس جگہ سے چھٹکارہ ناممکن معلوم ہوتا ہے وہان
اگر سونا نہین تخت جمشید بھی ملا تو کیا گاہ عقل کا تقاضا ہوتا تھا کہ خالی چپکے بیٹھنے سے تو
بہتر ہی کہ کچھ بھی مشغل ہوتا کہ تساہل برطرف ہوتا رہے غرض بھزار تردد و انتشار
مین محنت کرتا چلا گیا جب ایک مہینے مین سرنگ تیار ہو گئی تب تو بڑی احتیاط سے
بارود بچھائی گو بارود خرچ کرنیکو میرا دل نہ چاہتا تھا اور ڈرتا جاتا تھا کہ اگر بارود
صرف ہو جائیگے تو شکار کھیلنا اور گوشت بہم پہونچنا بھی دشوار ہوگا لیکن بذریعہ

ٹھیک اوترا کہ بلا آبپاشی کے دونون قطعات مین فصل اچھی ہوئی اگر آب پاشی کی
حاجت ہوتی تو نہایت دشوار ہوتا اسواسطے کہ پانی بہت دور تھا اور جہان پانی
تھا وہان حفاظت کرنا زراعت کا دشوار تھا مین اپنی کامیابی پر خوش ہوا کہ
کسیطرحکا کوئی عارضہ یا خرابی فصل مین پیدا نہین ہوئی جب فصل تیار ہوئی
تو مین نے شلجم بیلونکو کھلاے وسواچار برس کی بعد مین نے بھی کھای اور گیہون
کے کہنے کے واسطے بڑا تردد پیش آیا ایک ٹوٹا ہوا پیپا جہاز پر ملا گروہ کافی نہ تھا
پریشان ہو کر پھر وہی ریشہ دار درخت جس سے رسّے بنائی تھے تاکا اور اوسکے
پتونکا بوجھہ کاٹ لایا اور سڑا کر سن نکالا اور سُتلی بنا کر ارادہ کیا کہ ٹاٹ بناؤن
چنانچہ بہت مشکل سے مینے ٹاٹ بنا پر اوسکے سینے مین مجھکو اسوجہ سی دشواری ہوئی
کہ سوجا نہین تھا آخر کو مین نے کئی مضبوط لکڑیونکے سوجے بناے اور سی کی دو
بڑے بڑے بورے بناے ایک مین بعد صاف کرنیکے وبھوسہ نکالنیکے جو دو سیر دومین
گیہون رکھا اور بھوسیکو پتونکا ایک گھیرا بنا کر بھر دیا کہ ضرورت پر بیلون کے
کھلانیکے واسطے بہت مفید ہوا اور اس کام مین میرا دل بھی بہت بہلا ایکروز میرے
ذہن مین گذرا کہ چربی کے عوض گھی بھی بناؤن اور مکھن کے ذائقہ سے زبان کو
خوش کرون چنانچہ مین نے ایکروز کا دودہ ایک لکڑیکے کھٹوتی مین ڈالدیا اور دو تین
کھٹی لیمونکا آب شوربہ جو زیادہ کھٹا تھا دودہ مین آمیز کیا صبح کو دودہ جم گیا پھر تو
اوسی ترکیب سے مینے دو تین روز دودہ جمایا اور ایک لمبی لکڑی کے سر پر مین چار لکڑیونکو
اسطرح سے جڑا جس سے چار شکلین مثلث کی ایکجا پیدا ہو گئین اور دہی مین اوسکو
گھمانا شروع کیا اور تھوڑا تھوڑا پانی ڈالتا گیا جس سے مکھن اوپر آیا اوسکی گرم کرنے سے

نرمی کھات کی بھربھار سے گو کہ زمین کو طاقت بہم پہونچتی ہے مگر جو خاصہ خود پیداوار
کی فصل کی جڑون وغیرہ سے پیدا ہوتا ہے اوسکا دفعیہ محض کھات سے نہین
ہوسکتا لہذا لابد ہے کہ رد و بدل فصلونکی کیجاوے کہ اوسکے ہیر پھیر و تھوڑی
محنت سے تاسیر زمین کی قایم رہے غرض مینے ایک دوسرا ٹکڑا بھی چھانٹ کر
نکالا اور پہلے آہستہ آہستہ اپنے بیلچے سے اوسکو ہموار کیا اور گھانس و جڑین
جس سے اندیشہ تھا کہ نقصان کرین گی نکالڈالا اور اوسکے بعد اپنے بیلون کے
ذریعہ سے جوت جوت کر زمین کو نرم کیا اور تب سوچا کہ کھات کے واسطے
کیا تدبیر کرنا چاہیے گوبر تو بہت افراط سے میرے دروازہ پر جمع ہوتا تھا اور جسے
مین نے ارادہ کھیتی کا کیا تھا مین تھوڑے فاصلہ پر ایک گڈھے مین اوسکو جمع کرتا تھا
اور اس حکمت سے اوسکو دباتا جاتا تھا کہ رطوبت اوسکے بالکل خشک ہوجاوے اگرچہ یہ کھات
گیہون اور جو کیواسطے مفید تھی مگر شلجم و چقندر وغیرہ ترکاریونکے لیے اچھی نہ تھی
کیونکہ میری سمجھ کے موافق ہڈیونکا برادہ اوسکے واسطے مفید تھا اسواسطے مین
جو جانور ذبح کرتا اونکی ہڈیان بھی رکھتا جاتا تھا اور ادھر اودھر بھی مردہ جانورونکی
ہڈیان اوٹھالایا کرتا تھا قصہ مختصر ایک ٹکڑا زمین پر تو مین نے گوبر کی کھات پھیلائی
اور دوسرے مین برادہ ہڈیونکا بقدر مناسب ڈالا زمین کو جب پھر جوت کر کھات پھیلاکر
ہموار مرتب کیا و جو موسم میری رایمین مناسب ٹھہرا مین نے ایک کھیت مین
گیہون و جو بو دیا اور دوسرے پر شلجم و چقندر کے بیج ڈالے یہ مین نہین کہہ سکتا
کہ جس موسم مین مینے بیج ڈالا تھا کون مہینا تھا اسواسطے کہ بجز طلوع و غروب
و رات و دن کے تمیز کے اور کچھ مجکو تمیز نہین ہوتا تھا لیکن میرا قیاس ایسا بفضل خدا

کیفیت معلوم کرون اور اوسوقت اپنے بیج کو اوسمین ڈالون اور یہ بھی ضرور ہوا
کہ ایک خاصیت کی زمین کا کوئی ٹکڑا ہوا رہم پہونچاؤن یہ مین جانتا تھا کہ تلاش
کر لینا ایک ہی خاصیت کی زمین کا آسان نہین ہے کیونکہ ایک ہی ٹکڑے مین
مختلف زمین ہوتی ہے اور بعد اختلاط و امتزاج کے جو مزاج زمین کا ہو جاتا ہے وہ
بلا تجربہ کے بن دعن دریافت نہین ہو سکتا اسلیے کہ جس زمین پر پانی بھتا ہے
اور پھیل کر چلتا ہے جیسے پہاڑیکا پانی بہ کر جنگل کیطرف جاتا ہے تو پانی کے بہنے
کی وجہ سے ایک زمین پر ایک اثر اور دوسری پر کہ جسپر سے پانی نہین گذرتا دوسرا
خاصہ مترتب ہوتا ہے اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ گو دو ٹکڑے ایک ہی جگہ بلوی
زمین کے ہون مگر ترکیب و قوت پیدا وار مین مختلف ہوتے ہین سو ای اسکے مجکو
یہ تجربہ کرنا بھی لابد تھا کہ وہانکی آب و ہوا کے تاثیرات اور اوس مقام کی خصوصیات
کیسے ہین اسواسطے کہ کاشتکاری کا کوئی فن محدود ہی نہ کاشت کا کوئی قاعدہ
کلیہ معین ہے ہر جگہ و ملک مین بوجہ اختلاف آب و ہوا کے ایک ملک کے خلاف
تدبیر لازم آتی ہے مگر مجکو تلاش کرتے کرتے عین میرے دروازہ کے نیچے ایک ٹکڑا
زمین کا ملا جسکی زمین ریتلی تو تھی مگر چکنی مٹی بھی اوسمین ملی ہوئی تھی اور آسانی سے
کھودتی تھی اور وہ زمین خاص کر شلجم و چقندر . بونیکے قابل میری نظر مین تھی لیکن
مین نے یہ سوچ لیا تھا کہ اگر اوسمین کھات مناسب طور سے دیجائے تو گیہون کی بھی عمدہ پیداوار
ہوگی اور ساتھی اوسکے یہ بھی سمجھ لیا تھا کہ ایک ہی فصل بار بار بونا بھی نامناسب ہے
اسواسطے کہ اگر پے در پے ایک ہی قسم کی فصل بوئی جائین تو ہر فصل مین اوسکی
قدر و قیمت و صفت کی قدر کم ہو جاتی ہے و زمین پھر اوس فصل کے لایق بالکل نہین رہتی اور

جوت دیا و شایستہ کر لیا پھر اون دونون ستون کو جنکے استاد کرنیکی واسطے
یہ کچہ اہتمام کیا تھا مین نے کھڑا کرنا چاہا اور دونون ستونون کے سرے پر رسے
باندہ باندہ کر بیلون کے گلیمین باندہے اور دونون کو آہستہ آہستہ ہٹانا
شروع کیا کہ یکبارگی ستون مع بنڈیکے کھڑی ہوگئے مین نے بیلون کو
کھولکر فورًا دونون چوب مستحکم کر دین اور گھانس پھونس اور پتلی پتلی شاخین جمع
کرکے چھوٹے چھوٹے چھپّر بناے اور رفتہ رفتہ آسانی سے اونکو چڑہا دیا اور اوسکے
نیچے اون بیلونکو باندہ دیا جیسا بندوق سے شکار کرنمین مجکو دلیری تھی ویسا ہی
نقصان بارود و گولی کا ہر روز ہوتا تھا لہذا بجای صرف کرنے بارود کے مینے جا بجا مین
جانورونکو پھسلانا بہتر سمجھا و اکثر پھنسایا کیا ایکروز ایک گابھن گای بھی میری دام
مین پھنسی چنانچہ مین نے اوسکو بمشکل ہلایا و پرورش کیا دوسرے مہینے بہت
خوبصورت بچہ اوسنے دیا ایسے اقسام کے اشغال سے اوس تنہائی مین مجکو
دو برس کامل گذر گئے اور کوئی جہاز میری نظر سے نہ گذرا گو کہ مین جانتا تھا
کہ اس سمندر سے بالضرور جہاز گذرتے ہین لیکن یہ نہین معلوم تھا کہ میرے
جزیرہ سے کتنے فاصلہ سے جہاز آیا جایا کرتے ہین اور کوئی تدبیر ایسی واقفیت
کی نہین ہے اسواسطے مایوس اور لاچار تھا غلہ جو جہاز سے نکلا تھا اوسکو کبھی
نعمت عظمی سمجھکر کھایا کرتا تھا جب وہ بھی قریب اتمام ہوا تو مجکو زیادہ رنج و
ہراس ہوا کہ گوشت و پھل و پھلاری کھان تک کھاؤنگا اسواسطے ارادہ کیا کہ جو
غلہ باقی ہے اوسمین سی نصف کو بونا چاہیے اور اگر پیدا ہو جاوے گا تو سال
آیندہ مین اور بڑہا کر سارا کھیت بونا بہتر ہوگا اس ارادہ پر لازم ہوا کہ پہلے زمین کی

چھتا شہد کی مکھیونکا لگا ہے اوسکے دیکھنے سے میری ذہن مین آیا کہ اوس سے
موم نکالون اور چیزون مین آمیز کرکے مرہم تیار کرون اور اس آرزو پر
راتکو پلاس درخت کے نیچے گیا جسپر شہد کی مکھیونکا چھتا تھا اور ایک لمبی
لکڑی مین تھوڑ بیسی گھانس باندہ کر مین نے مکھیونکو جلایا اور اوڑانا شروع
کیا اونکے جل جانے پر خود درخت پر چڑہ گیا اور چاہا کہ اوس چھتے کو نکالون
مگر لالچ آیا کہ کاش موم اور شہد دونون ہاتہ آتے تو زیادہ تر بہتر ہوتا اور
اوسیوقت مین نے پتونکو ایک دوسری سے جوڑ کر بڑا سا دونا بنایا اور چھتے کے
نیچے رکھکر ایک لکڑی کو اوسمین گڑو دیا جس سے بہت اچھا اور عمدہ شہد ٹپکنے
لگا اور میرا دونا بھر گیا اور تب مین اوسکو بڑی مشکل سے لیکر درخت کے نیچے
اوترا یہ کام گو کتنا ہی بے حقیقت سمجھا جاے مگر اندہیری رات مین پتون کے
بڑی منسہ کیطرف مین بلندی سے شہد لیکر اوترنا یا ایک پتلی ٹہنی پر دونون
ہاتہ اوٹھاہی ٹہہرنا بہت دشوار تھا دوسری بار پھر چڑہ کر موم بہی نکال لایا پہلے
مین نے مرہم تیار کیا اور تب ایک بچھڑے کو مین نے مضبوط رسون سے
اور میخون سے باندہا ہوشیاری سے زمین پر گرایا اور نہایت تیز چاقو سے بیضہ نکال کر
آختہ کیا اور دوسریکا آختہ کرنا اسلیے ملتوی کیا کہ پہلے ایک پر بخوبی تجربہ دستکاری
اور مرہم کا ہولے مگر میری تدبیر بہت مفید ہوئی اور یک ہفتہ مین وہ بچھڑا اچھا
ہو گیا تب تو مین نے دوسریکو بہی آختہ کر ڈالا اس بیماری اور میرے تیمارسے دونون
بچھڑے بہت مانوس ہو گئے اور وحشت جاتی رہی یہان تک کہ مین نے اونکے
کاندہی پر ایک لکڑی کہکر ہانکنا شروع کیا اوس سے بھڑک اونکی مٹا کر ایکدن ہل مین

اس خیال سے پہلے مین بچھیرونکے پاس گیا اور اونکے پاؤن مضبوط رسیوسی مستحکم میخون مین باندہ دئے اور پھر اپنا پستول نکال کر سانڈ کے کان مین مارا فی الفور اپنا چھرا نکالکر کام اوسکا تمام کیا میرے پستول کی آواز سے دونون بچھیڑے جو گرفتار ہو چکے تھے بہت کچھ تڑپے لیکن اونکی قدرت سے باہر تہا کہ رسیکو توڑاتے پہر مین نے اونکو اوسی حالت مین رہنے دیا اور دو دن تک بجز تھوڑے پانی پلانے کے کچھ نہ دیا تاکہ وہ کم طاقت ہو جائین تیسرے روز صبحکو مین پھر اونکے پاس گیا اور چاہا کہ اونکو جال سے رہا کردون لیکن فورًا اندیشہ گذرا کہ اگر اونکو رہا کرون گا تو تھامنے اور باندہنے کی کوئی شکل نہین اسواسطے کہ وہ کیسے ہی گئے گذرے نڈہال ہو گئے ہین مگر میری طاقت اونکی روکنے کیواسطے کافی نہوگی یہ سوچکے مین نے دو پتلی پتلی رسیان بٹین اور کرتی کو آدھا چھیلکر دونون بچھیڑونکی ناک مین پرو کر ایک ایک لمبی رسی باندہ دی اور منہ سے استوار کر دی اوسوقت جال سے اونکو رہا کیا تو وہ ایک بارگی جست مار مارکے باری باری سے کھڑے ہوے اسطرح ایک ہفتہ مین نے اونکو رکھا تھوڑی تھوڑی گھانس اونکو دیدیکر ہلایا اور جب فی الجملہ مانوس ہو گئے تو ایک ایک کو پکڑکے مین اپنے مسکن کے دروازہ پر لایا اور آختہ کرنیکی فکر مین ہوا کیونکہ میری خیال مین امید نہ تابعت کی اونسے کمتر تھی لیکن چونکہ مین نہین جانتا تھا کہ جب وہ مجروح ہو جائین گے تو اونکی صحت کیواسطے کیا کرنا پڑے گا اسواسطے قبل آختہ کرنیکے علاج کی تلاش مقدم کی اور اکثر جنگل مین ڈہونڈتا پھرا تاکہ کوئی دوا جو بھلی میری نظر سے گذرے ہو بہم پہونچے ایکروز مین نے دیکھا کہ بڑا سا

بڑے بڑے پتے لگے ہوے ہین اونکے توڑنے کا جو مین نے ارادہ کیا تو وہ
کسیطرح مجسے نہ ٹوٹے یہان تک کہ کلہاڑی کا ٹا اور دیکھا کہ بڑے بڑے ریشے
مثل سوت کے اون پتون کے اندر ہین اوسکو مین نے بہت غنیمت جانا اور
پتونکی بوجہ کاٹکر دریاے شور پر لیگیا کہ بوجہ تیزی پانی کے جلد سڑ جاوین اور
اس ارادہ سے اونکو زمین کھود کر گاڑ دیا چوتھے روز جاکر جو دیکھا تو سبزی جو
اونپر تھی وہ گل گئی تھی اور ریشے مثل سن کے اوسمین رہ گئے تھی باحتیاط اونکو
نکالا اور کئی روز تک اونکو بٹا اور نہایت صاف اور خوبصورت سُتلی آخر کو
بنائی اور ایک مہینے کے اندر اوسی سُتلی سی بڑے بڑے دو جال مرتب کیے
اوسکے بعد کمال کوشش سے موقع مناسب پر اون جالونکو بڑے بڑے
درختون سے باندکر مستحکم کیا اور چالیس پھندے بھی قریب جال کے مین نے
کھڑے کیے اوسکے بعد ایکروز صبح کیوقت مین نے جاکر بیلونکو اپنی صورت
دکھلائی بیلون نے میری صورت دیکھتی ہی کان کھڑے کیے اسلیے کہ وہ
بوجہ شکار کرنیکے اپنا دشمن جانتے تھے دوسری جانب کو جدہر میرا جال تہا ارادہ
بھاگنے کا کیا مین چھپ گیا اور آہستہ آہستہ اوسیطرف جاکر پھر نمودار ہوا اور
اسیطرح گھیر گھار کے اپنے جال کیطرف لے گیا اتفاق سے تین بیل جسمین
ایک بڑا سانڈ اور دو بچھیرے تھے پھنس گئے اوسوقت کی خوشی میری قابل
لحاظ کرنیکے ہی سن نکالنے اور رسّے بٹنے اور جال بنانیکی محنت سوار تھہ ہوئی
کمال مسرت سے مین اوچھلتا اور کودتا ہوا پونہچا اور سونچا کہ بڑا سانڈ کسیطرح
رام نہوگا اور وحشت اور بھڑک اوسکی قیامت تک نہ مٹیگی بلکہ جال کو بھی توڑیگا

ہر طرح مرتب کرلی تو مین اوس کوٹھری مین اوٹھہ آیا اور وہ بہت بڑی شاخین درخت
کی جو البتہ بیس گز سے کم نہونگی کاٹکر لایا سامنے دروازہ مکان کے اوسکو جوڑ لگاکر
کھڑا کیا اور جہاز کے پردون سے جو اندر رکھے ہوے تھے اور بہت بی کام ہوگئے
تھے ایک بڑا سا پھریرا بنایا اور بعض مصالون سے مین نے سیاہ و سرخ اوسکو
رنگا اور چوب مین لگاکر اوڑایا کہ دور سے نظر پڑے اور اثر آبادی کا اوسکے
ذریعہ سے جہاز راتونکو معلوم ہوے اور اوسی باؤلی کے نیچے تھوڑی جگہ
مین نے اور صاف کی اور کئی درخت چھوٹے چھوٹے کاٹکر کئی ستون ہر قسم
کے بناے اور درمیان مین دو بڑے ستون گاڑکر ایک لمبی لکڑی اون
دونون پر لٹادی خیال کرنا چاہیے کہ مجکو اون بڑے بڑے ستونون کے
گاڑنیمین اور سیدھا کرنے مین کسقدر وقت ہوئی ہوگے لیکن مین نے اس بڑے کام کو
آسانی سے کیا پہلے مین نے برابر زمین پر اون دونون ستونونکو لٹا دیا اور
اوسوقت رکھانی اور بسولی کے ذریعہ سے دونون ستونونمین نوک نکالی اور
بندیلی مین سوراخ کرکے ستونونکی چول کو بندیلی مین پھنسا دیا اور ستونکی عین نیچے
دو بڑے بڑے سوراخ زمین مین کھودے اور دونون سری ستونونکے
بڑے بڑے موٹے رسون سے دو درختون مین باندہ دے مگر جنبش اون
کھنبونکی میری قوت بشری سے غیر ممکن تھی اسواسطے اونکو ویسا ہی رہنے دیا
اور بیلون کے پکڑنیکے فکر مین سرگردان ہوا اور پھندے اور جال بنانی کی
فکر مین مشغلاشی ہوا کہ کس چیز کا جال بناؤن اسواسطے کہ سن یا سوت نایاب تھا
چونکہ جوینده یابنده مشہور ہے پھرتے دیکھا کہ ایک قسم کی درخت مین

کبھی کوئی میوہ تلاش کرکے لاتا کبھی جانور تیر سے کبھی بندوق سے جسطرح دل چاہتا شکار
کرتا تمام اشیا کو از ان خاص اپنا جانتا تھا اسلیے ہر ایک جگہ کو بغور دیکھتا پھرتا تھا کہ وہان
کون کون چیزین ہین اور کون کون کام مین آسکتی ہین اسواسطے کہ انسان پر لازم ہے
کہ کوئی کام بفائدہ اور لاحاصل نکرے اور گو فائدہ فوری یا اپنا ذاتی حاصل نہو تو آیندہ
کے نفع کا یا دوسرے کی کارآمد چیزون کا خیال رکھے غرض جسوقت مین معاش بہم
پونہچا کر پھرتا اور کھاپیکر فارغ ہوتا تو درستی مکانمین مصروف ہوتا اسواسطے کہ جو کچہ
گرنا تھا میرے ہی سر پر تھا اسیطرح عرصہ گذرا جب اسباب درست ہوچکا تو
اندیشہ لاحق ہوا کہ دونون دروازہ اگر کھلے رہین تو جانور یا اور کوئی گزند گھس آے
اسلیے ارادہ کیا کہ دروازہ وچوکھٹ اونمین لگانا چاہیے اس ارادے سے ایک
درخت مین نے کاٹا لیکن تختہ بنانی مین بوجہ نہونے بڑی آرہی کے دقت ہوئی اور
اگر آرا موجود بہی ہوتا تو مجھ اکیلے آدمی سے کیونکر چلتا تاہم آہستہ آہستہ چند روز کی
محنت مین کامیاب ہوا اور جہاز کے کیلونکو درست کرکے مین نے تختون پر جڑین
اور چوکھٹ بازو لگاکر دونون دروازون مین کواڑ لگاے گو کہ مجکو کبھی لکڑی
چھیلنے یا درخت کاٹنے کا اتفاق نہین ہوا تہا اور ایسے کامون سے مین ناواقف
محض تھا لیکن حقیقت مین ام الایجاد حاجت وضرورت ہوا کرتی ہے جب انسان
فارغ البال ہوتا ہے اور کھانے پینے اور سونے کا سہارا رکھتا تو اوسکو ہرگزدہ
امور جو آسانی سے خیال انسانی مین گذرتے ہین دقت ودشواری سے بھی
وہم مین نہین آتے چونکہ مجکو اپنی جان بچانا دشوار تہا اسواسطے ہر ایک امر جلد ایسے
ذہن مین آجاتا تھا اور مین اوسکو کر بھی گذرتا تھا ہرگاہ مین نے اپنے رہنے کی جگہ

پڑتا تھا اسواسطے مین نے اوس خیال کو خوب مضبوط کیا اور صبح اوٹھکر اوس ماندہ پر پھر گیا اور کدال اور پھاوڑا اور بندوق دیکھی بارود کی اپنے ساتھ لیگیا اور تمام دن اوسکو صاف کرتا رہا اور بہت سی مٹی اوسکی نکالڈالی شام کو پھر واپس آیا صبحکو پھر گیا غرض اسیطرح ایک ہفتہ کی محنت مین مین نے اوسکو صاف کیا اور دوسرا دروازہ نکالا کہ وہ جانب صحرا کے تھا اور گھنا سبزہ مدنظر تھا اور بیل و نیل گاے وہرن اور اور جانور اوسکی نیچے نظر آتے تھے اور ایک چشمہ نہایت لطافت سے بہ رہا تھا وہان سے وہ مقام ایسا اچھا معلوم ہوتا تھا کہ مین توصیف اوسکی بیان نہین کرسکتا اگر وہان اندیشہ مداخلت کسی اور کا نہوتا اور خوف ضرر کا پیرامون دل نرہتا تو مین بیشک کہ سکتا کہ اللہ تعالے نے عالم فانی مین مجکو بہشت عطا فرمائی مگر افسوس کہ وغدغا ہر آفت کا تھا اور اگر ایکروز بحفظ گذر جاتا تھا تو دوسرے روز صبح یا شام ہونیکے امید بخیر نہ تھی آخرش مین نے چاہا کہ اسباب ضروری جہاز سے لاکر وہان جمع کرون اور اوسی جگہ رہا کرون اور سوچنے لگا کہ کون کون اسباب ضروریکی ضرورت ہوگی تو وہ اسقدر میرے ذہن مین جمع ہوے کہ اونکو اوٹھا اوٹھاکر لانا میرے مقدور سے باہر تھا اسواسطے کہ بعض چیزین نہایت سنگین اور بھاری تھین باوجود اوسکے بھی ہمت نہاری خیال کیا کہ رفتہ رفتہ جسطرح ممکن ہو اسباب کو اوٹھا اوٹھاکر لاؤن اور اسواسطے یہ معمول کیا کہ صبح کو اوٹھتا اور بعد فراغ حوائج ضروریہ اور بجالانے نماز کے قبل طلوع آفتاب کچہ نہ کچہ اسباب لیکر چلتا اور غار مین پونہچکر اوسکو رکھدیتا اور فوراً اپنے کھانیکا بندوبست کرتا کبھی کوئی جانور اور

کہ کوئی ماندہی اور مسکن کسی درندہ کا ہوگا لیکن جب پھر بخوبی نظر کیا اور خیال کیا کہ آج
تک کوئی درندہ نظر نہین آیا تو اس خیال محال کو دلمین لانا بیفائدہ جان کر
توکل خدا پر کرکے مین اوس دریچہ مین گھسا تو دیکھا کہ اندر اوسکے اسقدر وسعت
ہے کہ مین کھڑا ہوگیا اور بلا تکلف چلا تین گز کے فاصلہ پر ایک روشندان دیکھا
جس سے روشنی بھی آتی تھی اور ہوا بھی خوب آتی تھی اور آگے بڑہا تو معلوم ہوا
کہ دوسرا دروازہ بھی اوسمین ہے مگر مٹی کا انبار اسقدر تھا کہ اوس دروازہ
تک پونہچنا مشکل تھا مین نے کوشش بھی کی اور تھوڑی سی مٹی ہٹائی لیکن تھک گیا
اور چھت اور دیوارین جو اوسکی ٹٹولین تو معلوم ہوا کہ مانند گنبد لداؤ کے ہے
قریب غروب آفتاب مین اوس سے باہر آیا اور متردد تھا کہ یہ کیا جگہ ہے اور
کیونکر کٹ گیا ہے اور جب زمین پتھر کی ہے تو مٹی کیونکر آگئی ہوگی اسکو
سوچتا ہوا اپنے جہاز کیطرف روانہ ہوا خوض کرتے کرتے ذہن مین گذرا کہ کو
آج سمندر کو یہان سے فاصلہ ہے مگر شاید کسیوقت مین طوفان شدید آیا ہوگا
اور پانی سمندر کا اسقدر بڑہا ہوگا کہ اوسنے اس ٹیلے کو بھی ڈبو دیا ہوگا اور
درمیان مین جو مٹی یا نرم نرم پتھر رہے ہونگے اونکو پانی نے بہا کر خالی کردیا
اور ادہر ادہر کی مٹی اوسمین بھر دی ہوگی اور یقیناً میرا قیاس ٹھیک ہوگا
جب مین اپنے جہاز پر پونہچگیا تو مین سوچا کہ رہنے کیواسطے اوس ٹیلے سے
بہتر کوئی جگہ نہین ہے اسلیے کہ جہان جہاز تھا وہ مقام نہایت پست تھا
اور دور تک کی کیفیت معلوم نہین ہوتی تھی دوسرے سمندر بہت قریب اور
جہاز غیر محفوظ تھا اسواسطے ہوای سرد سے مضر ہوتا تھا تیسرے میٹھا پانی دور سے لانا

دہارے کیجانب چڑہنا ممکن ہی نہ تھا لاچار مین نے اوس رسّیکو جو ذریعہ آمد و رفت
پہاڑیونکا میرے خیال مین تھا مضبوط ڈالی درخت سے کھولکر ایک کمر زور ڈالی مین
باندہ دیا تاکہ نہ رساہی میرے قابو سے جاتا رہے نہ کوئی اوسکے سہارے بدون
میری اجازت کے آسکے اور قطع آمد و رفت پہاڑیونکی بخوبی کرکے پھر اپنے مقام پر
پھر آیا اور اوس درخت پر رہنا اپنے حق مین خیر سمجھا اور سیدہا جہاز کیجانب
گیا اور سونے کے لیے ایک مقام محفوظ تجویز کرکے گھس رہا صبح اوٹھکر اوس فصل
مین جو میوہ وہان تھا توڑکر کھایا اور دکھن کیجانب اس ارادہ پر چلا کہ شاید
اودہر اور کوئی کنارہ نظر آے اور اوسی فکر مین اسقدر ماندہ ہوا کہ ایک جگہ
مین لیٹ گیا ایک گھنٹہ کامل وہان سویا ہونگا کہ مجھے کھڑکھڑاہٹ معلوم ہوئی
اور آنکھ کھولکر سر اوٹھایا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک بڑا سا سانڈ بیل میری طرف
چلا آتا ہے اور اسقدر متصل آپونچا ہے کہ بندوق چلانیکی فرصت مجھے نہین تھی
دفعتًا مین نے اپنی بڑی سی ٹوپی اوسکے جانب پھینکی اور اوس وجہ سے بیل بھڑکا
اور بڑے زور سے بھاگا اوسکے بھاگتی ہی مین نے اوٹھکر بندوق داغی جو
تیر روی گولی نشانے پر نہ پڑے وہ بیل بھاگ گیا تو بھی بیل کے پیچھے پیچھے چلا گیا
کہ پھر نظر آے تو مارون یہان تک کہ ایک ٹیلے پر پونچا مین نے اوسپر چڑہکے
نگاہ کی تو بہت سے بیل و گاے بچھیڑے نظر پڑی مگر نشان آبادی بجز صحرا کے
لق و دق مطلق نظر نہ آیا البتہ وہ ٹیلہ ایسی جگہ پر واقع تھا کہ وہانسے سمندر دور تک نظر آتا تھا
اور نیچے اوس ٹیکریکے ایک چشمہ بھی تھا کہ پانی اوسکا نہایت خوشگوار اور بہت
صاف تھا اور ایک طرف ٹیکریکے سوراخ نظر آیا بھلا اوسکے دیکھنے سے خیال ہوا

کیا حادثہ گذرا اس سوچمین مین نے کچھ پکاکر کھایا اور رات بھر تشویش مین پڑا رہا
صبح کو اوٹھکر مین بھی اوسی سمت کو چلا کہ جدہر وہ دونون گئے تھے اور بہت
دور تک گیا مگر سراغ نہ پایا دوسرے اندیشہ مین مبتلا ہوا کہ غالبًا کوئی راستہ کسی
اور جزیرہ یا ملک کے جانیکا ہے اور وہ دونون اصلی باشندے کسی اور جگہ کی تھے
اور تفریحًا یہان آئے تھے اور اب بضرورت پیدا ہونے لڑکیکے وہ اپنے
بھائی بندون مین گئے ہین واللہ اعلم کب پھر کر آئین اور جسطرح اونکو آمدورفت
اس جزیرہ مین ممکن ہے شاید کوئی اور آوے اور آزار پونہچاوے اس فکر مین
مین نے سارے جزیرہ کو دیکھا پر کوئی راستہ کہین سے معلوم نہوا اکروز پہاڑ پر
کئی آدمی اوسی صورت وشکل کے جیسا میرا محسن تھا نظر آئے میری دلمین
اونکی ہیبت سے بڑا اثر ہوا پھر مین نے خیال کیا کہ وہ یہان تک نہ آسکین گے
اور کاش آوین تو بندوق اور تلوار کے مقابلہ مین نہ ٹھہر سکین گے مجکو یہ معلوم
ہوگیا کہ میرا محسن اونھین کے بھائی بندون مین تھا اور وہ بیشک دونواس ندیکو
بوجہ کمال اپنی قوت کے تیر گئے یا کوئی اور سہارا اونکو رہا ہے ڈھونڈتے
ڈھونڈتے ایک بڑے درخت مضبوط مین مینے ایک رسا بھی بندھا ہوا پایا اور
یقین ہوا کہ اسی رسے کے سہارے سے وہ پار اوترے ہین اور اوسوقت
اپنی نادانی اونا فہمی پر مجھے بہت غم وغصہ ہوا کہ کاش اونکے اشارے پر مین بھی
اوسروز اوٹھکر جاتا تو اوس ویرانے سے نجات پاتا پھر اپنے دل مین
مین نے قرار دیا کہ اپنی کشتی کو اس ندیمین ڈالدون اور اوسکے ذریعہ سے
اپنے کو پہاڑ تک پونہچاؤن لیکن ندی کا پانی اس زور سے بہتا تھا کہ کشتی کا

اسقدر سرگرمیان تھین کہ ورق تک جدا نہوے تو بھی معلوم ہوا کہ انگریزی زبانکی
کتابین تھین وہ روز بھی ختم ہوا اور مین دلمین سوچا کہ تیسرے درجہ کو کھولنا
بے فائدہ ہے اسواسطے کہ اوسکے ٹوٹنے سے تو سارا جہاز تباہ ہوا ہوگا اور
آئندہ کو بالوں کے سرکانے کے ارادیکو ترک کرکے معمولی وقت پر اوسی درخت کے
نیچے آیا اور کھا پیکر سو رہا لیکن اب جاڑا خوب ہونے لگا مجھے اوس درخت پر
رہا نجاتا تھا ہوا سے جو سردی بلندی درخت پر موثر ہوتی تھی کلیجہ کانپا جاتا تھا
لیکن نیچے سونا بخوف گزندون کے مشکل تھا اسواسطے کہ سانپ بچھو اور انواع
واقسام کے زہردار کیڑے وہان بہت سے تھے اوس راتکو بھی مین نے
بدشواری کاٹا صبح کو میرے محسن نے مجسے کچھ بیان کیا کہ جسکو مین نہ سمجھا البتہ
یہ تو خیال مین آیا کہ اوسکی زوجہ جو میری محسنہ بھی حاملہ ہے اور ایام وضع حمل کے
قریب ہین لیکن یہ نہین سمجھا کہ مراد و مقصود اوسکے اظہار سے کیا ہے پھر
پچھم کیجانب اوسنے کئی مرتبہ ہاتھ اوٹھایا اور وہ جورو خاوند اوسیطرف کو
چلے مین نے خیال کیا کہ جسطرح ہر روزہ آتے جاتے ہین کسی ضرورت کو جاتے
ہونگے مین بھی اپنے جہاز کیجانب چلا گیا شام کو اپنے معمول کے موافق پھر آیا
تو اون دونون کو نپایا جانا کہ آج دیر ہوگئی ہوگی آگ جلا کر خود ہی پکانا شروع کیا
کہ اسمین پھر رات گذری اور کچھ اونکے آنے کے آثار نہ معلوم ہوے لاچار
مین نے بحال تشویش کچھ زہر مار کیا اور بڑی مشکل سے درخت پر چڑھ کر بیٹھا
اور انتظار کرتے کرتے سو گیا صبح کو اوٹھکر پھر منتظر بیٹھا رہا اور کہین نہ گیا یہانتک
کہ شام ہوگئی تب تو مجھے تردد پیدا ہوا اور ایک قسم کا یاس لاحق ہوا کہ واللہ اعلم

خوب دیکھا اور بالوسر کا نیمین اوسنے بھی میرا ساتھ دیا اور پھر حسب معمول کھانیکا
سامان بہم پہونچاکر پھری غور کرنیکا مقام ہے کہ سات مہینے میرے پہونچنے کو
اوس مقام پر گذر چکے اور جاڑے کے دن بھی شروع ہوگئے تھے مگر نمک میسر نہوا
کہ لذت گوشت کی پاتا اور چیز ونکا کیا ذکر آٹھوین مہینے مین دوسرا درجہ بھی جہاز کا
کھل گیا اور اوسکے اندر جو مین گیا تو تین بورے غلہ کے دکھلائی دیے
اور بھی اگرچہ بہت سی چیزین تھین مگر سب سڑکے نکمی ہوگئین تھین اور اونکا
ملنا نہ ملنا برابر تھا الا چند ظروف بھی ایک جگہ نظر آئے جو زنگ سے خراب
ہوگئے تھے مین نے اونکو اوٹھا لیا اور غلہ کے بورونکو کھولکر دیکھا تو چاول
وگیہون ومٹر وجو اونمین معلوم ہوی تھوڑی تھوڑی بطور نمونہ کے مین نے لی لیے
اور وقت معینہ پر پھرکر اپنے آشیانی کیجانب متوجہ ہوا وخیال کیا کہ اگر بجاے
نمک کے دریاے شور کا پانی لے لون تو کارآمد ہوگا اس خیال سے اوسیجگہ
بیٹھکر ایک پتیلی کومین نے مانجا وتھوڑا پانی بھر لیا اور اپنا پشتارا معمولی کمر پر
رکھکر چلا درخت کے نیچے پہونچکر مین نے آگ علیحدہ روشن کی اور اوسمین
مٹر کو اوبالا اور تھوڑا پانی کھاری ڈالکر مزا چکھا تو لذت فی الجملہ معلوم ہوئی
اپنے محسن ومحسنہ کو بھی کھلایا وہ بھی ازبس خوش ہوے اوسکے صبح کو پھر مین
حسب معمول جہاز پر گیا اور ہر جگہ کو بغور دیکھنا شروع کیا تو ایک صندوقچہ
چھوٹا سا نظر آیا اور اسکو مینے اوٹھاکر کھولا تو اوسمین ایک دوربین قطب نما
اور پرکار وقلم وکاغذ سفید ورو شنائی ملی اوسکے ملنے سے ایک گونہ
دل لگانیکا سامان مجھے بہم پہونچا اور چند کتابین بھی ایک طرف کو نظر آئین مگر وہ

دنکے کہ مین ڈرا تھا آج میری ہیبت سے یہ دیو بھاگتا ہے لیکن مین ڈور کر
اوسکے قدمونپر گر پڑا تب مجکو پھچانکر وہ بہت ہنسا اور خوش ہوا اور پوچھنے
لگا کہ یہ تمنے کہان پایا اوسکے دوسری صبح کو مین اوس مرد کو بھی اپنے
ساتہ لیگیا اور جہاز دکھلاکر سمجھایا کہ اسیمن سے مجکو یہ سامان ملا ہے میری
محسن نے شاید جہاز کبھی نہین دیکہا تھا اسواسطے متعجب ہوکر دیکھتا تھا اور
بار بار اندر جاتا اور باہر نکلتا تھا پھر تو بالوسر کا نیمن اوسنے بھی میرا ساتہ
دیا اور بوجہ ہم پھونچنے ہتیاروںکے بالوسر کا نیمن بڑی سہولیت و آسانی
ہوگئی چنانچہ اوسروز بہت سی ریت ہم دونون نے ہٹا ڈالی بعد گذرنے
وقت معمولی کے تیسرے پھر کو ہم دونون ملکر پھرے اور مینے بندوق سے
ایک بڑی نیل گاے کا شکار کیا بندوق کی آواز سے اپنے دونون کان میرے
محسن نے بند کر لیے اور قریب تھا کہ غش ہوکر گر پڑے کیونکہ اوسنے کبھی بندوق
کی آواز اوسکے پیشتر نہ سنی تھی مگر مینے سنبھالا اور جلد پاس جاکر نیل گاے کو
ذبح کیا و جلد جلد ہم دونون نے ملکر بڑی بڑی چھریونکی مدد سی چمڑا الگ کرکے
گوشت کے صاف کیے ہوی ٹکڑی جدا کیے اور غروب آفتاب کے پہلے لیکر گھر
پھونچے اپنی زبان مین اوس روز کا داستان محسن نے محسنہ سے کہنا شروع
کیا جسکو سنکر وہ مسکراتی جاتی تھی پھر اوٹھکر بندوق کو دیکھنے لگی اور مجھسے
اشارہ کیا کہ مین اسکو چھوڑ دن محسن نے منع کیا تو بھی اوس عورت نے
اصرار کیا چنانچہ مین نے بندوق کو چھوڑا کھکھلاکر وہ عورت ہنس پڑی اور
دوسرے روز وہ بھی میرے ساتہ جہاز تک گئی اور پھر پھراکر اوسنے جہاز کو

کبھی انگور کبھی ناشپاتی توڑکر جمع کرتا اور دوپہر کا مل اوسی ریت کے سرکانے مین بسر
کرتا یہان تک کہ جو کپڑے پہنے ہوے تھا نہایت پھٹ گئے لاچار ہوکر مین نے اپنے
عمامے کو پھاڑکر دو تین تہمد بنائے اور ننگے بدن اوس دھوپ مین پھرا کرتا یہ
غنیمت تھا کہ وہ ایام سرما کے نتھے چنانچہ بیس روز مجکو جب اوسی محنت مین گذرے
اور بہت کچھ ریت سرکائی تو معلوم ہوا کہ وہ ایک عمدہ جہاز ہے اوپر کا درجہ بخوبی
کھل گیا اوسمین داخل ہوا تو چند ہل اور کئی قسم کی لکڑیان کھیتی کے کارآمد اور بہت
نفیس لکڑی کے اور نہایت عمدہ مضبوط بنے ہوے اور بسولا وغیرہ اوزار بھی
مین نے پائے اور اوسکے بعد چند صندوق ملے کہ جس مین سیئے ہوے کپڑے
انگریزون کے پہننے کے رکھے ہوے تھے اور چار بندوق اور ٹین کے دو تین
پیپے اور کئی تلوارین اور بڑے بڑے چھرے نظر آئے یہ دیکھکر مین نہایت خوش ہوا
اور پہلے تو مین نے چاہا کہ کپڑے پہنون مگر جن کپڑون کو ہاتھ لگاتا تھا بھوسے کے
مانند اوڑ جاتے تھے اونکو دیکھکر مجھے رنج ہوتا تھا ڈھونڈتے ڈھونڈتے کئی پائجامے
نہایت مضبوط کہ دو ایک اوسمین سابر کے چمڑے کے بہت تحفہ تھے اور موٹے کپڑے
کی کرتیان پائین اوّلا تکلف مین نے اونکو پہنکر اور ایک سایہ دار بھاری ٹوپی نکالکر اپنے
کو آراستہ کیا اور ٹین کے پیپونکو جو کھولا تو نہایت ہی تحفہ بارود پائی خوش ہوکر چھرہ اور
گولی بھی ڈھونڈھنے لگا آخر وہ بھی ملا کمال فرحت دو بندوقین لیکر مین باہر جہاز کے
آیا اور بخوبی جہاز کو بند کرکے اپنے آشیانہ کیطرف متوجہ ہوا ہنوز آفتاب غروب نہوا تھا
کہ مین زیر درخت پونچا وہ میرا محسن مجھے دیکھکر گھبرا گیا کہ یہ کون چلا آتا ہے اور قصد بھاگنے
کا کیا اوسوقت مین اپنے دلمین بہت خوش ہوا اور بھولا نہ سمایا کہ اللہ خلاف اوس

اور اوسکے بعد ندی بہت کم چوڑی ہوکر تھوڑی دور تک بہی تھی اور بعد اوسکے
پورب طرف کو میرے مسکن درخت سے جانب شمال ایک میل کے فاصلے پر
جہان مین تباہی جہاز کے بعد کنارے پر لگا تھا بہتی تھی اور ہر روز تھوڑی تھوڑی
مٹی کو بہا بہا کر دریاے شور مین لیجاتی ہے پس مجکو یقین ہوگیا کہ وہ ندی باعث دیرنی
اوس جزیرے کی ہوئی ہے اور پہلے شمال کیطرف بھی زمین تھی کہ وہ ندی نے
دریا برد کی اور دریاے شور مین اوسکو ملا دیا اور دکھن طرف بوجہ بلندی کے پانی کے
زور کا اثر نہین ہوا اسواسطے یہ زمین سلامت ہے اور مصداق اپنے قیاس کا آدہ
میل کے فاصلے پر پانی مین ایک بلند ٹیلا بھی دیکھا اوسوقت کچھہ شک نرہا اور مانند بید
کے قشعریرہ میرے بدن پر طاری ہوا اور خود بخود میرا بدن لرزنے لگا اور تصور کیا کہ
اگر وہان سے جلدی رہائی نہوگی تو مفت مین جان جائیگی پھر مین نے سوچا کہ ہرگاہ یہ
زمین بلند ہے اور رسائی پانیکی سطح زمین تک نہین ہے تو کیونکر بلند زمین پانی سے
کٹے گی اس خیال سے فی الجملہ تقویت ہوئی دوسری صبحکو جو پورب کیجانب گیا اور
دریا کے کنارے کھڑا ہوکر دیکھنے لگا تو معلوم ہوا کہ ریت کے اندر کسی جہاز کا تختہ
دبا ہوا ہے قریب تر اوسکے جاکر جو مین نے بالو کو ہٹایا تو وہ دور تک گڑا ہوا معلوم
ہوا مین نے گمان کیا کہ غالبًا کوئی جہاز یہان ٹوٹ پھوٹ کر گر گیا ہے اور ارادہ
کیا کہ چارون طرف سے ریت ہٹاؤن چنانچہ دوپہر مین جہان تک میری طاقت نے
کام کیا ریت کو مین نے ہٹایا لیکن کہان تک اوسکو سرکاتا آخر تیسرے پہر کو کچھہ پھل
وغیرہ لیکر واپس آیا ہر روزہ یہ معمول کر لیا تھا کہ نورکے تڑکے جاتا اور کبھی کسی جانور
کو اور کبھی کسی پرند کو موافق اپنے کھانے کے شکار کرتا اور بطور تحفہ کبھی انجیر اور

کہ کوئی شخص آگ لیے ہوے چلا آتا ہے آخر کو جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہی نیک
عورت میری محسنہ میرے انتظار سے تنگ اگر تلاشی میری چلی آتی ہے مین ٹوکرا
رکھکر اوسکے قدمون پر گر پڑا کہ شاید وہ ناراض ہو لیکن بجاے خفگی کے اوسنے مجھے
اوٹھا لیا اور جلتی ہوئی لکڑی کہ جس مین کسی قسم کا روغن تھا اور مثل شمع کے جلتا تھا
میرے ہاتھ مین دی اور انگور کا ٹوکرہ خوش ہوکر خود لے لیا اور مجھے سبک دوش
کیا رات کے آٹھ بجے ہونگے جب مین اوس محسنہ کے ساتھ اپنے آشیانے
مین پونہچا اوس وقت وہ میرا محسن بھی بھوکا بیٹھا ہوا جھنجلا رہا تھا الا مجھے کچھ
آزردگی بیان نہین کی اور پھر صبحکو شریک کرکے کھانا کھلایا بعد اوسکے مین نے
اوسکو خوش پاکر کہا کہ اگر میرے آنے مین دیر ہوا کرے تو آپ اپنی وقت پر کھانا
کھا لیا کرین غرض یون ہی ایک مہینہ اور گذرا اور مین دلیرانہ دور دور جانے
لگا معلوم ہوا کہ وہ ایک جزیرہ ہے جسکا عرض و طول چار کوس کا ہے مگر اسپر
سخت تحیر تھا کہ نشان انسان وہان پر مطلق نہ پایا جاتا تھا حالانکہ اینٹ و پتھر نظر
آتے تھے اور ثابت ہوتا تھا کہ پہلے وہ جزیرہ آباد تھا اور باغات اور درختون سے
خوش سواد تھا کسی آفت سے برباد ہوکر مسکن دام و دد اور بوم و چغد ہوگیا ہے
ایک روز جانب مغرب دو ایک کوس مین چلا گیا دیکھا کہ پہاڑ سے ایک ندی بہکر
آتی ہے اور پانی اوسکا بلندی سے گرتا ہے اور اوسی کے شور و غل سے دماغ
تہ و بالا ہوتا ہے مین نے کنارے جاکر جو دیکھا تو عجب لطف معلوم ہوتا تھا جسجگہ
پانی گرتا تھا وہان ایک بڑا حوض ہوگیا تھا اور پھین جو پانی کا اوٹھتا تھا اوس سے
پانی ذرا بھی نظر نہین آتا تھا بلکہ جوش کیا اور اوبلتا ہوا دودہ معلوم ہوتا تھا

بھی اوس کوس بھر مین پھرتے پھرتے نڈرا اور راستون سے واقف ہوگیا تھا
اور درخت مسکن بھی اوس فاصلے سے بخوبی نظر آتا تھا اس لیے ایک روز
مین نے عمدًا اوسکا ساتھ اثنائے راہ سے چھوڑ دیا اور دوسری طرف
کو چلا اور جداگانہ شکار کرکے لایا پھر تو مجھے جرات ہوگئی اور ایک مہینے کے
بعد بلا تکلف پھرنے لگا ایک روز مین سیدھا دکھن کی جانب چلا پھر پھر کے
درخت کو دیکھتا تھا اور آگے بڑھتا تھا جب کوئی دو کوس کے قریب
نکل گیا تو دیکھا کہ جنگل کا جنگل انگور سے بھرا ہوا ہے یہ دیکھکر نہایت خوش ہوا
اور بہت سا انگور مین نے توڑ توڑکر جمع کیا لیکن یہ پہلے خیال نکیا کہ اسکو کس طرح
لے چلون گا سوچتے سوچتے جو ادہر ادھر نظر گئی تو بید کے درخت نظر
پڑے اونکو مین نے اپنی چھری سے کاٹ کر ایک ٹوکرا بنایا اور درختون
کے پتے اوسمین بچھاکر تحفہ تحفہ انگور کے خوشے سجائے اور بڑی محنت سے لیکر
چلا کبھی اوس بوجھ کو سر پر رکھتا تھا اور کبھی کاندھے پر اوٹھاتا تھا یہان تک کہ
آفتاب غروب ہوگیا اور علاوہ جانوران صحرائی کے اوس مرد محسن کی خفگی
اور آزردگی خاطر کا اندیشہ ہوا جلد جلد قدم اوٹھانے لگا مگر انگور کے ٹوکرے کا
بوجھ مجھے چلنے نہ دیتا تھا بہرحال مین درخت کی سیدھ پر چلا جاتا تھا یکایک
کیا دیکھتا ہون کہ سامنے سے اندھیری رات مین ایک آگ کا شعلہ اوٹھتا
ہوا میری جانب چلا آتا ہے مین سخت گھبرایا کہ کسی آفت تازہ کا مقابلہ
ہے یہان تک کہ وہ شعلہ میرے قریب تر آیا تب تو مین حواس باختہ ہوا
چاہا کہ ٹوکرا پھینکون اور کہین جھاڑی مین گھس رہون اسلیے کہ صاف معلوم ہوتا تھا

نیل گاو کے گوشت کے پاس آئے اور میوے کی گٹھری اور بط کو میرے
حوالے کیا اور باقی سارے نیل گاے کے گوشت کو اوسکے چمڑے مین
بھر کر خود اوٹھالیا اور معمولی وقت پر پھر اوسی درخت کے نیچے پہونچ گئے
اوسکے زور و بازو اور قوت پر مین متحیر تھا پانچوین صبحکو پھر مین ساتھہ
اوس جوان کے گیا لیکن اپنے سنتے ہونے پر متالم تھا چنانچہ اشارے
سے مین نے اوس جوان پر اپنا افسوس ظاہر بھی کیا مگر اوسکے پاس بھی
کوئی اور ہتھیار نہ تھا لاچار ہوکر اوس روز اوسنے ایک جنگلی بکرے کو تیر سے
تمام زو کیا اور میرے واسطے ایک بڑی سی قاز کا شکار اوسی پہلے روز کی
جھیل پر کرکے اپنے مسکن کا راستہ لیا اور اثنائے راہ مین ایک ریشہ دار
درخت کی ٹہنی بھی اوس مرد نے کاٹ لی اور گھر پہونچکر بعد انفراغ طعام
اوس ڈالی کو جو وہ لایا تھا چھیلنے لگا اور کلہاڑی سے خوب صاف کرکے
ایک شیشہ کا ٹکڑا اوٹھالایا اور جلد اوسنے لکڑی کو بھی چھیل چھال ایک کمان
بنائی اور اپنے گھوسلے سے تانت نکالکر چلہ بھی چڑھایا اور تیر اپنے پاس سے
نکالکر دیے صبح کو اوٹھکر مین بھی تیر کمان لیکر روانہ ہوا گو کہ مجھے محاورہ تیر لگانیکا
تھا مگر کھینچنا ہی اوس کمان کا بڑے زور و عادت پر موقوف تھا خصوصاً جب
تیر مین پھل لوہے کا نتھا اور صرف نوک سے کام نکالا جاتا تھا مگر مین نے اپنی
قوت کے موافق کمان کو کھینچ کر ایک مرغابی پر لگایا اور مار لیا وہ مرد بھی دیکھکر
خوش ہوا اسیطرح دو ہفتے مین برابر ساتھہ اوس جوان کے پھرا کیا
اور دیکھا کہ وہ ایک کوس سے زائد مسافت پر کسی روز نہین جاتا چونکہ مین

پھیلائے درخت کے نیچے سویا کیا لیکن پانی گرنے کا شور مجکو پریشان کرتا تھا
اور پتہ اوسکا نہ معلوم ہوتا تھا مین نے چاہا کہ اوسکو تلاش اور دریافت کرون
کہ پانی کہان سے آتا ہے اور کیون اسقدر شور ہوتا ہے چنانچہ اوسی جگہ
بیٹھا بیٹھا یا کھڑے ہوکر دیکھا پچھم طرف بڑا بلند پہاڑ تو نظر آیا اور کچھہ دکھلائی نہ دیا
اور مین بوجہ عدم واقفیت صحرا اور راستون کے اور خوف جانوران صحرائی سے
کہ مبادا درندے ہون دیکھنے کو نہ جا سکتا تھا چوتھی صبح کو جب وہ نیکمرد
جنگل کو جانے لگا تو مین بھی ساتھہ ہولیا اوس نے پھر کر مجھے دیکھا اور
مسکرایا اور کچھہ نہ کہا مین خوشی خوشی اوسکے ساتھہ پھر آگیا اور اس واسطے
اوس سے جدا نہ ہوا کہ شاید راہ بھول جاؤن اور کہین سے کہین آوارہ
ہوکر کسی مصیبت مین ناحق پڑون چلتے چلتے یکبارگی وہ مرد ٹھہر گیا اور
مجکو ٹہکرا اشارہ روکنے کا کیا اور تیر کو چلے مین جوڑکر لگایا مین نے اپنی
نظر سے خود دیکھا کہ ایک نیل گاو جو بہت بڑا سامنے کھڑا ہوا تھا اس زور
سے تیر کو چلے پر چڑھا کر چھوڑا کہ نیل گاو کا کام تمام کیا اور دوڑکر کلہاڑی اوسکے
سر پر مارنا شروع کی یہان تک کہ وہ گرا آٹھہ ٹکڑے اوس نیل گاو کے کیے
اور ایک جگہ انبار کرکے پھر آگے بڑھا اور ایک چھوٹی سی جھیل کے کنارے
دیکھا کہ بڑی بڑی بطین تیر رہی ہین اون مین سے بھی ایک پر تیر چلایا اور
بے تکلف تالاب مین گھس کر زندہ پکڑ لایا اور مجھے حوالے کیا پھر اوسی جھیل
کے کنارے سے کھود کر جڑین نکالین اور ادھر اودھر اوس جھیل کے کنارے
جو درخت میوہ دار لگے تھے اون کے پھل جمع کیے اور وہان سے پھر کر پھر

بیٹھا رہا یہان تک کہ وہ آیا اور ہرن کو اوسی درخت سے لٹکا دیا اور پھل پھلاری
اور درختون کی جڑین جو اوسکی کمر مین تھین اوس نیک عورت کی ٹوکری مین بھر دین
اور پھر خود تو ہرن کے چمڑے نکالنے اور گوشت کے صاف کرنے مین مصروف
ہوا اور عورت نے لکڑی انبار کر کے آگ جلا کر کوئلے تیار کیے اور گوشت کے
ٹکڑے کے ٹکڑے دہکتے ہوے کوئلون پر رکھدیے اور اس طور سے کباب
کر کے قبل غروب آفتاب کے وہ گوشت اور پھل اور جڑین لیکر بیٹھی اور مجھے
بھی بلایا اور کھانیکا اشارہ کیا مین نے سلام کیا اور اشارے سے سمجھایا
کہ اس مہربانی کا احسان مند ہوا لیکن جس گوشت کو وہ نوشجان کرتے ہین
مین نہین کھا سکتا خدا جانے وہ کیا سمجھا اور پھل میرے آگے بڑھائے
جسکو مین نے خوب سیر ہوکر کھایا اور موافق شب گذشتہ کے پھر اوسی درخت
پر ہم تینون نے بسیرا لیا اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ عورت زوجہ اوس مرد کی تھی
وہ رات بھی کٹی اور صبح ہوئی حسب معمول وہ دونون باری باری غذا
اور لکڑی لینے کو چلے گئے اور اپنے وقت معہود پر آئے خلاف پہلے روز کے
ایک بکری کا بچہ زندہ بھی وہ ہوا مرد لایا اور خاص کر مجھے دیا مین اوسکی سمجھ بوجھ
سے نہایت خوش ہوا اور خود بچے کو مین نے ذبح کیا اور گوشت صاف کر کے
کباب بنایا اور ہم سب نے ملکر پھر کھایا اور حسب دستور سورہے تیسری صبح
کو مین نے اپنے کو چاق پایا اور چلنے پھرنے کی طاقت بھی بخوبی ہاتھ پاؤن
مین پائی تو بھی مین نے عمداً حرکت کرنی مناسب نجانی اور موافق دو روز
گذشتہ کے بلا وقت کھانا پاکر خدا کا شکر کیا اور بے کھٹکے دن بھر پاؤن

آنے لگی کہ جیسے بلندی سے پانی گرتا ہے اور شور ہوتا ہے اوسی حالت مین وہ
دیو اوٹھا اور مجھے بغل مین دباکر درخت پر لیگیا اور وہ عورت بھی اوسکے بعد درخت
پر چڑہ آئی اور درخت کی ڈالیون پر ایک جھونپڑہ مثل گھوسلے کے بنا ہوا تھا اور
اوسمین نرم نرم پر بچھے ہوے تھے کئی چمڑے بھی پڑے ہوے تھے ایک چمڑا
مجھپر بھی ڈال دیا اور خود بھی مع اوس عورت کے لیٹ رہا بڑے فجر پھر مجھکو
درخت سے اوتار لایا اور مجکو اوسی عورت کے پاس چھوڑکر تیر و کمان اور ایک
کلہاڑی لیکر غائب ہوگیا وہ عورت نہایت شفقت سے مجھسے باتین کرتی
تھی حالانکہ مین ایک حرف نہ سمجھتا تھا البتہ طرز و اشارات سے مطلب اوس کا
مستنبط ہوتا تھا پھر دن جب آیا ہوگا تو وہ بھی ایک طرف مجھے نیچے درخت
مذکور کے چھوڑکر چلی گئی مین پریشان مبتلاے افکار اور خلجان ہوکر بیٹھا رہا سوچا
کیا کہ یا بار خدایا جس قدر آفتین مین اوٹھا چکا تھا وہ کیا کم تھین جو یہ نئی مصیبت
پیش آئی نہ تو جانتا ہون کہ یہ کون جگہ ہے نہ یہان انسان نظر آتا ہے کیونکر رہائی
یہان سے ہوگی اسی پیچ و تاب مین تھا کہ وہ عورت سامنے سے لکڑیون کا بوجھ
لیے ہوے نظر آئی مین نے اوٹھکر چاہا کہ اوسکا بوجھ اوتارون لیکن میرے رسائی
اوسکے کاندھے تک نہوتی تھی چہ جائیکہ اوسکے سر تک پہونچتا اوسنے خود ہی اپنا
بوجھ اوتارا اور بچے کھائے شبینہ پھل میرے آگے رکھے اور خود بھی کھائے
اور پھر بدستور میری خاطر کرتی رہی تیسرے پہر کو وہ مرد دوہرن کاندھے پر
لٹکائے ہوے اور ایک بوجھ کمر مین باندھے ہوے نمودار ہوا ہر چند اوسوقت
اوسکی شکل ہیبت ناک تھی مگر یہ مین جان چکا تھا کہ وہ مجھے آزار نہ دیگا بلا خوف

متعلقہ صفحہ ۸۲



متعلقہ صفحہ ۸۲



ستحکم باندھا اور یقین کیا کہ اب کشتی نہ بہ سکے گی اور پھر مین غش کھا کر کنارے
گر پڑا اس وقت ہوا کی شدت کم ہوگئی اور مطلع صاف تھا آفتاب بھی کمال
تمازت پر تھا اسواسطے سردی دریا کی جاتی رہی تھی اور میرا بدن مثل آگ کے
جلتا تھا ہر چند چاہا کہ سر کو بن مگر غش پر غش مارے بھون کے آتا تھا اور اوٹھنا
کیسا کہ سر کا تک نہین جاتا تھا قریب دوپہر کے مجھے ایک گھڑ گھڑاہٹ معلوم ہوئی آنکھہ جو
کھلی ایک شخص مہیب صورت نظر آیا آنکھون کے آگے اندھیرا آگیا معلوم ہوا کہ
کوئی کالا دیو ہے کہ میرے کھانے کے واسطے آیا ہے اس ڈر سے پھر غش آگیا
اور پھر مجھے معلوم نہین کہ کیا گذری پھر جو آنکھہ کھولی تو دیکھا کہ ایک بڑا درخت ہے
اوسکی ڈالیان کچھہ بلند اور کچھہ زمین کے قریب ہین اور پھیلاو اوس درخت کا
البتہ ایک بیگہہ زمین تک تھا اور سایہ اوسکا نہایت گنجان دو بیگہہ زمین سے زائد
پر پھیلا ہوا تھا اور میرے سرہانے وہ بھی دیو بیٹھا ہوا تھا اور دہنے بازو کیطرف
ایک کالی ڈاین جسکے ہاتھہ مین ایک ٹوکرہ تھا معاذ اللہ یہ دیکھکر روح نے جسم
سے مفارقت کا ارادہ کیا مگر وہ دیو صورت جو فرشتہ سیرت تھا سمجھا کہ مین اوس سے
ڈرتا ہون اوسنے فورًا میرے منہہ پر پانی چھڑکا اور اپنی زبان مین خدا معلوم
کیا بڑبڑایا بہرحال اوس کے اشارون سے مجھے یقین ہوگیا کہ وہ درپے
آزار نہین ہے اور اوسنے بھی سمجھہ لیا کہ ڈر مجھے اسکا کم ہوگیا تو اپنی جورو کے
ٹوکرے سے کچھہ پھل جو مانند انجیر کے تھے میرے آگے ڈال دیے اور اشارہ
کھانے کا کیا مین نے اوٹھا اوٹھا کر کھایا اور پانی پیا اسمین رات آگئی
اور جانوران صحرائی بولنے لگے اور ایک ایسی مہیب و سخت آواز

پگر ندامت کیا کام آتی تھی اور مجھے کیا معلوم تھا کہ اس حال سے بھی گھر پہونچنا ہے
یا پھر کسی آفت مین پھنستا ہون مین تو اسی سوچ اور فکر مین تھا کہ جب جہاز ہمارا مکہ
معظمہ سے آگے بڑھا ایک مقام پر جسکی ایکطرف سرحد عرب اور دوسری جانب
افریقہ تھا پونہچا دفعتاً طوفان عظیم اوٹھا اور مین کیا بیان کرون کہ کیسا طوفان تھا
دم بھر مین جہاز پاش پاش ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا کچھہ آدمی غرق ہوگئے اور
کچھہ چھوٹے چھوٹے تختون پر بہ چلے چنانچہ اوس طوفان مین مین بھی ایک تختے
پر بہا اور یہ ماجرا قریب صبح کے واقع ہوا تھا مگر چاند خوب روشن تھا جب مین نے
اپنے کو سنبھالا تو دیکھا کہ اوس تختے کے ساتھہ ایک چھوٹی کشتی بھی مضبوط رسی
سے بندھی چلی آتی ہے مین نے بہت غنیمت سمجھا اور خیال کیا اوس کشتی تک
پہونچ سکون تو شاید انفاس زندگی کے کچھہ اور شمار کرون ڈوبتے کو تنکے کا
سہارا بہت ہوتا ہے یہ خیال کرکے رسی کو پکڑکے دریا مین گر پڑا اور بہت محنت
ومشقت سے اوسی کے سہارے سے کشتی تک پونہچا اور جاکر پناہ گزین ہوا
لیکن اوس شدت ہوا مین کیا بس تھا نہ معلوم کہان جاتا تھا غرض تین دن
اور تین رات مین بے آب ودانہ اودھر کا ادھر ادھر کا اودھر مارا پھرا چوتھی
صبح ہوتے ہی کشتی نے بڑے زور سے ٹکر کھائی آنکھین میری جو بدحواسی سے بند
تھین کھل گئین اور زمین نظر پڑی جان مین جان آئی اور باوجود ضعف ایک
طمانیت سی دلکو آئی اور مین جلدی سے کود کے زمین پر آیا اور وہ رسہ جو تختے
سے بندھا ہوا تھا وہ بھی لگا ہوا نظر آیا تختہ ٹوٹ کے بہ گیا تھا مگر رسی کی مضبوطی
مین کچھہ فرق نہ آیا تھا جلدی سے رسی کو ایک جڑ مین جو لب دریا نکلی ہوئی تھی

خزانۂ سلطانی سے پانچہزار روپیہ دیا جاتا ہے اوسکو قبول کرو مین نے کمال
منت اوس صاحب عدالت و نصفت کی کر کے لے لیا اور بوجہ راست بازی
اور خوش معاملگی جو کچھہ مین نے رنج اوٹھایا اوسکی کچھہ پروا نکر کے دو ہزار نوسو
پچاس روپیہ کی ہنڈوی سالومن کے نام شہر قاہرہ پر اور عماصہ کی بنام اسمعیل
تاجر سویز جس نے میرے تریولیے سے لوٹ آنے پر قرض دیے تھے
خرید کین اور اس طرح تریولیے سے تا سمرنا جو کچھہ میری اور یوسف کی رہائی
مین سالومن اور اسمعیل کا خرچ ہوا تھا ادا کرنے کا ارادہ کیا اور سویز کو پھر لوٹا
اور سوئیز کے لوٹنے مین کچھہ تاخیر بھی نہین ہوئی اسواسطے کہ سمیرنا ایک بڑی
تجارت گاہ ہے اور ڈیڑھ لاکھہ سے زیادہ باشندے اوس مین ہین کہ
جس مین سے اکثر تجارت پیشہ ہین اور بوجہ بہم پہونچنے افیون و دیگر اشیا
کے انگریز بھی وہان تجارت کرتے ہین اور چین کو مال لیجاتے ہین پس مین
انگریزی جہاز پر سوار ہوکر ۷ اکتوبر ۱۸۳۳ء کو سوئیز مین داخل ہوا بحر دلنگر انداز
ہونے کے سالومن کے بھائی کے پاس ہنڈوی روانہ کی اور اسمعیل کو دست
بدست دی تھوڑے ہی توقف مین سالومن کے بھائی کا خط رسید ہنڈوی
مین آیا اوس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شہر حرالٹر مین مسٹر ایڈورڈ قدیم دوست یوسف
کا مل گیا اور اوسنے یوسف کو مع اخبر نیویارک مین پہونچا دیا یہ سنکر مین انتہا کو
مسرور ہوا اور اشتیاق وطن میرا بھی تازہ ہوگیا چنانچہ بلا توقف خلیج عرب
مین داخل ہوکر روانہ ہوا پھر دلمین سوچتا جاتا تھا کہ آخر پھر اوسی حالت مین
لوٹ کر گھر چلا کہ جس سے بہتر اوس وقت کی صورت تھی کہ بصرہ ہی سے چلا جاتا

مدعی کے پھر مجھے قید کیا اور پھر ایک ہفتے کے بعد بلایا اور مین نے وہی جواب
دیا یہان تک کہ چھہ مہینے مین نے اپنے اقرار کو برقرار رکھا ساتوین مرتبہ مین نے
وہی کہا کہ اگر یہ نہین ہوسکتا تو اختیار ہے حکم قصاص کا دیجیے میرا مقدمہ جو درست
تھا حاکم سابق بدل گیا اور دوسرا افندی وہانکی فوجداری پر آیا اوسنے قاضی
سے مقدمہ طلب کیا اور نہایت نرمی سے مجھسے سوال کیا مین نے بکمال تعظیم
ہر ایک امر کو شرح بلا اجمال بیان کیا تب حاکم نے اون مدعیون سے پوچھا
کہ اگر یہ جھوٹا ہوتا اور دغا بازی کرتا تو تم تک کیون آتا اور پچاس ہزار روپیہ نقد کیون
دیتا آیا تم جانتے تھے کہ یہ خواجہ کا نوکر تھا اور تمکو معلوم تھا کہ یہ کون شخص اور کہان کا
رہنے والا تھا سب نے کان پر ہاتھ رکھا اور اقرار کیا کہ اگر یہ خود نکہتا اور حال
کو نہ تبلاتا تو ہمکو کیا معلوم ہوتا حاکم نے کہا ہرگاہ اسقدر راست باز ہے کہ جس قدر
بیان سے خود بخود اسکے ثابت ہے تو جو وہ کچھہ اور بیان کرتا ہے باور نکرنیکا
کیا باعث ہے اور یہ مشکل نہین ہے سونے مین دریافت کرو کہ آیا پچاس ہزار
سے زیادہ اسنے پایا یا کم اور جو کچھہ تر پولیے مین خرچ کرنا سالومن کا بیان
کرتا ہے جھوٹ ہے یا سچ اور مجھے ایک معتبر تاجر کے سپرد کرکے مدعیون کو
چھہ مہینے کی میعاد دی انجام کو اون لوگون نے بھی پچاس ہزار روپے سونے
سے پانا اور سالومن کا قید سے چھوڑانا قبول کیا حاکم کو میری ذلت اور رسوائی
پر بڑا تاسف ہوا اور پانچ ہزار روپے تاوان کے مجھے دلوانا چاہا مین نے
عذر کیا کہ ان کا مال جنھون نے مجھے بے ایمان جانا حرام ہے اور مین
ہرگز نہ لونگا یہ سنکر حاکم کو زیادہ تر مجھپر نظر التفات کی ہوئی اور فرمایا کہ تمکو

کہ ہرگاہ آپ مجھے کاذب اور دغاباز جانتے ہین تو بہتر ہے کہ اسکا مذکور پھر نہ لائیے
اور چپ ہوکر چلا آیا مین نہین جانتا کہ اوسنے کیا کیا میری باتون سے مطالب گڑھ
لیے اور زاہد بن بشیر کو اونچ نیچ سمجھائی کہ وہ کھلی کھلا مدعی بنا اور اپنی باپ کے
خون کا طالب ہوا جسقدر مین نے انکار کیا اون سب بے عقلون کو یقین ہوا اور مجھکو
گرفتار کیکے حاکم کے پاس لے گئے اور علاوہ خون دو لاکھ روپے کی جائداد
کا غاصب مجھے قرار دیا لاچار ہر ایک کی باتین اور دعوی حاکم کے روبرو سنکر مین نے
جوابدہی کی اور اپنی بریت کی شہادت مین وصیت نامہ خواجہ کا پیش کیا اوسکو
اہل مدینہ نے جعلی قرار دیا اور خواجہ کے لکھے ہوے سے انکار کیا اگرچہ مدعیون
کے پاس کچھ وجوہات ثبوت جرم نہ تھے مگر عجب ماجرا تھا کہ صفائی جرم کی مجھسے
مطلوب تھی مین حیران تھا کہ کیا کرون قاضی نے بھی اونھین کو سچا جانا اور ایک
میعاد مقرر کردی کہ اوس درمیان مین بے گناہی اپنی مین ثابت کردون اور
بے تکلف زندان مین مجھے محبوس کیا مین حیران تھا کہ عجب عدالت ہے کہ اگر
مین سوتبز سے پچاس ہزار روپے لیکر چلتا ہوتا اور اونکو خبر نہ دیتا تو کیا ہوتا اور مجھکو کون
پکڑتا نیکی برباد گنہ لازم اسی کو کہتے ہین مگر پھر مین خود ہی اوسکی تردید کرتا تھا کہ وہ
پچاس ہزار روپیہ کے دن کھاتا آخر کو خدا کے روبرو خواجہ مدعی ہوتا اور
سزا دلاتا اوس سے تو یہ عقوبت عارضی کہین آسان ہے اسی خلجان مین تین مہینے
بسر ہوگئے اور قاضی نے پھر مجھے بلایا مین نے درخواست کی کہ آپ براہ
مہربانی اس مقدمے کو سلطان کے حضور مین بھیجدین وہان مین روبکاری کرونگا
اور بیگناہی بخوبی ثابت کرونگا قاضی اسپر راضی ہوا اور محض بپاس خاطر

مشورے پر متفق ہوکر مجکو ایک بڑے سوداگر نے کہ جسکی عمر البتہ نوے برس سے
کم نہوگی بلایا اور نہایت تعظیم سے پیش آکر دو روز مجھے مہمان کیا اور انواع انواع
طرحکی مدارات سے مسلوک ہوکر بندہ نادرم خریدہ مجھے بنایا اور اوسکو اس دو
دنکی مجالست مین اچھی طرح اطمینان ہوگیا کہ مین اوس مرد پیر کو معتمد اور اپنا
سچا دوست سمجھتا ہون تیسرے روز مجھے تنہائی مین حال سفر کا پوچھنے لگا مینے
راست راست بلاکم وکاست بیان کیا جہاز کی تباہی اور خواجہ کی اور اپنی گرفتاری
اور زندان مین باحسرت وحرمان خواجہ کی موت آنی بیان کی تو قہقہہ مارکے
وہ بڈھا ہنسا اور مجھسے بے تکلف ہوکر کہنے لگا کہ بازی بازی ازمن ہم دغا باز
اے بھائی مین نے تمام عالم کو چھانا ہے جہانگردی مین جوانی سے یہ سن آیا
ہے مگر کہین ایسا بھی ہوا سچ سچ مجھسے تبلاؤ کہ تمنے خواجہ کو کس طرح مارا اور اوسکے
مال سے تمکو کیا ملا یہ سنتے ہی غصے سے میرا چہرہ لال ہوگیا اور غیض مین آکر
تھرتھرانے لگا قریب تھا کہ مین اوس بڈھے کو مارون عقل نے مجھے روکا کہ
حرکت ناشایستہ سے کچھ فائدہ نہین ہے اس سوداگر کو سب جانتے ہین اور تعظیم
وتکریم کرتے ہین صاحب مقدور وذی شعور مشہور ہے اوسکی بیہودہ گوئی کو کوئی
نہ پوچھے گا اور تمھین آفت مین پڑوگے اسواسطے مین چپ ہورہا اور قہر درویش
برجان درویش کی مثل اپنے اوپر صادق لاکر بڑی دیر تک عالم سکوت مین بیٹھا
رہا ایک گھنٹے کے بعد میرا غصہ فرو ہوا اور نیک وبد سمجھنے کا قابو ملا تو مین نے
اوس پیر مرد سے کہا کہ آپ کا فرمانا بجا اور درست ہے اور مین اسقدر آپ کا
ممنون وشکر گزار ہون کہ کچھہ جواب دے نہین سکتا مگر بنمت درخواست کرتا ہون

آخر کار رسید بھی مین نے معائنہ کرائی تو مجبور ہوکر کہنے لگا کہ تمپر کیا اعتبار
شاید اگر کوئی اور دعویدار ہو تو مین نے مختار نامہ دکھلا کر لاچار کیا اڑھتیا
مال مردم خور تھا خواجہ کو مردہ جانکر جی بچا ہتا تھا کہ مال اوسکا پھیر دیوے اس لیے
طرح طرحکے بہانے کرنے لگا مین نہایت دق ہوا اور تمام تاجرون اور اڑھتیون
اور دلالون مین چرچہ ہونے لگا ہر ایک نے نفرین کی قصہ مختصر یہ ہے کہ اوس
یہودی نے اصل اصل مال کی قیمت بلا نفع پھیر دینی منظور کی مین نے بھی سوچا
کہ جلتے جھونپڑے سے جو نکل آتے وہی غنیمت ہی منظور کیا پچاس ہزار روپیہ
نقد مجکو بہم پونچے مین نے اوسی وقت ہنڈویان شہر سمرنا کی لے لین اور فوراً
قاصد سمرنا کا ہوا اور بلا زحمت اور پیش آنے مکروہات کے سمرنا مین پونچا اور
خواجہ بشیر کے فرزند ارجمند سے ملاقات کی اوس نے مجھے کبھی کاہے کو دیکھا تھا
اور کیا جانتا تھا کہ مین اوسکے باپ کے ساتھ تھا اور اوسکو نہ معلوم تھا کہ اوسکے
باپ پر کیا گذری البتہ بوجہ بنیا نے خبر خیر و عافیت کے وہ اور تمام خاندان اوسکا
متردد تھا افسوس کہ خبر بد کا پونچانا میرے حصے مین آیا تھا جب مین نے واقعہ
گذشتہ کو بیان کیا شور گریہ وزاری سے مکان گونجنے لگا اہل خاندان و عزیز
قریب دور دور سے آئے بعد انفراغ مراسم تعزیت کے زاہد بن بشیر کو قائم مقام
کیا اور اوس سے اطمینان کرکے باخود ہا خواجہ کے عزیز و احباب نے جمع ہوکر
مشورہ کیا کہ جو صرف پچاس ہزار روپیہ یہ شخص لایا ہے اور باقی مال کا غارت
ہونا اور خواجہ کا عجب طور سے مرجانا بیان کرتا ہے کیونکر راست اور درست سمجھا جاے
اسواسطے کہ زمانے مین ایسے لوگ بہت کمتر ہین کہ راست بازی کرین اور اس

ابن بشیر کی ناقدردانی اور سفاہت

روانگی یوسف کے چند خاص عزیز سالومن کے سوئز کو جاتے تھے اونکے ساتھہ
مجھے بھی کر دیا کہ بخاطرداری تمام مجکو پونہچا دین نہایت شکرگزار اور زیربار احسان
سالومن کا ہوکر روانہ ہوا اٹھائیسوین ستمبر ۱۶۶۹ء کو سوئز مین پونہچا اعزا سالومن
کے مجھکو سوئز مین چھوڑکر شہر قاہرہ کو جو وطن سالومن کا تھا روانہ ہوے سوئز مین
مجھسے ہرایک سے شناسائی تھی لہذا ہر شخص بخاطرداری پیش آیا اوسوقت جو مین نے
غور و تامل کرکے خیال کیا کہ مین اگر خواجہ بشیر کے مال کا دعوی کرون تو کیا عجب ہے
کہ مردمان خاین بطمع ہضم کرنے مال کے مجکو کسی آفت مین ڈالین اور خواجہ کا قاتل
گردانین یا اوس سے درگذرین تو خواجہ کی ہلاکت و تباہی جہاز کا نشان مجھسے نہ پائین
اور انھین خیالات سے بہت روز خاموش رہا لیکن وہ بڑا بوجھہ خواجہ کی وصیت
کا میری گردن پر تھا اور مین سوچتا تھا کہ دنیا چند روزہ ہے جب مرونگا اور عقبے مین
خواجہ سے دوچار ہون گا تو اوسکو کیا جواب دونگا اور جب کہ لوث اور خیانت سے
مبرا ہون تو کیا ڈر ہے اور اس خیال کو مضبوط کرکے مین نے نوشتہ خواجہ بشیر مرحوم
کو اپنے بازو سے کھولا اوسمین سے تین کاغذ نکلے اول ایک مختارنامہ تھا کہ ہمنے
اپنے زر یافتنی باقی بازار سوئز کے وصول کرنے کا مجکو مختار کیا اور دوسرا
حساب تھا اور تیسری رسید تھی کوٹھی آرمینت کے مہاجن کے پاس مین گیا
وہ بمہربانی تمام پیش آیا اور خواجہ کا حال پر درد سنکر بہت متاسف ہوا لیکن کچھہ مذکور
اوسکے اسباب کی بکری یا روپیہ کا نکیا تب مین نے خود بیان کیا اور نشان
چاہا تو آرے دبلے کرکے ٹالنے لگا اور کہا کہ مجکو یاد نہین کہ آیا مال کس
قیمت کا تھا مین نے حساب پیش کیا تو حجت کرنے لگا کہ میرا لکھا ہوا حساب

اور لتیاتے ہین شہر کے پورب طرف بادشاہ کا محل ہے اور وہ نہایت ظالم اور سنگدل ہے اور جو اوسکے دل مین آتا ہے کر گذرتا ہے آب وہوا نہایت گرم ہے جب بارش ہوتی ہے تب رات دن برابر پانی برستا ہے اور جب کھلجاتا ہے تو مطلع صاف ہوکر مہینون ابر تک معلوم نہین ہوتا چھپر کے مکانات اکثر ہین اسقدر مضبوط چھپر بناتے جاتے ہین کہ بے تکلف آدمی اوسپر چڑھکر پھرتے ہین اور چھپر نہایت صاف اور تختہ بنتے ہین گلیان تر پولیے کی اکثر تنگ اور پر از بالو ہین کہ بجز اونٹون کے اون مین نقل احمال اور اثقال کی نہین ہوسکتی اور سالومن سے جو حال پوچھا کہ بعد میرے چلے آنے کے کنڈ یا مین کیا گذری اوسنے بیان کیا کہ مین اسی مقام سے بندر جنیوا کو بضرورت اپنے کاربار کے جاتا تھا اور بلا مال واسباب کے مین نے سفر اختیار کیا تھا اسواسطے کہ میرا مال خرید کیا ہوا بندر جنیوا مین تھا جب وہ طوفان عظیم آیا اور اجل کے منہ سے تمنے مجکو نکالا تو مین تمھارے آنیکے بعد اپنے ایک دوست کے یہان چار روز رہا اور اوسکے بعد پھر جہاز پر سوار ہوکر جنیوا کو گیا اور تیسرے مہینے یہان مع الخیر واپس آیا مجکو کیا معلوم تھا کہ تم یہان اس مصیبت مین ہو اتفاق سے اوس روز مین نے تمکو دیکھا اور اگرچہ فوراً پہچانا مگر میرے خیال مین نہین آیا تھا کہ کجا تم اور کہان یہ غلامی کپڑے اسواسطے شبہہ ہوا کہ شاید تمھارے مشابہ کوئی اور آدمی ہو لہذا نام تمھارا لیکر مین نے پکارا اور اپنا نام سنکر جو تم ٹھٹھکے تو مجکو یقین ہوگیا اور تمسے ملا غرض ایک مہینے تک ہم سالومن کے مہمان رہے بعد اوسکے مین نے اپنا قصد سونیر کا سالومن سے ظاہر کیا اور یوسف نے نیو بارک جانیکا ارادہ بیان کیا حسب اتفاق چند یہودی جرالٹہ کو جاتے تھے تو ڈیڑہ سو روپیہ سالومن نے یوسف کو دیے اور رخصت کیا اور مجھے ٹھہرا رکھا بعد

حیرت ہوئی اوسنے مجھے متحیر دیکھکر کہا کہ مین سالومن ہون لیکن تو بھی میرے ذہن
مین نہ آیا تب پھر سالومن نے بتا دیا کہ قریب جزیرہ کینڈیا کے تمنے مجھے دریا سے
نکالا تھا اور میرا حال پوچھتا ہوا جیلخانے تک گیا اور میری مصیبت سنکر زار زار رونے
لگا اور فورًا پندرہ سو روپیہ زندان بان کے پاس لے آیا میری رہائی کا طالب ہوا
موافق قاعدے کے زندان بان نے مجھے حوالہ سالومن کے کیا لیکن مین نے
اپنی رہائی بدون ہمراہی اپنے محسن کے گوارا نکی تب سالومن نے داروغہ سے اور
منت وسماجت کی اور آٹھ سو روپیہ دیکر اوسے بھی چھڑایا اور ہم دونون کو قریب
شام کے لیکر اپنی دوکان پر آیا اور تبدیل پوشاک کرکے خوش گوارا کھانا کھلایا اوسکی
کی آسایش اور راحت کو میرا دل خوب جانتا ہے یا مجھے بڑھکر یوسف کو آگاہی ہے
اسواسطے کہ مجکو بعد چھ مہینے کے اور یوسف کو بعد ڈہائی برس کے کھانا اور پینا
اور سونا آزادانہ حاصل ہوا تھا بہرکیف شب بھر ہم پاؤن پھیلاکر سوئے صبحکو سالومن
نے حمام کرایا اور ہم لوگون کے واسطے کپڑے سلوائے اور بکمال مہمانداری اور
خاطرداری ہمکو رکھا اور شہر کی سیر کرائی ترپولی ایک اچھا شہر ہے اور شہرپناہ بھی نہایت
مضبوط ہے بڑے بڑے دو دروازے شہرپناہ کے ایک جانب اور تھے جسکے مقابلے
مین دریا ہے اور دوسرا دکھن کیطرف ہے جہان سے کئی ملک کے راستے گئے ہین اور
ہر دروازے پر سپاہی مسلح تعینات رہتے ہین علاوہ قوم جفاکار وستم شعار مور کی یہودی
بھی رہتے ہین اور بیشتر سوداگری اور طرح طرح کے کاروبار اون لوگون نے وہان
اختیار کیے ہین مگر از حد دکھ وآزار ہاتھ سے وہان کے مسلمانون کے پاتے ہین
مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ مور لوگ لمبی لمبی ڈاڑھیان یہودیون کے پکڑکے گھسیٹتے

ترپولی

میرے دوا کرنیکو نہین گذرا تھا کہ مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اس لیے کہ اوس
روز بوجہ درد کے محافظ مذکور نہ آسکتا تھا پس آپ کو اپنا سا مبتلاے بلا سمجھکر مجھے رنج
ہوا اور اوسی محافظ سے آپ کی سفارش کرکے آپ کو واسطے کار خدمات دیکر
قیدیان کے مامور کرایا ہے اور جیلخانہ کی کوٹھریون کے باہر رکھنے کی زندان بان
سے اجازت حاصل کی ہے چنانچہ پانچ چار آدمی مثل تمھاری کوٹھریون کے باہر رہتے
ہین اور زیادہ حفاظت اوپر نہین ہوتی بلکہ اکثر وہ سب بازار کو ایک محافظ کی حراست
مین جاتے ہین اور سودا وغیرہ قیدیون کے لیے خرید کرکے لاتے ہین یہ کہکر یوسف
اپنے زن و فرزند کو یاد کرکے زار زار رونے لگا اور جان کھونے لگا مین نے اوسکو
بہت دلاسا دیا کہ ناامید نہونا چاہیے کوئی مصیبت نہین ہے کہ گذر نجاے مگر استقلال
و ہمت کو نچھوڑنا چاہیے اسیطرح مین اور یوسف اوسی جیلخانے کے دروازے
پر دو ہفتے تک پڑے رہے محافظ کا ناسور بھی اچھا نہ ہوا جیسا یوسف نے کہا تھا
ہمارے ہمجنس قیدیون کے ساتھ ایک محافظ ہوتا تھا اور غلے کا بوجھ بازار سے
اوٹھا لاتا تھا یا کبھی کبھی کوئی اور چیز ہماری معرفت منگوائی جاتی تھی چنانچہ حسب معمول
مین آٹھوین اکتوبر ۱۶۶۹ء کو بازار گیا تھا اور بڑا سا پشتارا غلہ کا سر پر لیے ہوے آتا تھا
کہ دفعتاً مین نے سنا کہ کوئی میرا نام لے لے کر پکارتا ہے مین حیران ہوا کہ یہ کسکی آواز
ہے اور مجھے کیون پکارتا ہے منہ پھیر کر مین نے دیکھا کہ ایک یہودی میرا نام لے رہا ہے
مجھے حیرت ہوئی لیکن خیال کیا کہ میرا ہمنام کوئی اور ہوگا اور جب یہودی نے مجکو
منہ پھیرتے ہوے دیکھا اور اوسکی آواز پر کان لگاتے ہوے معائنہ کیا تو اوسکو
میری شناخت پر یقین ہوا اور دوڑکر مجھسے لپٹ گیا اس حرکت سے مجھے زیادہ

سالومن یہودی کی ہمدردی

ایک سہارا ہوا کہ اوسکی جورو کے واسطے خبرداری سے مین دواؤنکے جوہر بناؤن
اور صحت پاجاے تو کیا عجب کہ اوسکے صدقے مین مجھے آزاد کرے اسواسطے
نہایت محنت کرتا تھا پر جب تقدیر موافق نہین ہوتی تو کوئی تدبیر پیش رفت نہین
جاتی ایک روز مین معجون بنا رہا تھا اور وہ بہت قیمتی تھی کہ ایک دوسرے غلام نے
تھوڑی سی مجھسے مانگی مین نے عذر کیا کہ یہ مال مالک کا ہے اور بدون اوسکی اطلاع کے
مین تصرف نہین کرسکتا اوسنے ہرچند مجھسے منت کہا لیکن مینے ہرگز نہ سنا تب تو مجکو
وہ بیمروت سمجھکر درپے ذلت ہوا اور جاکر زندان بان سے کہا کہ معجون کو چراکر یوسف
نے ایک جگہ چھپایا ہے زندان بان کو غصہ آگیا اور بدون ثبوت اوسی شیطان
کو مع معجون مسروقہ میرے پکڑلانے کا اشارہ کیا دفعتہً اوسنے مجھے آکر پکڑلیا اور کشان
کشان لیچلا اور چلتے وقت جلدی سے تھوڑی سی معجون ایک کونے مین چھپاکر رکھدیا
اور جب اوس کمرے سے باہر آیا تو دوسرے غلام سے کہا کہ تم قریب آتش دان کے
دیکھو اور جو کچھ معجون پاؤ تو لیتے آؤ وہان تو وہ رکھہ ہی آیا تھا دوسرا غلام زندان بان
کے روبرو میرے پہونچنے کے بعد اوٹھالایا زندان بان نے کچھہ مجھسے نہ پوچھا اور کہدیا
کہ جیلخانے کی ایک کوٹھری مین اسے بند کردو میرے رونے پیٹنے پر مطلق خیال نکیا
دو ہفتے سے زیادہ مین اوسی کوٹھری مین بند رہا تھا کہ یہی محافظ جو آپ کے پاس
کھانا لیجایا کرتا ہے اور معتمدین زندان بان سے ہے میرے واسطے کھانا لیگیا تو مین نے
دیکھا کہ اوسکی آنکھہ کے پاس ناسور ہے محافظ مذکور سے مینے کہا کہ اگر مین مخلصی پاتا تو تمہارے
ناسور کے دفع کرنیکی تدبیر مین ساعی ہوتا اوسنے زندان بان سے التجا کرکے مجھے چھوڑایا اور
بنا برکاروبار و حفاظت قیدیان مجکو مامور کراکر اپنا معالجہ بھی شروع کیا ہنوز ہفتے سے زیادہ

ہاتھہ سے سرانجام ہوا بالاخر میری خدمات کا صلہ یہ ملا کہ اوسنے میری وفاداریون کو
لائق تحفہ سمجھکر اپنے ایک دوست عقبہ کے سپرد کیا اور وہ مجکو البیر کو لیگیا یہ شہر فز سے
شمال کیطرف بحیرہ شام پر بمقابلہ جزیرۂ سنرکا کے ہے اب وہوا اس مقام کی اس درجے
کو معتدل ہے کہ سبزی ہمیشہ درختون اور گھاس مین رہتی ہے اور سرما و گرما مین کبھی
خزان کیصورت دکھلائی نہین دیتی مکانات کی تعمیر تو مشابہ فز کے شہر سے ہے مگر اتنا
زیادہ ہے کہ بیشتر گھرون مین باغین باغ ہین یہان بھی دو مہینے تک مجکو رہنا پڑا بعد عرصے
کے عقبہ مجکو لیکر روانہ ہوا اور اس مقام نافرجام مین وارد ہوا جو شدائد راہ مین جو
پیادہ روی کے مجھپر گذرے وہ میرا دل جانتا ہے اور شاید بدون اظہار کے آپ کو
خود معلوم ہوسکتا ہے تو بھی مین ڈرتا تھا کہ کوئی نئی مصیبت نہ آجاے ایک روز مین
بہراہی عقبہ کے اسی زندان بان کے پاس آیا جسکا اب مملوک ہون اور عقبہ ہر قسم کی
باتین کرنے لگا زندان بان نے کہا کہ میری جورو چند عرصے سے بیمار ہے اور دوا کرتے
کرتے مین عاجز ہوگیا ہون لیکن صحت نہین ہوتی اور دواساز کوئی کام کا نہین ہے
ترتیب نسخونکی مجکو کرنی پڑتی ہے عقبہ نے میری طرف اشارہ کیا کہ دواسازون مین یہ یکتا ہے
اور خوب دوا بناتا ہے اسقدر تو مین نے سنا پھر نہین جانتا کہ باخود ہا کیا معاملہ ہوا عقبہ نے
مجکو حکم دیا کہ اس زندانی کے پاس تم حاضر رہو غلام کو کیا عذر ہوسکتا ہے مین اوسکے
گھر رہنے لگا اور اسقدر عرصے مین کوئی موقع میرے ہاتھہ نہ آیا کہ رہائی کی خواہش کرتا
اسواسطے کہ توروپیہ میرے پاس تھا نہ حال ملک سے واقف نہ کسی سے امید نکوئی
دوست اسقدر مدت مین ملا اور نہ کسی سے اپنا درد دکھہ بیان کرنے کا اتفاق ہوا صرف
قادر مطلق کی رحمت اور بخشش کا مترصد رہا مگر مین جب اس زندان بان کے یہان آیا تو

البیر

شل نارنج و انگور و سیب وبہی وغیرہ پیدا ہوتا ہے اور عمدہ عمدہ وقسم قسم کے پھول نظر آتے
ہین اور مسجدین بھی سیکڑون بنی ہوئی ہین اونمین سے جامع مسجد نہایت خوب صورت
ہے اور اوسکا ایک مینار بہت ہی بلند و مرتفع ہے اور ہر وقت مجمع نمازیون کا دھوم
دھام سے اوس مین رہا کرتا ہے قریب شہر کے پہاڑ بھی بہت اونچا ہے کہ برف سے
اوسکی چوٹی ڈھنکی رہتی ہے اور پچاس کوس کے فاصلے سے سمندر مین نظر آتا ہے
اور بعضے اہل مبالغہ کا قول تو یہ ہے کہ مانند اوس پہاڑ کے اور کوئی اونچا نہین ہے لیکن
یہ صحیح نہین معلوم ہوتا کیونکہ بلندی مین ہندوستان اور تبت کے پہاڑ زیادہ اسناد کے
ساتھ تصدیق کیے گئے ہین پھر بھی مین کہہ سکتا ہون کہ حقیقت مین بہت اونچا ہے
مجکو بہت افسوس ہے کہ اس شہر مین میری حالت غلامی مین بسر ہوئی تیسرے ہفتے
مین حامد سوداگر نے مجکو خریدیا اور اپنے ساتھ فز کو جو ایک شہر ملک بار بار مین مور کو
سے شمال کی جانب ہے لیگیا یہ شہر بھی عمارتون عمدہ اور مساجد سے معمور اور خوش
سواد ہے سوائے فز کے اور بھی کئی شہر ہین اور چار صوبون پر ملک بار بار کا منقسم
ہے دکھن کیجانب اوسکے صحرا اور ریگستان ہے جسکا طول مشرق سے مغرب تک
ڈھائی ہزار میل اور چوڑائی جنوب سے شمال کو سات سو میل شہرہے اور بجز اونٹ کے
اور کوئی جانور پر سفر و نقل اسباب ممکن نہین ہے لیکن چونکہ مین نے اوسکو نہین دیکھا
ہے اسواسطے کچھ زائد بیان نہین کرسکتا اور صرف اسقدر جانتا ہون کہ آب وہوا اچھی
ہے اور انواع و اقسام کے میوے اور پھول وہان ہوتے ہین افسوس کہ باوصف
لطافت آب و ہوا باشندے وہان کے نہایت بداخلاق ہوتے ہین عرصہ چار پانچ مہینے
حامد کے ساتھ فز مین غلامی کرتا رہا اور کیا کیا بیان کرون کہ کون کون خدمات کا میرے

فز

کو لے چلے رات کی رات تو اوس تشویش و غم و غصے مین کمال پریشانی سے بسر ہوئی
اور صبح کو کشتیون کی مرمت مین مصروف ہوے ہنوز پہرون نہین آیا تھا کہ دس پانچ عرب
آنے لگے اور قریب ساٹھ ستر کے جمع ہوے ہمکو اسکا ذرا بھی خیال نہ تھا کہ وہ ہم سے
کسیطرح کی مزاحمت کرینگے یا درپے ایذا رسانی کے ہونگے مگر جب خاطر خواہ اونکے
آدمی جمع ہو گئے تو اونھون نے پہلے قصد لینے ہمارے اسباب کا کیا حالانکہ اسباب
کیا تھا مگر وہ سنگدل ایک ٹوٹا جوتا لے لینا غنیمت جانتے تھے اور ایک کوڑی کے مال
کے واسطے ہلاک کرنا انسان کا آسان سمجھتے تھے پس حملہ آور ہوے اور ہمارے ساتھیون
سے نہو سکا کہ گائے کے مانند اونکے آگے لیٹ جاوین اور اپنے اسباب کو غارت
ہو جانے دیوین ہم بھی برسر مقابلہ ہوے تو بھی ہماری بہادری کیا کام آتی مشہور ہے کہ
ایک کا علاج دوا اور دس کی دوا پچاس وہ ظالم یکبارگی حملہ کر کے آئے اور ہمارے
پندرہ سولہ آدمیون کو اونھون نے اور اونکے بیس خواہ پچیس کو ہمنے مارا آخر کو وہ
غالب اور ہم مغلوب ہوے اونھون نے ہمکو پکڑ لیا اور اسباب لوٹ کر اونٹون پر بار
کر لیا اور اپنے آپس مین ہم پندرہ آدمیون کو تقسیم کر کے چلدیے ہمارا کچھ زور نہ تھا
نہ قدرت تھی تن بہ تقدیر قبول کیا یہان تک کہ ہم لوگون کو وہ شہر مورکو مین جو دار السلطنت
صوبہ مورکو کا ہے لے آئے اور متفرق لوگون کے ہاتھ فروخت کیا مین نے اون مورکو
ظالمون سے ہر چند کہا کہ بیع و شرع مسلمانون کے مذہب محمدی مین جائز نہین ہے
مگر وہ بندۂ شکم کیا سمجھتے تھے دو ہفتے سے زائد مین شہر مورکو مین رہا شہر مذکور کے گرد
نہایت مضبوط شہر پناہ بنا ہوا ہے اور باوجود اوسکے ازبس کشادہ اور خوش سواد ہے
چارون طرف اوسکے بڑے بڑے بلند درختون کے باغات ہین اور کثرت سے میوہ

پونہچنے کو کفایت کرے نقد لے لیا اور باقی ہنڈوی محمود سے نیویارک پر لکھالی بعد
روانگی محمود کے مین نے دل مین ٹھانا کہ سسلی سے لوٹ کر جرالٹکو مین پھر جاؤن اور
مسٹر ایڈورڈ کو تلاش کرون اگر وہ اسپین مین ہو تو ملاقات کرون چنانچہ مین اسی خیال
سے چندے سسلی مین متوقف ہوا اور محمود قسطنطنیہ کو روانہ ہوگیا اور ایک جہاز پر جو
جانب جرالٹر کے جاتا تھا مین بھی سوار ہوا مع الخیر والعافیت بکمال راحت جرالٹر مین لنگر انداز
ہوا عند التلاش و تجسس معلوم ہوا کہ مسٹر ایڈورڈ تھوڑے روز ہوے کہ انگلستان سے
واپس آگرچہ مین کیجانب گیا ہے پس اوسکی ملاقات سے مایوس ہوکر مین نے سیدھا
قصد اپنے وطن کا کیا جب ہلوگ قریب جزیرہ کناری کے کہ جسکا مذکور آگے کیا ہے لوٹکر
پونہچے تو ایک روز صبحکو دفعتہ ہوا تند ہوئی اور رفتہ رفتہ بڑھی جس سے ایک طوفان عظیم پیدا
ہوگیا اور جہاز کو عجب تلاطم مین ڈالکر جزیرہ پلنگو کیجانب بہا لیگیا اوسوقت خدا ہی یاد
آتا تھا اور زندگی سے یاس تھی کہ یکبارگی پانی کے اندر سے ایسی آواز معلوم ہوئی کہ
جیسا کسی بڑی اونچی بلندی سے پانی گرتا ہے کپتان کے بیان سے معلوم ہوا کہ سمندر کے
اندر حقیقت مین پہاڑ ہے اوسپر پہونچتے ہی جہاز ٹکڑا کر پاش پاش ہوجائیگا آہ اس کلمے
کے سنتے ہی مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کرگیا اور زندہ ہم سبکے سب مردہ ہوگئے
کپتان جہاز نے نہایت چستی اور حکمت سے پنسویون پر توکل بخدا آدمیون کو اوتار دیا اور
جہاز کو خدا کے بھروسے پر چھوڑ دیا اور بڑی جفاکشی سے پنسویون کو کنارے کیطرف کھینا
شروع کیا چند لمحے بھی نہین گذرے تھے کہ جہاز نے مخفی پہاڑ سے ٹکر کھائی ٹکڑے ٹکڑے
ہوگیا گو کہ ہلوگ کنارے تک جان سلامت لیگئے مگر ہماری پنسوئی بھی ٹوٹ گئی کپتان جہاز نے
ارادہ کیا کہ اس کشتی کو درست کرلین اور اسقدر توقف کرین کہ کوئی جہاز ادھر آئے اور ہلوگون

پسند کرتے ہین اور دیگر بلاد مین بھی جاکر قیمتی بکتی ہے پہاڑ بھی اس جزیرے مین اکثر ہین
منجملہ اونکے ایک پہاڑ پیک آف ٹرفک آتش خیز ہے جو جہان مین بلند تر مشہور ہے بعضی
سیاحون کا قول تو اس درجے کو مبالغے کا ہے کہ اوسکی چوٹی آتش خیز دو یا تین میل
سے نظر آتی ہے لیکن اسمین کچھ شبہ نہین کہ ڈیڑھ سو میل سے دہانہ دکھلائی دیتا ہے
مین نے جہاز پر سے بہت دور چلکر جو نگاہ پھیلاکر دیکھا تو بادلون کے جھنڈ کے مانند سفید سفید
نظر آیا ناشپاتی وانجیر وانار و سیب یہان بافراط ملتا ہے وہان سے بھی لنگر اوٹھایا گیا
اور جہاز ہمارا قریب جرالٹہ کے آیا جسکو مین پہلے بھی ہمراہی مسٹر ایڈورڈ کے دیکھ چکا
تھا اس شہر مین نہایت مضبوط قلعہ ہے اور کثرت سے توپین چڑہی ہوئی ہین اور قریب
جرالٹہ کے خاکنائے جرالٹہ ہے جو صرف پندرہ میل چوڑی ہے جب جہاز اوسکے
درمیان مین چلتا ہے تو عجب لطف ہوتا ہے اسواسطے کہ دونون طرف زمین معلوم
ہوتی ہے ایکطرف یورپ کی اور دوسری طرف افریقہ کی اور سفر کرنا بحیرہ شام کا
بھی بہت اچھا معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ سیکڑون کشتیان مال واسباب سے بھری
ہوئی آیا جایا کرتی ہین پر اکثر خطرات بھی پیش آتے ہین ہملوگ بلا دقت تین مہینے مین
جزیرہ سسلی مین پونہچے جس سے آپ بخوبی واقف اور مطلع ہین اور نیویارک سے
گو کہ تین مہینے کی جزیرہ سسلی کی مسافت نہین ہے بلکہ اگر مسافر برابر چلا جاوے تو چالیس
روز سے بھی کم مین پہونچ سکتا ہے مگر ہم اکثر ٹھہرتے ہوے آئے اسلیے اسقدر تاخیر
ہوئی اس مقام پر پہونچکر محمود کو صحت کلی پر اطمینان ہوا اور میری درخواست پر مجکو مجاز
مراجعت کیا میری محنت کے معاوضے مین بہت کچھ عنایت کیا مین سوچا کہ زر نقد لینا
اور اپنے ساتھ باندہکر رکھنا رات دن کا اندیشہ مول لینا ہے اوسقدر جو نیویارک تک

جرالٹہ

ہوکر مجھسے ملتجی ہوا کہ مین ساتھ اوسکے چلون تاکہ اور کچھ فتور مرض مین نہ آجاوے
اور گیا ہوا مرض پھر نہ ابھار کرے ہر چند زن و فرزند کی محبت اور دوستون اور احبا
کی الفت مجکو نہ چھوڑتی تھی اور سفر کی صعوبت اور رنج و مصیبت پیش نظر تھی مگر کچھہ بن
نہ پڑا اور چلنے پر راضی ہوا اور توکل بخدا کرکے روانہ ہوا اگرچہ مجکو کمال اندیشہ تھا کہ
بڑا سمندر یعنی بحر ظلمات اور بعد اوسکے بحیرہ شام جسکے اوتر کو پورب اور دکھن کو
افریقہ ہے طے کرنا تھا لیکن یہ جانتا تھا کہ ہر کام کی انتہا ہے اور مرنا اور جینا کسی جگہ پر
موقوف نہین ہے جب موت آتی ہے کسی کے روکے نہین روکتی اور انسان
کیسی ہی جگہ محفوظ مین ہو پنجہ اجل سے چھٹکارا نہین پاتا اور جب موت نہین ہوتی
کیسی ہی کچھہ نہ شدت گذر جاوے سب جھیل جاتا ہے اسواسطے بخوف و ہراس نہایت
خوش خوش چلے ہوا نے بھی موافقت کی اور بہت جلد پرمیوس مین جو مجموعہ چند
چھوٹے چھوٹے جزائر کا ہے پونہچے یہ جزیرہ قلیل الاباد صاحبان انگلش کے قبضے مین
ہے اور مجموعہ مذکور مین جزیرہ سنٹ جارج خوبی آب و ہوا مین ممتاز ہے اور سروار
تاڑ کے درختون سے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے اور تمباکو و مٹر و لوبیا کثرت سے
پیدا ہوتا ہے اور دریخیزی مین بھی مشہور ہے البتہ آندہیان ہولناک آتی ہین وہان سے
پھر کر ہم جزیرہ کناری مین اوترے جسکو وہان کے لوگ تنیب در جزیرہ بھی کہتے
ہین عرض و طول اس جزیرے کا مناسب ہے اور وجہ تسمیہ کی کناری چڑیا ہے اسلیے کہ
مشہور ہے پہلے چڑیا مذکور اسی جزیرے سے آئی تھی شاید تمکو معلوم نہوگا کہ کناری کس
چڑیا کو کہتے ہین سو واضح ہو کہ کناری ایک چھوٹی چڑیا نہایت خوش آواز زرد رنگ ہوتی
ہے اور بازو پر اوسکے سنہرے بال ہوتے ہین اور انگلستان کے آدمی اوسکو نہایت

جزیرہ پرمیوس
جزیرہ سنٹ جارج
جزیرہ کناری

بندرگاہ یونی ٹیڈ اسٹیشن مین ہے اور گذرگاہ ہر قسم کے لوگون کی ہے اکثر ہمارے
ملک کے تاجر اور بیوپاری بھی اور چینی و تاتاری بھی نظر آئے تمام ملک مین اس سے
بہتر جگہ اپنی سکونت کے واسطے مجھے نظر نہین آئی لہذا مین نے ارادہ مستقل کیا کہ
نیویارک مین رہون اور آیندہ کو سفر سے اجتناب کرون اسی خیال پر مین نے ایک
مکان معقول خرید کیا اور علاوہ اپنے پیشے کے سوداگری بھی شروع کی دو برس جب
اسیطرح نیویارک مین گذر چکے اور اکثر لوگون سے دوستی اور محبت بذریعہ طبابت و بیوپار
تجارت کے ہوئی اور اعتبار لوگون مین بخوبی حاصل ہوا اور میری عزت و توقیر مستقر
خاطر وہان کے سکنا کے ہوا اور عالم تجرد مین چالیس برس کا سن میرا آیا تو شادی
کرنے کو طبیعت چاہی مگر اپنی قوم کی عورت وہان کہان اسواسطے میں نے مس برڈن سے
درخواست شادی کی کی اوس نیکبخت نے بعد چندے منظور کیا شادی ہوکر صورت
خانہ آبادی کی ہوئی عنایت الہی سے دوسرے برس بیٹا پیدا ہوا اور چار سال بایں شان
تمام و عافیت مالا کلام گذرے پانچوین سال کے شروع مین محمود بن عثمان ایک بڑا
تاجر ساکن قسطنطنیہ وارد ہوا مجھسے بھی ملاقات ہوئی مگر مجکو اوسکے بشرے سے
عارضۂ جذام کے آثار پائے گئے مین نے خیرخواہانہ اوسکو مطلع کیا لیکن اوس نے
کچھ اعتبار نکیا چھ مہینے نہ گذرے تھے کہ مرض نمایان ہوا محمود کو ازبس تردد و اضطراب
ہوا کہ یہ عارضہ ایسا نہین کہ جلد دفع ہوسکے اکثر اطبا کو محمود نے جمع کیا ازانجملہ مجھے بھی
مشورہ کیا اور میرے علاج کو محمود نے پسند کیا چنانچہ مین نے بھی نہایت کوشش
کی قریب ایکسال کے دوا و درمن مین گذرا ازالہ مرض کا ہوچکا تھا کہ دفعۃً محمود کو خبر ملی کہ
اوسکے کارخانہ قسطنطنیہ مین نقصان عظیم ہوا اسواسطے وہ گھبرا گیا اور ازبس سراسیمہ

مقام پر وہی پہاڑ آتش فشان ہے جس سے رات و دن آگ نکلا کرتی ہی ایک روز کا ذکر
ہے کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار جاتا تھا کہ ناگہان ایک بڑا سا اژدہا پہاڑ سے نکلا اور گھوڑے
کو سوار سمیت لپٹ گیا سوار گھوڑے کی دم کیطرف جھک گیا اور گھوڑے کی گردن مین سے لگ گئی اور سمیت
اژدہے سے آنی احد مین سوار و گھوڑا پانی ہوکر بہ گئے یہ سنکر مجکو شوق جانیکا اوسطرف ہوا مگر حاصلہ
اسقدر دور و دراز تھا کہ جانا کسیطرح ممکن نتھا لاچار ہوا چھ مہینے کے بعد جبکہ کوئی خلش باقی نرہی تو وہ قافلہ فرانس کا
ہوا اور مجھسے فرمایا کہ مین ایفای وعدہ کو موجود ہون آپ چلیے کہ آپ کے ملک مین
پونچادون لیکن مین نے خیال کیا کہ وطن جاکر کیا کرون گا یہی نہ کہ طبابت جو یہان کرتا ہون
سو جب مین بعد مدت کے وطن مین پونچون گا تو میرے علاج و معالجے پر لوگون کو
بھروسہ نہوگا مگر ایک مدت کے بعد اور یہان سب لوگ واقف کار ہوگئے ہین اور میرے
معالجے پر بخوبی اعتبار کرتے ہین اسواسطے مین نے اپنی رغبت قیام باسٹن پر ظاہر کی جسپر
نے بیدریغ جو کچھ میری زادراہ مین صرف ہوتا اوسکا دہ چند مجھے دیا اور رہنے کے
بارہ مین مجھے مجاز کیا اور خود روانہ پیرس ہوگیا بعد اوسکے ایک برس مین شہر باسٹن
مین رہا اور گذر اوقات نہایت فراغت کے ساتھ کرتا رہا لیکن چونکہ کوئی آدمی میرے
ملک کا وہان نہین ملتا تھا اسواسطے جی گھبراتا تھا اور کبھی ایسا اوچاٹ ہوتا کہ ایک لحظہ
وہان قرار نہ آتا تھا چند دوستون نے جو یہ حال میرا دیکھا تو صلاح دی کہ تم نیویارک مین
جاکر کیون نہین رہتے علاوہ فضاے شہر کے تمھارے پیشہ کو بھی ترقی ہوگی اور تمھارے
ملک کے آدمی بھی نظر آوینگے چنانچہ مین نے مشورہ احباب کو بجان و دل پسند کیا اور
بندوبست سفر کرکے روانہ ہوا یہ پہلا سفر تھا کہ بدون ہمراہی کسی کے مین خشکی کے
ذریعے سے روانہ ہوا آخر بعد سفر سات برس کے مین پھر شہر نیویارک مین پونچا جو ایک

روانہ ہوا اور وہان پہونچکر دیکھا کہ اکثر میدان مین قدیم باشندے امریکہ کے درختون
کی ڈالیون کے جھونپڑے مثل کوریا کے بناکر رہا کرتے ہین وہرن وٹیل گاہی کے
چمڑے جنکو وہ شکار کرتے ہین اونکو اوڑھنے اور بچھونے کے کام مین لاتے ہین
چونکہ کبھی کبھی وہ لوگ باسٹن مین بھی آتے تھے اور کسیقدر اونکی باتین ایما واشارے
سے سمجھہ مین آتی تھین مین نے ایک کو بلایا اور نہایت خاطر کی تاکہ وہ رہنمائی کرے
چنانچہ میری دلداری سے وہ بھی راضی ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر لیگیا جہان سے ندی
کی خوب سیر ہوئی اور اوسیجگہ سے اوسنے ایک میدان دکھلایا جہان بارہ سنگھے اور
نیل گاے اور ہرن نظر آتے تھے اور کہنے لگا کہ اب یہان کیا خاک ہی یہ جو میدان
اور پہاڑ و دریا نظر آتا ہے ڈیڑہ سو برس پہلے ہمارے قوم کے قبضے مین تھا اور
ہزارون ولاکھون جانور لائق شکار یہان رہا کرتے تھے مگر جسسے پردیسی سفید آدمی
آئے ہم لوگون کو ستانا شروع کیا جھونپڑے جلائے لڑکون کو پکڑ لیا عورتون کو مار ڈالا
ہمارے پاس صرف تیر وکمان تھا اونکے پاس بندوقین اور توپین تھین کیا ہمسے
بن آتا آخرکو وہ لوگ مالک ہوگئے جانورون کو بے انتہا شکار کیا جنگل وجھاڑی کاٹکے
کھیت بنائے تمام پہاڑ جو نظر آتے ہین آباد کیے اور ہم لوگون کو برباد کرڈالا یہ کہکر ڈاڑھین
مار مار کر رونے لگا مجکو بھی ترس آیا مین نے سمجھایا بجملہ کئی ہرن وٹیل گاے وبارہ سنگھون
کا شکار کیا اور پھر کر باسٹن مین آیا مسٹر جیکب سیر اشکار مین کامیاب ہونا سنکر نہایت
شاد ہوا اور جب مینے حال زار اوس گنوار کا بیان کیا تو مسٹر جیکب نے بتلایا کہ اسبدان
لوگون کی کثرت جنوبی امریکہ مین بہت ہی اور وہان جو سلسلہ کوہ انڈس کا اوتر سے دکھن کو
چلا گیا ہی وہ بھی قابل دید ہی اسواسطے کہ ہمیشہ وہ برف سے ڈھکا رہتا ہے اور بعض بعض

پوہنچے وہان کا جانا بجز اسکے کہ محض سیاحانہ تھا اور کچھ وجہ ظاہری معلوم نہین
ہوتی تھی مگر اتفاقاً وہان پر ایک قدیم دوست مسٹر ایڈورڈ کا مسٹر جیکب ملا جو بڑا مالدار
اور ذی اقتدار ملک التجا تھا مگر افسوس کہ انتہا درجے کو ناساز اور بیمار تھا مسٹر ایڈورڈ
بجای خوش ہونے کے مغموم ہوا اور مجکو واسطے تیمار مسٹر جیکب کے مامور کرکے
علاج و معالجہ کی تاکید کی تب کنہ تشخیص کرکے مین نے بہت دلسوزی سے دوا شروع
کی اور اگرچہ نوبت سل کی آگئی تھی تو بھی میری تدبیر سفید پڑی اور جلد صحت ہونے لگی
اسمین تین مہینے کامل گذر گئے اور مسٹر ایڈورڈ کو ضرورت جانے انگلستان کی شدید
ہوئی لیکن مسٹر جیکب نے بکمال منت مجھے درخواست کی کہ تم میرے ہمراہ رہو مین اپنے
خرچ سے علاوہ اجرت کے تمکو تمھارے وطن کو پوہنچا دونگا اور مسٹر ایڈورڈ کو بھی اپنی سماجت
سے راضی کیا اسوجہ سے مجکو چھوڑکر ایڈورڈ انگلستان کو روانہ ہوا اور مین مسٹر جیکب کے
ساتھہ باسٹین مین رہا کیا باسٹین ایک بہت خوبصورت اور اسوقت مین نوآباد شہر تھا
اسواسطے مجکو پسند آیا سوای اسکے ہر قسم کے لوگ وہان رہا کرتے تھے اور آمد و رفت
سواریونکی جو گھوڑون اور بگھیون اور گاڑیون پر ہوتی تھی سڑکون پر عجب لطف دیتی
تھی اور تھوڑے ہی فاصلے پر اوسکے جنگل بھی تھا جب میرا دل گھبراتا تھا تو صحرا کی سیر کو
جایا کرتا اسواسطے دل بھی خوب لگتا تھا ایک برس کے عرصے مین مسٹر جیکب کو آرام
بخوبی ہوا اور اچھی طرح تندرست ہوگیا اور جو سلوک اوسنے میرے ساتھہ کیے مین
ہزار زبان سے بھی اوسکا شکر ادا نہین کرسکتا اور جو کچھہ اوسنے نقد دیا وہ میری محنت سے
کہین زیادہ تھا جہان میرا دل چاہتا تھا آنے جانے کو بھی مانع نہین ہوتا تھا چنانچہ
ایک روز مین نے قصد شکار کا کیا کوہالی روک جسکے نیچے دریاے گنگ نے کٹ بہتا ہے

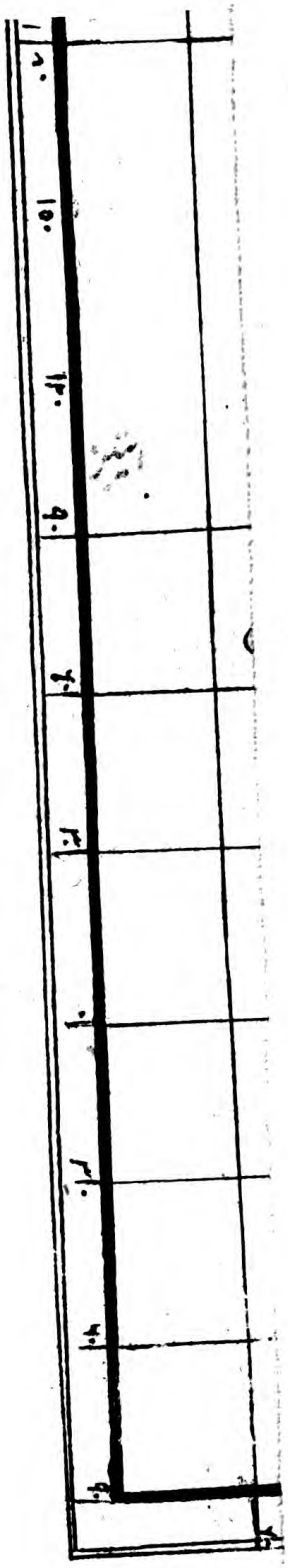
شراب سے ایڈورڈ نے بھرا اور توکل بخدا کرکے بحر ظلمات مین جہاز کو چھوڑ دیا اور
نیویارک مین داخل ہوے اور بعد قیام ایک مہینے کے جب اپنے کام کاج سے
ایڈورڈ نے انفراغ حاصل کیا تب بنا بر خرید کرنے روئی اور چانول کے قصد چارجیا
کا کیا جو قریب و منتہای جنوب کے ایک صوبہ امریکہ ہے اور جہاز پر سوار ہوکر
شہر چارلسٹن مین کہ نہایت آباد و خوش سواد شہر صوبہ کارولینا کا ہے مع الخیر
پونہچے قریب اس صوبہ کے آس پاس کے جزیرون مین پیشتر قدیم باشندہ امریکہ
کے جنکو نگیرو کہا کرتے ہین مسکن گزین ہین اور از بس کثرت سے چارلسٹن مین وہ لوگ
نظر آتے ہین کہ پردیسی آدمی بہت کم ہین اور وجہ اونکی بہتایت کی یہ ہے کہ سر بازار
بلا تکلف مثل اور اجناس کے نگیرو اپنے لڑکون کو غلامی مین فروخت کرتے ہین اور واسطے
انجام خدمات کھیتی وغیرہ کے پردیسے اونکو خرید کرکے اپنا کام نکالا کرتے ہین قصہ
مختصر چونکہ یہ شہر قریب سرحد چارجیا کے ہے اسواسطے خرید مال کی خاطر خواہ مسٹر
ایڈورڈ کی ہوگئی اور جہاز پر مال لاد کر سیدھا انگلستان کو روانہ کیا اور ضرورت جانے
چارجیا کی نرہی اور خود براہ خشکی صوبہ درجنیا کا جو وسط نیویارک اور جنوبی و شمالی کارولینا
کے ہے عازم ہوا اور شہر نیوبرن ہوتے ہوے بعد کئی مہینے کے ہملوگ شہر رچمنڈ
مین پونہچے اس سفر خشکی مین اگرچہ تکلیف بہت ہوئی اور اکثر امورات مشاہدہ کیے
لیکن چونکہ اسکے بیان سے بجز سمع خراشی اور کچھہ فائدہ نہین اسواسطے زیادہ بیان
نہین کرتا بجز اسکے کہ خاص کر ہمپر کوئی آفت نہین آئی مین شہر رچمنڈ کے دیکھنے سے
مسرور ہوا اور مسٹر ایڈورڈ نے وہان کا تمباکو جو تمام جہان مین مشہور ہے خرید کیا
اور اپنے ساتھہ لیکر پھر بذریعہ دریا کے باسٹن کا قصد کیا اور بسلامتی جلد تر باسٹن مین

چارلسٹن

رچمنڈ

باسٹن

کہ جسے ملک بقبضہ دیگران آیا تب سے اونھون نے جو شہر آباد کیے اپنے ملکون
کے نامون کے مانند اونکے نام مقرر کیے اور بعضی جگہ اون ملکون کے نام سے مشہور
ہوئین جہان کے لوگون نے پہلے وہان قدم رکھا تھا یا طرح حکومت کی ڈالی چنانچہ
امریکہ کے دو بڑے حصے ہین ایک اوتر و پچھم مین ہے جسپر انگریزون نے قبضہ کیا
تھا اسواسطے اوسکو انگریزی امریکہ کہتے ہین جو ہڈسن کی لنگرگاہ سے مغرب کی جانب
ہے اور نیو برٹن پورب کو کھنی ڈس ہڈسن سے واقع ہین ونو واسکا شناینیو
یوک کی پورب طرف کے حصے مین ہے دینو برن یوک مدیاے سنٹ لارنس
کے پورب طرف ہے اور جو حصہ کلان زمین کا اوتر طرف ہے اوسکو یونی ٹیڈ
اسٹیٹس کہتے ہین اوسمین چوبیس ملک مشتمل ہین چھہ پورب طرف ہین اول مین دوم
نیو ہمپ شاء سوم ورمنٹ چہارم مسی چیوسیٹس پنجم کینک ٹی کٹ ششم جزیرۂ
رودڈہ اور ان چھون ملکون کو نیو انگلنڈ یعنی جدید انگلستان بھی کہتے ہین اور پچھم کی
طرف نو ملک شمار ہوتے ہین اول اد ہی او دوم انڈے انا سوم ایلی نوائس
چہارم کین تکی پنجم مٹنی سی ششم ایلا باما ہفتم مسیس پی ہشتم لوشیانا نہم مسوری اور
دکھن کیطرف کی زمین مین اول میری لینڈ دوم ورجی نیا سوم شمالی کیرولینا چہارم جنوبی
کرولینا پنجم جارجیا پانچ ملک ہین اور وسط مین چار ملک ہین اول نیو یارک دوم
نیو جرسی سوم پن سلونیا چہارم ڈیلیویٹیر فرانس کے وسوے نم ڈچ کے ڈومی نیرا
انگریزون کے تحت وتصرف مین ہے پس اب بیان کرتا ہون کہ حسب اصرار
ایڈورڈ ہملوگ اپورٹو کو کہ جہان کی شراب نہایت قیمتی اور تحفہ مشہور ہے روانہ ہوے
اور خلیج پورٹو کو طے کرکے مع انجیر اپورٹو مین داخل ہوے وہان پر ایک بڑا جہاز





کورٹز نے پھر مقابلہ کیا اور نصرت پاکے ملک کو داخل سلطنت اسپین کیا اسیطرح ایک اور دوسرے
ظالم نے اوس ملک مین اختیار پایا جسکا نام پرازو تھا اوسنے جو سنا پرو مین سونے
اور چاندی کی کانین ہین اسواسطے اوسکی فتح کا خیال کیا اور اوٹھالیا جو سردار
اوس ملک کا تھا پکڑکے قید کیا اور بعد گرفتاری وعدہ کیا کہ اگر وہ ایک ڈھیر سونے
کا نظر کرے تو رہا کیا جاے گا چنانچہ اوٹھالیا نے ویسا ہی کیا با اینہمہ بجاے ایفاے
وعدہ کے پرازو نے جلاکر اوس بیچارے کو مار ڈالا اور کچھ لحاظ و پاس اپنے وعدے
کا نکیا اور ملک فتح کرکے شہر لمبا دکو آباد کیا اسطرح کے ظلم کی بہت حکایتین ہین مین
کہان تک اونکو بیان کرون مگر مخالف وہان کے لوگون کا حال سنیے کہ قبل بنیاد
اور آبادی شہر پاسٹن ونیو یارک وفلاڈلفیہ کے اوس جگہ جنگل وجھاڑی مین باشندگان
اوس ملک کے رہا کرتے تھے اور جب غیر ملک اور سفید چمڑے کے آدمیون کو پاتے
تھے تو اکثر مارنے پر مستعد ہوتے تھے ایکروز کپتان اسمتھ جو کشتی پر سوار جاتے
تھے اون لوگون کے ہاتھ آگئے وہ اونکو پکڑ کر اپنے سردار پوہاٹان کے پاس
لے گئے اور عرض کیا کہ اونکو کیا سزا دینا چاہیے حسب مشورہ اوسکے مشیرون
کے قرار پایا کہ کپتان اسمتھ کو قتل کرنا چاہیے چنانچہ کپتان موصوف کو پکڑکے
ایک جا لٹایا اور سر ایک پتھر پر رکھہ کر چاہتے تھے کہ ایک بڑے بھاری ڈنڈے سے
دماغ پاش پاش کرین جیہ حال سنکر دختر نیک اختر پوہاٹان کی بیخود ہوکر ننگے سر دوڑی اور
کپتان اسمتھ کی چھاتی پر ہاتھہ رکھکر بیٹھہ گئی اور جان کپتان اسمتھ کی اسطرح بچاکر
دوسرے روز اونکے گھر کو بھیجدیا چنانچہ یہ قصہ مشہور و زبان زد جمہور چلا آتا ہے مگر
اوس قسم کے آدمی اب نظر نہین آتے نہ پرانے نام کے شہر سنے جاتے اسواسطے

اپنے قصے کا ملتوی کیا اور ہم دونون آدمی ایک ہی جگہ بعد ایک مہینے کے کھلے
ہوئی جگہ مین خود مختاری سے اپنی مرضی کے موافق کچھ کھاپی کے سورہے صبح کو متفرق
جگہون مین پہرہ وچوکی کے لیے ہم دونون تعینات ہوے مگر شام ہونے کے
پہلے پھر جمع ہوگئے یوسف ابن منصور نے کہا کہ اہل اسپین نے جسطرح صوبہ میکسکو
مین فتح کی ہے اوسکا بیان بھی خالی از لطف نہین ہی واضح ہو کہ صوبہ میکسکو پرسوا صوبہ
ہے اور اوسمین ٹوچٹ پلان شہر تھا کہ جسکو اب میکسکو کہتے ہین اگلے وقت مین
تمام امریکہ مین یہی ایک بڑا شہر تھا کہ جسمین کئی ہزار آدمی بستے تھے اور سب باشندے
سیدھے سادے بنجطا اور محض بیگناہی سے بسر کرتے تھے غیر ملک کے آدمیون
کو مطلقاً نہین ستاتے تھے باینہمہ شاہ اسپین کو اونکی تادیب کا خیال ہوا اور ایک
نہایت بیرحم وسفاک کہ جسکا نام گورٹر تھا مامور کیا اوسنے چھ سپاہی سے محاصرہ
میکسکو کا کیا اور جب اہل ملک نے دیکھا کہ بے لڑے بھڑے جان نہین بچتی تو
وہ بھی مستعد پیکار ہوے بعد کئی دھاوون کے گورٹر نے دارالریاست پر حملہ کیا
اوسوقت منتظمہ نامی فرمانروا تھا اوسنے باوجودیکہ گورٹر کو بڑی خاطرداری سے بلایا
اور نہایت مہمانداری کے طریقے سے پیش آیا لیکن گورٹر نے اوسپر کچھ اعتبار
نکیا بلکہ اکیدن دفعتاً منتظمہ کے محل مین گھس گیا اور اوسکو گرفتار کرکے مقید کیا جب
چندروز بکمال بے عزتی جیلخانے مین رکھ چکا تو ایک روز اوس پابند سلاسل کو
ایک آدمی نے سر پٹکے کے تیر مارا اور جسطرح اونٹ کو باندھکر نحر کرتے ہین برچھی
اوسکے گلے مین بھونک دی اور ٹھکانے لگایا اوسکے بعد چندروز مین گوتموزن فرزند
رشید منتظمہ نے زور باندھا اور بہادرانہ لڑکر پھر صوبہ میکسکو کو فتح کیا تب تو بکمال جوش

دور سے کلمبس کی کشتی اور اوسکے ہمراہیون کا معائنہ کرتے تھے اور مارے ڈر کے
آگے نہ بڑھتے تھے نہ ادھر والون کو جرات ہوتی تھی کہ قدم اوٹھاکر اونکے گروہ
مین جائین آخر کو کلمبس نے بڑھکر منظر آمیز ش کے کھانے پینے کی چیزین دکھلائین
اور اسیطرح سے پر کایا کہ وہ آنے جانے مین کم مضائقہ کرنے لگے جب آمد و رفت
ہونے لگی دریافت سے معلوم ہوا کہ اوس زمین کو وہان کے لوگ گوان ہانی کہتے گوان ہانا
ہین کہ جسکا نام اب سنٹ سال ویڈر مشہور ہے کلمبس نے بے کھٹکے ادھر اودھر پھر کے
حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ انواع و اقسام کے میوے اور فواکہ کہ جو پہلے
کبھی نظر سے نہین گذرے تھے اوس سرزمین پر ہین اور سونے اور چاندی کی کانین بھی
کانین بھی دیکھین اور واسطے خوشخبری پونہچانے کے اپنے اہل وطن کو پھرا
اور آفتین جھیلتا اور مصیبتین اوٹھاتا ہوا پیلاس واقعہ اسپین مین بعد سات مہینے
کے پونہچا اور حضور ملکہ اور دیگر کیان مین سارا حال بیان کیا اہل حاجت و
صاحبان حرص دونون کے دلون مین جوش ہوا اور ہر ایک کو اوسکے دیکھنے
کا خیال ہوا پس اوسی دنیا کا نام امریکہ مشہور ہوا اور ہر طرف سے جن جن کے
گوش زد کلمبس کا افسانہ ہوا دوڑ پڑے اور امریکہ مین پہونچ گئے اور اس طور سے انواع
اور اقسام کے مزاج اور طبیعتون کے انسان اوس ملک مین جا پونہچے جنمین سے
بہتون نے قساوت قلبی سے وہان کے بیشتر سکنا کو مار ڈالا اور اونکے گھر دن
واراضی و سونا و چاندی کو بلا محنت لے لیا لیکن ایسی سختیان دکھن کے صوبہ
میکسکو مین جہان اہل اسپین نے فتح پائی تھی واقع ہوئین یہان تک یوسف ابن
منصور نے بیان کیا تھا کہ بہت رات آگئی تھی اور دوسرے روز پر اوسنے اتمام

شدید نے بحر ظلمات کو وہ تہ و بالا کیا کہ کلمبس کی کشتی مثل خس کے بھی نہین معلوم ہوتی
تھی اور جب چندے یہی حال رہا تب بھی کلمبس نے اپنے استقلال کو ہاتھہ سے نہ دیا
البتہ ہمراہی اوسکے اسقدر گھبرا گئے کہ آہ وزاری منت وسماجت کلمبس کی کرتے
تھے کہ خدا کے واسطے وہ فسخ عزیمت کرے اور لوٹ چلے ورنہ وہ اپنی جان کو روئینگے
وہ بہادر بے بہا در کب سنتا تھا ہان تسکین و دلاسا و آری بلے کرتا ہوا اور طوفان
و شدائد ہوا جھیلتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک روز دفعتًا خلاصیون نے پکارنا شروع کیا
کہ زمین نظر آئی یہ صدای فرحت اثر سنکر کلمبس اوچھل پڑا اور سکان کشتی پر جاکے دور بین
سے دیکھنے لگا تو سطح ہموار نمودار ہوئی اوس وقت جو خوشی کلمبس کو ہوئی ہوگی لائق
خیال کرنے کے ہے اسواسطے کہ جس امر کی تلاش کے بیان مین لوگ اوسکو مسخرا
اور شیخ چلی بتلاتے تھے اور سمجھتے تھے وہ اوسوقت پورا ہوا اور مطلب اوسکا بر آیا تھا
بالجملہ کنارے دریا کے کشتی کو لگایا اوس سے پہلے نہ کبھی کشتی وہان گئی تھی نہ کبھی
ہمارے ملکون کے انسان کی رسائی ہوئی تھی نہ وہان کے باشندون کی حقیقت
سے ہملوگون کے آدمی واقف تھے نہ وہان کے انسان ہم لوگون کو جانتے
تھے جسوقت کلمبس کی کشتی لنگر انداز ہوئی اوس وقت جانبین کو عجب و تردد و خوف
ہو رہا تھا کلمبس کے ہمراہیون نے نئے قسم کے آدمی جنکی رنگت سبز مثل تانبے کے
تھی نہایت قوی ہیکل تیر و کمان لیے ہوے دیکھے حقیقت مین اونکی اشکال
مہیبہ سے خوف و ہراس طاری ہوتا تھا اودھر اونھون نے جو گورے گورے عجب
لباس اور قطع کے آدمیون کو کشتی سے اترتے چڑھتے دیکھا اونکو خود بھی رسمایا
کہ آیا یہ بنی آدم سے ہین یا فرشتون سے غرض چند باشندگان قدیم جمع ہوکر

کلمبس کا حال

اور تقسیم صوبہ جات ممالک سے آگاہ کرون تاکہ میرے بیان کا سمجھنا آسان ہوجاے
پس معلوم کرنا چاہیے کہ تمام دنیا مین کوئی آدمی نہین جانتا تھا کہ بحر ظلمات کے بعد اور
زمین ہے اور اوسمین سکونت بنی آدم کی ہے دوسو برس گذرے کہ کلمبس ایک مشہور
سیاح یورپ مین گذرا ہے اوسنے اپنے دوستون اور بعض اکابر و اعزہ سے
کہا کہ اگر سب لوگ ملکر بندوبست کرین اور کشتیان مجکو فراہم کردین اور اعانت بھی
کرین تو مین کمر ہمت کی چست باندھون اور بحر ظلمات کا سفر کرکے چھان ڈالون
اسمین کچھ شبہہ نہین ہے کہ میرے سفر مین جو کچھ صرف ہوگا اوسکا ہزار چند نفع
ہوگا اور کیا عجب جو کوئی زمین جدید کا نشان ملے مگر اوسکی یہ گفتگو سنکر لوگ ہنسے
کہ یہ مسخرا ہوگیا ہے بیہودہ بکتا ہے کلمبس نے جب دیکھا کہ اوسکا خیال لوگون کے
دلمین بیہودہ ہے تو اسنے ملکہ ایزان بیلا سے جو فرمانروا اے اسپین تھی عرض کیا
اور ملکہ ممدوحہ نے کلمبس کے بلند حوصلے پر آفرین کی اور بہت کچھ روپیہ عنایت فرمایا
جس سے کلمبس نے کشتیان بنائین اور آدمی نوکر و چاکر خلاصی فراہم کیے اور سامان
درست کیا لیکن وہ کیا سامان ہوگا اسلیے کہ جن دنون مین کلمبس نے وہ دلیرانہ
سفر کیا تھا اوس وقت ایسی کشتی و جہاز کہ جیسی اب ہملوگون کو نظر آتی ہین نہ تھین
بلکہ نہایت چھوٹی چھوٹی اور کمزور کشتیان ہوتی تہین باوجود اسکے کہ کلمبس نے جو ایسے
سمندر کے پار جانیکا ارادہ کیا تو اوسکی ہمت لائق ہزار تحسین کے ہے آخرکار اپنی کشتی
پر کلمبس سوار ہوا اور تیسری اگست سنہ ۱۴۹۲ کو بے تردد اور بلا و سواس سیدھا پچھم
کو چلا اور بہت دن تک کوئی بلا پیش نہین آئی نہ طوفان سے کام پڑا اسواسطے
ساتھی بھی کلمبس کے دلیرانہ چلے جاتے تھے لیکن ہواے تند نے نہ چھوڑا اور طوفان

جب تک نہ لین نہین نکلتی۔ اور تمباکو اسقدر پیتے ہین کہ پینے کسی ملک مین نہین دیکھی
گوکہ ہمارے خاص ملک مین شطب پینے کا بہت چرچا ہے اور رواج ہے لیکن وہان
بھی اتنی تمباکو لوگ نہین پیتے بلکہ اہل اسپین کے منہ کو دہوان نکلنے کے وقت اگر
تنور سے مناسبت دیجاے تو شاید بہت مناسب ہوگا ہان خوب یاد آیا اہل اسپین کو
سانڈ بیل کی لڑائی کا بڑا شوق ہے اور جس طرح سے اور بلاد مین گھوڑ دوڑ کرتے ہین
اسپین مین ایک بڑے میدان مین جہان ایک بلند مینار بھی ہوا کرتا ہے گرداگرد
میدان کو محفوظ کرتے ہین اور ایک سوار طرار نہایت عمدہ گھوڑے پر بڑا برچھا لیکر میدان
مین گھوڑے کو پھندواتا ہے اور اوسکے مقابلے کے واسطے ایک بڑا تنومند بیل سانڈ
جو خاص اوسدن کے واسطے پالا جاتا تھا چھوڑ دیا جاتا ہے وہ سانڈ چھوٹتے ہی
سوار پر حملہ کرتا ہے اور سوار بکمال چالاکی برچھیان اوسپر لگاتا ہے اور اکثر سانڈ کو مار لیتا
ہے اور کاش گھوڑے نے دغا دیا اور گرایا تو آدمی کا لاکپڑا لیکر دوڑ پڑتے ہین
اور سوار کو بچا لیتے ہین اور اگر بیل ہارا تو وہان کے لوگ اوسکے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالتے ہین اور گھوڑون سے روند ڈالتے ہین اور گو اسمین وہ کیسی ہی خوشی مناتے ہین
مگر مین پسند نہین کرتا غرض بعد چند مہینے کے اکثر لوگ امریکہ کے جانے کے واسطے
تیار ہوے اور مسٹر ایڈورڈ بھی مستعد ہوا چونکہ وہ دنیا سے باہر تھا اسواسطے مین نے
چاہا کہ مجھے رخصت ملے اور مین پھر اپنے وطن کو روانہ ہون مگر ایڈورڈ کے اصرار
نے مجھے لاچار کر دیا آخر کار مین بھی راضی ہوکر چلنے پر تیار ہوا غالبا تمکو معلوم ہوگا
کہ امریکہ کون جگہ ہے اور کہان پر واقع ہے لیکن قبل اوسکے کہ مین اپنی روانگی کا
حال و بقیہ سرگذشت بیان کرون مناسب جانتا ہون کہ اوس ملک کے مختصر حال

اثنای راہ مین دفعتًا اوسکو وجع الورک ہوگیا جو ایک درد ہے کہ پاؤن مین نہایت شدت سے ہوتا ہے لہذا تاجر مذکور نے راستے مین توقف کیا اور مجکو خط لکھا اور باصرار طلب کیا ہرچند میرا جانیکا قصد نہ تھا اسواسطے کہ گوشہ و توشہ مہیا تھا اور مجکو شوق تھا کہ ویسواس پہاڑ آتشین کو دیکھون جو قریب شہر نی پلس کے واقع ہے اور شہر روم قدیم کی سیر کرون جہان ایک قدیم بہت بڑا گرجا عیسائیون کا ہے اور وہانکے بادشاہ کو خدا رسیدہ اور معصوم وہان کے باشندے جانتے ہین مگر بخاطر مسٹر ایڈورڈ کے مین نے انکار نکیا اور روانہ ہوا راستے مین بمقام نایس مسٹر ایڈورڈ سے ملاقات ہوئی اور علاج مین نے اوسکا شروع کیا یہ عارضہ بھی اچھا نہین ہوتا باوجود سفر دریا کے جہاز سے اوترتے اوترتے عارضہ جاتا رہا مسٹر ایڈورڈ نے مجکو نہ چھوڑا اور اپنے وطن سلی مانکا کو لیگیا اور وہان مجکو اوسکے ہمراہ رہنا ہوا واضح ہو کہ اسپین کا ملک بحر ظلمات کے پورب طرف واقع ہے اور دار السلطنت اوسکا میڈرڈ ہے جو دریاے منزنیر پر آباد ہے اور شہر تولڈو میڈرڈ سے دکھن اور شہر کاڈز کہ ایک بندرگاہ بحر اطلنٹک کا ہے وسلی وانکا بھی ایک پرانا شہر ہے وہان کے سکنہ کو مین نے اکثر لائق و قابل دیکھا اور وجہ اسکی یہ معلوم ہوئی کہ وہان زمانہ سابق مین ایک بڑا مدرسہ تھا اور علم و ہنر کے چرچے مین تمام ملکون مین شہر مذکور ممتاز تھا چنانچہ از منہ قلیلہ مین ہمراہ ایڈورڈ کے کہ جسنے مجکو اپنا محافظ جان سمجھ لیا تھا بہت شہرون کے سیر کی اور بخوبی ہر ایک کو دیکھا اہل اسپین متواضع اور خوش مزاج تو ہین مگر مجکو اسکے اظہار مین افسوس ہے کہ بیشتر اونمین سے کینہ کیش ہین اور تیز ذہن اور اہل ذکا نہین ہوتے اور جلد تر درپے آزار ہوتے ہین اور جو بات اونکے مزاج مین سما جاتی ہے وہ مشکل سے بلکہ اوسکا عوض

ویسواس

روم

نایس

سلی مانکا

میڈرڈ

شہر کاڈز

نرہا تھا مگر ہنڈوی البتہ باقی رہگئی تھی کہ اوسکے سہارے سے ہم لوگ خراب وخستہ دل برشتہ وینس کو لاچار ہوکر واپس آئے امیر نے علاوہ زر ہنڈوی کے وہان کے تجار سے قرض لیا اور بموجب عہد کے پانچہزار روپے اون سفاکون کو دیے جبکہ امیر کو بخوبی صحت ہوگئی تو اوسنے قصد وطن کا کیا مجکو وہ جگہ چند روز کے قیام مین ایسی پسند آئی تھی کہ مین نے جانا گوارا نکیا امیر نے براہ مہربانی مجکو بہت کچھ دیا اور اوسی مقام پر چھوڑ دیا بعد استقامت چند روز کے مین نے اپنے پیشے کو جاری کیا اور تھوڑے روز کے بعد مین

جنیوا

وہان سے روانہ ہوکر بندرگاہ جنیوا مین جہان مجکو اپنے پیشے کی ترقی اور یافت کا خیال تھا گیا کیونکہ وہان فرانس اور اسپین اور اٹلی کے تجار بھی اکثر آیا کرتے ہین چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسٹر ایڈورڈ نامی سوداگر جو اہل اسپین سے تھا وارد بندر جنیوا ہوکر مرض استسقا مین مبتلا ہوا استسقا ایک سخت بیماری ہے اور وہ کئی قسم کی ہے مگر تاجر مذکور کو میری تشخیص مین شرکت طحالسی تھی کیونکہ جب تلی مین ورم ہوتا ہے اور وہ کمزور ہوجاتی ہے تو سودا کو جگر سے بخوبی نہین کھینچ سکتی اور سودا جمع ہوکر قوائے کبدی کو ضعیف کرتا ہے اور معدہ بھی بوجہ کثرت برودت کے کمزور ہوجاتا ہے اور کیلوس خام جگر کو جانے لگتا ہے جیسا کہ چاہیے جگر ہضم نہین کرتا پس اسیطرح اور اعضا مین جاکر نقص پیدا کرتا ہے اور بوجہ خامی غذا جزو بدن نہین ہوتی اور اس وجہ سے تمام بدن متورم ہوکر مستسقی مثل خمیر کے ہوجاتا ہے اور یہ استسقا بدترین قسم کا ہوتا ہے کیونکہ اس مرض کا ازبس رطوبت لزجہ ہے قصہ مختصر مجکو مسٹر ایڈورڈ نے علاج کے لیے معین کیا اور میرے علاج سے بفضل خدا بہت جلد اوسکو فائدہ ہوا یہان تک کہ ایک مہینے کے بعد بخوبی چنگا ہوگیا اور میرا نہایت شکر گزار ہوکر اسپین کو روانہ ہوا

ٹھنڈا کرے مین نے ہر چند منع کیا مگر وہ کب سنتا تھا چار و نا چار مجکو بھی جانا پڑا اور شہر
ونیس مین پہونچکر سفر خشکی کا بندوبست کیا اور آسائش و آرام سے پھاٹک تک پونہچے
اور پہاڑ پر چڑھنے کا قصد کیا ناگہان بہت سے آدمی پستول اور تلوار اور بڑے بڑے
چھرے باندھے ہوے دوڑ پڑے معلوم ہوا کہ راہزن ہین ہم لوگ اونسے نہ ڈرے
اور اونکی دھمکی مین نہ آئے اور اپنا مال و اسباب بخوبی محفوظ کیا لاچار ہوکر قزاق مستعد
بجنگ ہوے اور ہمکو بھی اُمنگ جوانی اور جوش آب ہوا ے ملک نے افروختہ کردیا
یہان تک کہ ہم بھی اونسے مقابلے کو تیار ہوے اور طرفین سے ہتھیار چلنے لگا اور
اونکے دو تین آدمیون کو ہمنے مار لیا تب تو ایکبارگی اونھون نے حملہ کیا اور سب کے
سب امیر سے لپٹ گئے کسیطرح نہ چھوڑا امیر کے بچانے مین میرے بھی زخم کاری
لگا اور گر پڑا اوسوقت ہمارے ہمراہی بھاگ گئے آخرکار رہزنون نے ہم پر تسلط پایا
اور مال و اسباب سارا غارت کیا مردون کے لاشون کو وہین چھوڑا اور جو بھاگ گئے
تھے اونکا پھر تعاقب نہ کیا مگر ہم دونون جو زخمی تھے نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن
مین مبتلا تھے پکڑ لیا اور اپنے ہمراہ لے گئے صبحکو مین نے زخمون کو اپنے اور امیر کے
دھویا اور قزاقون کو پانچہزار روپیہ دینے پر راضی کیا اور جان چھوڑا کر ہمراہ دوسرے
ڈاکودن کے جس منزل سے روانہ ہوے تھے آہستہ آہستہ لوٹے اور تین دن
مین اوس مقام مین جہان سے چلکر لوٹے گئے تھے وارد ہوے اور وہان اپنے
ساتھ کے بعض بعض لوگون کو بھی پایا چنانچہ امیر نے مقام پر پہونچکر دو تین خادمون کو
اوس مقام غارت گری پر بنا بر تجہیز و تکفین مقتولین کے بھجوایا اور مین نے امیر کے زخمون کا
علاج کرنا شروع کیا اپنے بھی زخمون کو دھویا اور باندھا نقد و اسباب سے تو کچھ باقی

میری تعلیم و تربیت کا بہت خیال رکھتا تھا اور پڑھانے اور لکھانے مین ازبس
کوشش کرتا تھا یہان تک کہ تھوڑی عمر مین مین نے اپنے ملک کی زبان مین
دستگاہ پیدا کی اور بعد اوسکے زبان عربی کو سیکھا اور مہارت کامل اوس مین حاصل
کرکے زبان یونانی سیکھی اور فن جراحی اور علم طب مین اپنے والد سے خاطر خواہ
دستگاہ کامل بہم پہونچائی ابھی میری عمر پوری بیس سال کی نہین ہوئی تھی کہ والدہ
نے انتقال کیا جس وجہ سے میرے والد کو نہایت رنج والم ہوا آخر کو وہ بھی جانبر
نہوے اور مجکو تنہا چھوڑکر دنیاے فانی سے دارالبقا مین قرار لیا مین بے یار و
مددگار عالم اضطرار مین تھا کہ میرے ہمسائے مین ایک امیر باتوقیر ناساز ہوا اور
اکثر اطباے کامل نے علاج کیا لیکن کچھ فایدہ نہ ہوا کسی شخص نے میرا بھی ذکر کیا
چنانچہ مین بلایا گیا مین نے خفقان تشخیص کیا جو اوس وقت تک کسیکے خیال مین
نہین گذرا تھا علاوہ اور علاجون کے مہینے سیر و سفر دریاے شور کا مشورہ دیا پہلے
تو مجکو کم عمر سمجھکر میری باتون پر اعتبار نہ کیا جبکہ میرے علاج نے اثر دکھلایا اور
بہت کچھ افاقہ مرض مین پایا گیا تو میرے علاج پر کاربند ہونا گوارہ کیا اور دریاے
ڈینوب مین بجرہ پر سوار ہوکر میرے ساتھ روانہ ہوا اور پچھم کی جانب دریاے سین
مین جانب خلیج وینس کے روانہ ہوے اتنی ہی تبدیل آب و ہواے بیمار کو انتہا
مرتبہ کا نفع ہوا اور جب خلیج وینس مین جو دریا درمیان ترکستان اور اٹلی کے واقع ہے
پہونچ چکے تو خفقانیت بالکل برطرف ہوگئی اچھے ہونے کے بعد خلاف میری
مرضی کے اوسکو اومنگ ہوئی کہ کوہ الپس کو جو ایک بڑا پہاڑ درمیان فرانس
اور اٹلی کے برف سے ہمیشہ ڈھکا رہتا ہے دیکھے اور اوسکی سیر سے خوب دل

دریاے ڈینوب
دریاے سین
خلیج وینس
کوہ الپس

نے میری سفارش زندان بان سے کی اور اوسنے اپنے آقا سے معتبری ظاہر کی
دوسرے روز بضمانت اوسی بھلے آدمی کے رہا کیا مگر افسوس ہے کہ خدمت حراست
زندانیون پر مامور کیا اور قصابون کا کام میرے سپرد کیا وعدہ کر چکا تھا اور احسان
فراموش نہ تھا اسواسطے مجبور تھا اور ہر وقت اپنے محسن کو سلام کرتا تھا اور وہ
مجکو دیکھکر مسکراتا تھا دو تین روز کے بعد جب صورت وشمائل اوسکی اوس ملک کے
لوگون کی نہ پائی کہ وہ کالے کلوٹے اور بدقطع اور بھدے ہوتے ہین تو جانا کہ وہ
پردیسی ہے اس لیے ایک روز شام کو اوس خداترس نیک بندے کو تنہا پاکر
مین نے پوچھا کہ تم کون ہو اوسنے بیان کیا کہ مین اس ملک کا رہنے والا نہین
ہون مختصر یہ ہے کہ تمھاری طرح مین بھی پکڑا گیا اور تمسے زیادہ شدائد اوٹھائے اور جب
کوئی چارا نہ دیکھا تو تمھاری طرح قیدی چھوٹا ہون اور دو برس سے زیادہ ہوے
جیسا دیکھتے ہو زندگی کے دن بھرتا ہون مین نے بکمال عجز درخواست کی کہ اپنی
سرگذشت کہ جسے مختصر بیان کیا ہے مفصل بیان کرو تاکہ مین بھی مطلع ہون اور ایک
دوسرے کی سرگذشت سنکر دل بہلائین تب اوس نیکمرد نے جسکی عمر اوس وقت
پچپن برس سے زیادہ نہ تھی بیان کرنا شروع کیا کہ نام میرا یوسف ابن منصور ہے

قصہ یوسف ترکی

اور مین باشندہ ترکستان کا ہون جو ایک بڑی سلطنت اہل اسلام کی ملک یورپ
مین جانب جنوب واقع ہے اور وطن میرا بلگریڈ سرحد ملک ہنگری کے قریب ایک
شہر مشہور اور قدیم ہے جہان سے قسطنطنیہ پچھم کی جانب بہت فاصلے سے ہے
کسی معزز اور مقتدر خاندان سے تو مین نہ تھا مگر میرا باپ پیشہ طبابت کا کرتا تھا اور
اپنی زندگی کو کمال عزت اور حرمت سے بسر کرتا تھا مین صرف اوسکا ایک بیٹا تھا

تھا نہ پنکھا ممکن تھا نہ بچھونا درست تھا نہ ہوا مین لاسکتا تھا آخر تیسرے ہفتے مین تپ
شدید خواجہ کو عارض ہوئی ہر چند مین چلایا اور بلبلایا مگر کسیطرح پہرہ والون کو ترس
نہ آیا اور جواب تک سنگ دلون نے ندیا صبح ہوتے ہوتے خواجہ نے داعی اجل کو
لبیک اجابت کہا اور اپنا قصہ مختصر کیا اوس وقت کی ناکامی اور پریشانی میری قابل گریہ
تھی کبھی روتا تھا کبھی دیوارون پر سر کو مارتا تھا کہ میری جان نکلجاے لیکن رشتہ حیات
ایسا مضبوط تھا کہ نہ مرا دوپہر کو جب موافق معمول کے سوکھی روٹیان اور گرم پانی آیا
تو اون ظالمون نے خواجہ کو مردہ دیکھکر اتنا تو رحم کھایا کہ دفن کرنے کو اوٹھا کر
لے گئے اور مجکو اوسی اندھیرے کوٹھری مین بند کر گئے مین نہین جانتا کہ خواجہ کی
لاش سے کیا سلوک کیا اور کہان دفن کر دیا بعد اوٹھ جانے خواجہ کی لاش کے
مین پھر بند ہوا تو پہلے سے بھی میرا بہت بُرا حال ہوا خواجہ کے رنج کے سوا تنہائی
کی وحشت قید کی مصیبت نہ کوئی بولنے والا نہ کوئی بات سننے والا نہ کتاب کہ
اوسکو پڑھون نہ قلم و سیاہی و کاغذ کہ کچھ لکھکر دن کاٹون بیڑیون کا بوجھ و گردن کا
طوق ہلنے تک نہین دیتا تھا بدبوسی دماغ اوڑا جاتا تھا تیسرا ہفتہ اسیطرح کٹا چوتھے
ہفتے مین جو میرے واسطے دو آدمی ملکر آب و نان لایا کرتے تھے اون مین سے ایک
جو بہت فربہ اور بدشکل تھا نہ آیا بجاے اوسکے دوسرا کہ اوس اندھیرے مین رنگ اوسکا
ممیز نہین ہوتا تھا مگر ہاتھ پاون سڈول معلوم ہوتے تھے اور دہشت اوسکی اوضاع
و اطوار سے نپائی جاتی تھی آیا اور زبان عربی مین مجھسے نہایت مہربان ہوکر فرمایا کہ
اگر تم وعدہ کرو کہ نہ بھاگوگے تو مین ضامن ہوتا ہون اور تمکو قید سے چھڑاتا ہون
مین نے نہایت شکر اوسکا ادا کیا اور اقرار کیا کہ ہرگز نہ بھاگون گا اوس بھلے مانس

اور بلاے قید سے سفر بھی ملا تو انشا اللہ تعالے حکم بجا لاؤنگا حاصل یہ ہے کہ وہ
باربری ڈاکو ہمکو لیے ہوے دکھن کیجانب مائل ہوے اور ساتوین روز ہمکو تریپولی
مین لے گئے واضح ہو کہ تریپولی مشہور شہر ہے جو صوبہ باربار افریقہ کے شمال مین
واقع ہے آدمی یہان کے نہایت بیرحم اور سنگدل وظالم مشہور ہین اور کشتیون کا
لوٹنا اور غیر ملک کے آدمیون کو پکڑ کر بیچنا اونکا شیوہ و دستور ہے اہل امریکہ کو اکثر
وہ سفاک گرفتار کر لیجاتے ہین اور برسون اونکو رکھ کے طرح طرح کی بدسلوکیان
کرتے ہین اور وہ بدکیش مور کہلاتے ہین اور اپنے کو اہل اسلام سے جانتے ہین
مگر مین انکو کیونکر مسلمان کہون اسواسطے کہ اطوار اونکے خلاف طریقہ محمدیون کے
تھے ہمکو بخوبی وہ جانتے تھے کہ ہم مسلمان ہین اگر اونکو اورون پر رحم نہ تھا تو ہمکو
ہم مذہب جانکر پاس کرتے لیکن وہ اس درجے کو بد اور سخت تھے کہ اونسے ایسی
امید رکھنا صریح میری غلط فہمی ہے بالآخر تریپولی مین پہونچکر معلوم نہین دونون
ہمارے ہمراہیون کو ہمسے جداکر کے وہ ظالم کہان لے گئے مجکو اور خواجہ کو
ایک نہایت مضبوط و سنگین مکان مین قید کیا اور چند سپاہی زنگی کا پہرہ ہمپر متعین
کیا وہ مکان تیرہ وتار کہ جہان ہاتھہ کو ہاتھہ نہ سوجھتا تھا روشنی کیسی ہوا کے
آنے کا رستہ نہ تھا ہمارا مسکن تھا شدت گرمی سے بھیجا دماغ کا پگھلا جاتا تھا مچھرون
اور مکھیون کے کاٹنے سے ایک لحظہ قرار نہ تھا اس طرح دو ہفتے ہمکو بسر ہوے
اپنے شدائد کو تو مین جھیل جاتا تھا خواجہ کی پریشانی اور اذیت سے کمال دل جلتا تھا
اور انتہا درجہ مجھے غم اور افسوس تھا اور کیون نہ ہوتا کہ وہ میرا محسن تھا مگر افسوس
بجز اسکے کہ مکھیون اور مچھرون سے بچاؤن اور میرا کیا قابو تھا نہ تو ٹھنڈا پانی پلا سکتا

آگئے تھا دو کشتیان جو فاصلے پر تھین قریب آگئین اور دونون کشتیون کے
قزاقون نے مشورہ کرکے دفعتاً قصد حملے کا کیا اور ہماری کشتی بھی بلندی سے
پستی مین آگئی جست کرکے ڈاکوون کے آدمی ہماری کشتی مین کود آئے اور
ہتھیار چلنے لگا کپتان جہاز نے وہ مردانگی کی کہ تین قزاقون کو خود مارا اور آخر کو
مارا گیا اور مین نے بھی دو آدمیون کو مارا اور پھر مین بھی زخمی ہوا اور ڈاکوون نے
بھی جہان تک ہوسکا کوئی دقیقہ فساد کا باقی نہین رکھا قصہ مختصر ڈاکوون نے
ہمپر فتح پائی مین اور خواجہ اور ایک خلاصی اور کپتان کا نوکر چار آدمی گرفتار ہوے
اوس وقت کا حال بیان نہین کرسکتا مین سوچتا تھا کہ بروقت روانگی سویز کے جو
دل میرا سفر کرنا گوارا نہین کرتا تھا وہ اس مصیبت کا پیش آنا جانتا تھا آخر کار جب
ہم لوگ گرفتار ہوے غارتگرون نے مال و اسباب اپنا پسندیدہ اوتارا وتار کر اپنی
کشتی پر بار کیا اور ہمارے جہاز مین سوراخ کرکے ڈبو دیا اور ہم لوگون کو پکڑ کر اپنی
کشتی پر بٹھلایا اور اس خیال سے کہ جان بچانیکو ہم مین سے کوئی دریا مین کود نہ پڑے
مشکین باندھین اوسوقت کی تفضیح کو مین کیا بیان کرون اور خواجہ کے دلپر جو رنج
تھا اوسکی کیونکر تصریح کرون جب مال کا غارت اور ظلم کی بے انتہا شدت خواجہ نے
دیکھی تو ایک تعویذ جو خواجہ کے بازو پر بندھا تھا میرے بازو پر باندھ دیا اور رو کر
مجھسے کہا کہ مجھے اب اپنی زندگی کی امید نہین ہے اگر خدا تمکو اس قید سے خلاصی
دے تو تم پھر ضرور سویز کو جانا اور وہان پر اس تعویذ کو کھولکر پڑھنا ہرچند کہ جس طرح
خواجہ اپنی زندگی سے ناامید تھا اوس سے سوا مجکو وسواس تھا مگر مین نے اقرار
کیا کہ اگر میرا مقدر پھوٹا اور آپ کا ساتھ چھوٹا اور حیات مستعار نے جواب ندیا اور

مرگ تھے اور کسی طرح یقین نہ تھا کہ روز روشن پھر دیکھین گے مگر بعد اس خرابی کے
ہوا ٹھہر گئی کشتی کو سکون ہوا اور صبح ہمکو پھر نظر آئی آفتاب بلند ہوا طوفان جاتا رہا گرد و
غبار سے آسمان صاف ہوا تو بھی کشتی کا بچنا محال تھا اور تردد عظیم دربیش تھا کہ کون
فکر کیجاوے کہ رہے سہے آدمیون کی جان بچے مین نے جو جو محنتین خود کین اونکو خود
یاد کر کے متحیر ہوتا ہون اسواسطے کہ مین فن کشتی رانی سے واقف نہ تھا لیکن حقیقت
یہ ہی کہ جب آدمی اپنی زندگی کو نابود سمجھ لیتا ہے تو کسی کام مین نہین رکتا اور بیباک
ہو جاتا ہے اور یہی حال میرا ہوا اسی خیال اور اندیشے مین سب تھے اور فکر و تدبیر
حفظ کشتی مین مصروف تھے کہ سامنے سے دو تین چھوٹی چھوٹی کشتیان نظر آئین
کپتان جہاز نے پکارا ہر ایک کو خبردار کیا کہ وہ طوفان جو گذر چکا اوس سے آنا ان
کشتیون کا کہین بڑھکر ہے یہ لوٹیرے ہین دریاے ڈاکو کہلاتے ہین کشتیون کو
لوٹ لیتے ہین بندگان خدا کو پکڑ کے غلامون کے مانند بیچ لیتے ہین ان کے
پنجے مین جانے سے دریا مین ڈوب مرنا بہتر ہے اب ہتھیار باندھو اور ان سے
مقابلے کی تدبیر کرو مار کر جوانانہ مرنا خوب ہوگا مرتا کیا نکرتا ہم لوگ سب مسلح ہوے
یہان تک کہ ایک کشتی منجملہ اون کشتیون کے قریب آئی ہماری کشتی بوجہ موج دریا
کے اسقدر بلند تھی کہ وہ کشتی تردیک نہین آسکتی تھی آخر کو جب ڈاکوون نے موقع
نپایا تو بندوق کا فیر کیا کپتان جہاز نے متصل دو تین بان ایسے مارے کہ ڈاکوون
کی کشتی مین آگ لگ گئی اور کشتی گرداب مین آکر گھومنے لگی اگرچہ عالم بدحواسی کا خود
ہم لوگون پر طاری تھا لیکن جسوقت ہمنے اضطراب اون قزاقون کا دیکھا ہنسی
آگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بدبخت سب کے سب مع کشتی ڈوب گئے اونکا ڈوبنا

اکثر روی زمین پر واقع ہین اور نشان ہر ایک کا مجھے دیا منجملہ اون کے ایک ہندوستان
مین بھی بیان کیا کہ وہ بہت چھوٹا ہی اور پنجاب مین واقع ہے اوس ملک کے
آدمی اوسکو نور الہی سمجھکر پرستش کرتے ہین اور جوالا مکھی اوسے مشہور کرتے ہین
بعد اس واقعہ کے ایک ہفتے تک ہم لوگ نہایت آسایش و آرام سے چلے اور
مصیبت کیسی کہ وہم و گمان مین بھی خدشہ کسی مکروہات کا نہین تھا اسواسطے کہ اوسی
راستے سے پہلے سلامت گذر چکے تھے مگر مشیت ایزدی مین کیا دخل ایک شب
ہوا ء تند چلنی شروع ہوئی مگر بوجہ عادت بیخبری کے اوسکی کچھ پروا نہ ہوئی کیونکہ
چند مرتبہ ویسی ہوا کی برداشت کر چکا تھا مگر کپتان جہاز کو اوس ہوا سے بڑا خوف ہوا
اور اوسنے اوس ہوا کو مقدمۂ طوفان عظیم سمجھا آخر کو وہ ہوا اس شدت سے چلنے لگی
کہ العظمت للہ ہر ایک موج جو سمندر سے اوٹھتی تھی بلا مبالغہ معلوم ہوتی تھی کہ اب
یہ کشتی کیا ایک جہان کو ڈبو دیگی اوسی پریشانی مین دو مستول ٹوٹ گئے اور کشتی مین
چھید ہو گیا اور پانی کے نکالنے مین جہان تک کوششین کین وہ بوجہ شب ہو جانے
کے بیکار گئین ہر اس نے اس درجے کو محاصرہ کیا کہ عقل و حواس جاتے رہے ہاتھ
پاؤن پھول گئے جتنے تجربات تھے وہ سارے فراموش ہو گئے کپتان جہاز
کہ بڑا بہادر تھا خود کام کرتا تھا مگر کیا بن پڑتا تھا ہملوگ قریب سو آدمی کے شل کنجشک
کے غل مچاتے تھے اور کچھ نکر سکتے تھے دفعتاً کشتی مین آگ لگی اور بعض لوگ ڈر
کے مارے دریا مین گر پڑے ملاح و خلاصی جو آگ بوجھانے مین مصروف تھے
جل جل کر مر گئے قصہ مختصر یہ ہے کہ مین اور خواجہ اور کپتان جہاز اور چار خلاصی
اور ایک نوکر کپتان جہاز کا اور ایک خواجہ کا کل نو آدمی بچے اور ہم لوگ بھی آمادہ

خواجہ کی تباہی
جہاز کی تباہی

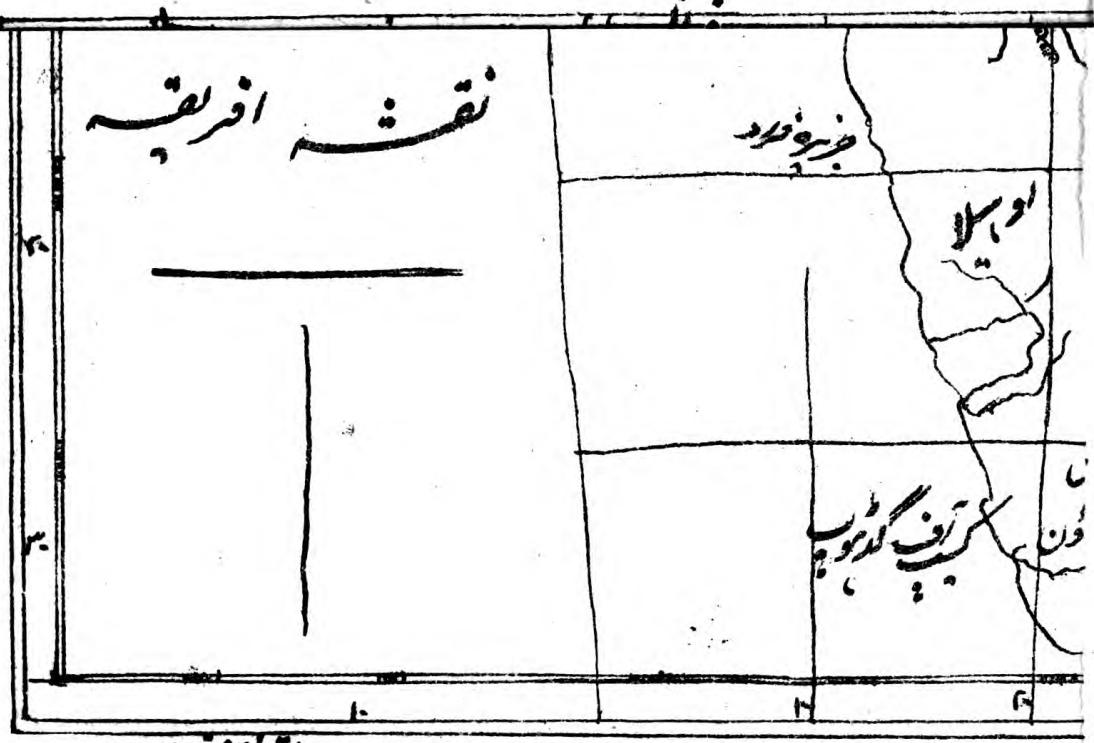
کوہ اٹنا کی آواز ہوگی البتہ جو کثرت سے یہ سنا تھا کہ اوس سمندر مین اکثر افریقیہ کے ملک کے لوٹیرے کشتیان دوڑاتے ہین اور جہازون کو تباہ کرتے پھرتے ہین اسواسطے مجھے اونھین کا اندیشہ ہوا تھا غرض جب اپنے حجرے سے باہر آیا تو معلوم ہوا کہ کوہ اٹنا پر ایک شعلہ آتشین دہان آتشین سے نکلکر مانند ایک بڑے پیل پائے کے جسکا عرض و طول پندرہ گز سے کم نہوگا کھڑا ہوگیا ہے اور اسقدر دھوان اوس پہاڑ سے نکلنا شروع ہوا کہ مین بیان نہین کرسکتا اور روشنی شعلہ سے شب دیجور رشک نصف النہار ہوگی ایک پہر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شعلہ پھر دہانہ پہاڑ مین سماگیا اور نظرون سے غائب ہوگیا اوس وقت ایسا اندھیرا دھوان دھار ہوگیا کہ دم ہم لوگون کا کہ فاصلے پر تھے گھٹنے لگا اور پہاڑ سے بڑے بڑے پتھر نہایت سن سناہٹ سے جدا ہو ہوکر اطراف و جوانب مین گرنے لگے اور مثل بھونی ہوئی پھٹکری کے بڑے بڑے پتھر پھول پھول کر مثل پانی کے بہنے لگے اور جس طرح پارہ ڈھلکتا ہے مثل ایک بڑے دریا کے پہاڑ پر سے چارون طرف کو بہنے لگے معلوم ہوتا تھا کہ کمال جوش و خروش سے کوئی ندی بہی آتی ہے اور وہ آب آتشین کہ جسکو دراصل آگ جہنم سمجھنا چاہیئے تمام دامن کوہ مین دور دور تک مثل دریا کے بہ آیا تھا صبح کو معلوم ہوا کہ اوس آواز کے ہوتے ہی اکثر باشندگان دہات و قریات جو دامن کوہ مین مسکن گزین تھے اپنی جان لیکر بھاگ گئے تھے مگر جو عورتین اور لڑکے اور کمزور آدمی نہ بھاگ سکتے تھے وہ سب مع اموال و اثقال اثاث البیت کے لقمۂ نہنگ اجل ہوے پھر شعلہ مذکور جب تک مین اوس پہاڑ کے قریب رہا نظر نہین آیا کپتان جہاز نے مجھسے کہا کہ اس قسم کے پہاڑ اور بھی

رہا کرتا ہے لیکن البتہ زمین کو زلزلہ اکثر ہوتا ہے اور دکھنی ہوا جب چلنی شروع
ہوتی ہے تو وہ اکثر مضر و مفسد ہوتی ہے اس جزیرے مین عمدہ عمدہ اجناس
لائق تجارت پیدا ہوتی ہین مثلاً نیل ریشم غلہ نمک زیتون نیل شراب میوہ
ہر طرحکے چمڑے اور قسم قسم کی چیزین مگر مقصود خواجہ بشیر کا خریداری نیل و ریشم و چمڑے
سے تھا اور اپنا مال کچھہ فروخت کرنا نہین تھا اسواسطے بہت جلد جسقدر مال خرید
کرنا تھا خرید کر لیا مجکو خواہش تھی کہ اگر ممکن ہو تو کوہ اٹنا آتش فشان جو اس جزیرے
مین واقع ہے دیکھون الاملک مصر کی سیر مین جو کچھہ بار احسان خواجہ کا اوٹھا چکا تھا
وہ کم نہ تھا کہ مین پھر درخواست کرتا اور سوائے اسکے مدت قیام بھی خواجہ کی بہت
کم اور ہمراہی کے آدمیون مین مجسے زیادہ کوئی اور معتبر نہ تھا اس واسطے متفکر
ہوا اور استدعا نکر سکتا تھا تو بھی جب یہ سنتا تھا کہ عجیب و غریب پہاڑ ہے کہ اگ
اور دھوان اوس سے نکلا کرتا ہے اور جلی ہوئی راکھہ اور گلے ہوے پتھر اوسکے
دہانے سے جدا جدا ہوکر انبار ہوتے ہین تو لالچ آتا جو بیفائدہ ہوتا آخر کار سسلی سے
پھر مع الخیر مراجعت کی اور دوسرے انگریزی جہاز پر جسکو سوان کہتے تھے ہم لوگ
سوار ہوے یہ جہاز اگرچہ بہت بڑا نہ تھا مگر لطافت اور آراستگی مین پہلے جہاز
سے کہین اچھا تھا اور کپتان جہاز نہایت قابل اور بالیاقت تھا اور خلاصی اور
دیگر اہل خدمات ازبس مستعد اور جفاکش تھے بعد روانگی سسلی کے ایک رات کو
نہایت مہیب آواز اور ہولناک ایسے زور سے آئی کہ اگر ہزار توپین ایک مرتبہ چھوٹین
تو بھی ممکن نہو کہ اوسطرحکی آواز ہو سکے مین سوتا تھا گھبرا کے اوٹھ بیٹھا اور حیران
و ششدر ہوکر لوگون سے پوچھنے لگا یہ تو مجکو اوس وقت خیال بھی نہین تھا کہ

ٹکر کھاتا تو ہم اور وہ دونون تباہ ہوجاتے مگر ہمارے کپتان نے بڑی دلاوری کے
اپنے جہاز کو بچایا اور دوسرے جہاز کے ناخدا کو پکارا کہ بیڑا جہاز کا بیکار ہوگیا
اور یہ کہتے ہی چھوٹی چھوٹی کشتیان دوڑائین تاکہ راکبان جہاز سہولیت سے
اوترآوین جبکہ لوگ اوترا وترکشتی پر آنے لگے اور ہمارے جہاز کے قریب آکر
جہاز پر سوار ہونے لگے ایک شخص دفعتاً دریا مین گر پڑا اور پہلے مینے ہی دیکھا پس مجھے
نرہا گیا کہ ڈوب جانے دون مین بھی جھٹ پٹ کود پڑا اور جاکر کمر بندا وس بیچارے
کا پکڑا ہمارے ناخدا نے رسا ڈالا اور ہم اور وہ سلامت اپنے جہاز پر آئے ہنوز
دم نہ لیا تھا کہ وہ جہاز آنکھون کے سامنے ڈوب گیا علاوہ مال کے جسقدر آدمی
پر سوار ہونے سے رہ گئے تھے سب ڈوب گئے اوسوقت کا اضطراب کہ جب جہاز
تباہ شدہ سے لوگ کود کود کر کشتیون پر آتے تھے مین بیان نہین کرسکتا ہر شخص
چاہتا تھا کہ اپنی جان سلامت لیجائے اور جب کشتی پر تعداد کے موافق آدمی
آجاتے تھے اور چڑھنے سے باقیماندہ روکے جاتے تھے وہ اپنے کو طعمۂ نہنگ
اجل جانتے تھے بہرحال جو ہمارے جہاز پر آچکے تھے محفوظ رہے جسکو مین دریا سے
لایا تھا سالومن نامی یہودی ایک بڑا تاجر تھا نہایت ممنون ہوا آخر کار اون سب
غیر جہاز والون سمیت ہم لوگ مع الخیر والعافیہ جزیرہ کینڈیا مین لنگر انداز ہوے
یہ جزیرہ یونان کے دکھن سمت واقع ہے اور تحت اہل یونان مین ہی چونکہ ہم لوگ
برسر راہ تھے اور صرف غیر لوگون کے اوتارنے کے واسطے وہان گئے تھے اسلیے
اونکو اوتار کر بعد دو دن کے جزیرہ سسلی مین پونہچے جزیرۂ سسلی ایک بڑا جزیرہ
ہے اور آب وہوا وہانکی نہایت خوش ہے اور بوجہ سمندر کی ہوا کے موسم معتدل

جزیرۂ سسلی

جانب بصرہ کے قصد کریگا خواجہ نے خلاف اسکے بیان کیا کہ جزیرۂ سسلی کو چلین گے
یہ سنکر مجکو سکتہ ہوگیا کہ وہ مقام بحیرۂ شام مین سویڈن سے اوتر و پچھم کے کونے کی جانب
واقع ہے اوسکے اوتر یورپ اور دکھن افریقہ اور پورب کو ایشیا کے ممالک ہین
اور سسلی درمیان اٹلی و اسپین ممالک یورپ کے ہے بندگی بیچارگی ہر چند جی
گھبراتا تھا مگر کیا کرسکتا تھا توکل بخدا کرکے ساتھ ہوا اور فتحیاب نامی جہاز پر جسکا
ناخدا ایک صاحب انگریز تھا ۴ر جنوری ۱۶۶۹ء کو سوار ہوا مجکو پہلے اوس سے
کبھی اتفاق انگریزی جہاز کے سواری کا نہین ہوا تھا اور صرف اس مرتبہ اتفاق ہوا
تو نہایت ہی خوش ہوا استعدی و لیاقت ناخدا کی اور محنت خلاصیون کی اس درجہ کو
لائق توصیف ہے کہ میری زبان اوسکے بیان سے عاجز ہے سارا سامان اور انتظام
درست ہر ایک ملازم جہازی چاق و چست جس سے دلکو ڈھارس رہتی تھی اور
خوف و ہراس نہ آتا تھا خوش خوش روانہ ہوے اور اگرچہ مشہور تھا کہ بحیرۂ شام مین
اکثر خطرات پیش آتے ہین مگر ہم لوگ ایسی اچھی ساعت مین روانہ ہوے تھے کہ بجز
خفیف طوفان ہوا کے اور کسیطرح کی جوکھم نہین آئی لیکن جب قریب جزیرۂ کینڈیا
کے پونہچے تو ایک طوفان سخت آیا اور کشتی تلاطم امواج سے مثل تنکے کے فلک الافلاک
کو جاتی تھی اور کبھی تحت الثرے مین گاو زمین سے مل آتی تھی اوس طوفان مین
کپتان جہاز نے جو محنتین کین اور ہم لوگون کو دلاسا دیا لائق اسکے ہے کہ مشرح
بیان کرون مگر بہت طول ہوگا لہذا دوسرے امر غریب کو بیان کرتا ہون کہ اوسی
ہولناک آندھی مین پچھم طرف سے ایک جہاز دوسرا آیا جسکا ناخدا ایک فرانسیسی تھا
اس زور سے وہ ہمارے جہاز کے قریب سے نکلا کہ یقین تھا اگر ہمارے جہاز سے



متعلقه صفحه ۳۹

تو بھی آب و ہوا کا اثر اور قدیم لوگون کی عادت کے شہرت سے سکنائے حال
مین بھی مہمان نوازی و احسان کرنیکی عادت مین نے خود اکثر معائنہ کی خواجہ بشیر
تمام ملک مصر مین خود پھرا تھا اور ہر جگہ کا حال جانتا تھا مجھسے استفسار کرنیکی حاجت اوسکو
بنظر حصول اطلاع نہ تھی بلکہ انکشاف میری واقفیت کا منظور تھا پس جہان تک مینے
بیان کیا خوش ہوا اوسکے بعد مین نے حساب و کتاب پیش کیا اوسکو دیکھکر خواجہ
زیادہ تر خوش ہوا اسواسطے کہ جسقدر منافع پہلے فروخت اسباب سے حاصل ہوا تھا
اوسمین سے مین نے ایک چھوٹی رقم لیکر خاص اپنی پونجی بنائی تھی اور اوسکا مال نیا
خرید کر کے جدا کر لیا تھا اور اوسکو اولٹ پلٹ کر کے فروخت کرتا جاتا تھا اور جو کچھ
اوس سے نفع ملتا تھا اوسکو اپنے صرف مین لاتا تھا اور باقی مال سے جو انتفاع ہوتا تھا
اوسکو خواجہ کے حساب مین جمع کرتا تھا چنانچہ جب مین نے حساب سمجھایا تو صرف
میرا خواجہ کے مال سے اسقدر کم تھا کہ میری تنخواہ جو اوسوقت نکلتی تھی اوس کے
دو حصے سے بھی کم ٹھہرا اسواسطے مین نہایت خوش تھا کہ میری تنخواہ سے میرا
خرچ ذاتی جو سیر و سفر مین ہوا خواجہ مجرا لیوے مگر خواجہ نے مجرا نہین لیا بلکہ بطور انعام
کے عطا فرمایا اور میری قدر افزائی ہر روزہ کرنے لگا اور اپنے قدیم اور پرانے
نوکرون سے اچھا سمجھنے لگا اوسکے طرز گفتگو سے مجکو بعد سفر مصر کے معلوم ہوتا تھا
کہ اب خواجہ قصد اپنے وطن کا کرے گا لیکن خلاف میری امید کے خواجہ نے
جو کچھ مال اوسکے پاس تھا اڑھتیون کے حوالے کیا اور مجھسے فرمایا کہ یہان کے
توقف سے زیادہ مفاد نہین ہوا لہذا بہتر ہے کہ ایک سفر اور کرین اور جب پھر
پلٹ کر اسی جگہ آئین تب وطن جانیکا قصد کرین یہ سنکر مین خوش ہوا کہ غالبا پھر

کرتا ہون کہ اہل مصر علاوہ اپنے بزرگون کے وسوائے اپنے خاندان کے بوڑھون کے تمامی معمر آدمیون کی اسقدر تعظیم وتکریم کرتے تھے کہ اور ملکون مین اسقدر نہین ہے اور درحقیقت یہ بہت ہی عمدہ اونکا معمول تھا میری سمجھ مین ہر ایک آدمی کو چاہیے کہ مصر کے قدما کی پیروی کرے اور جو بوڑھے آدمی عمر مین اپنے سے زیادہ ہون اونکی نہایت قدر کرے اسواسطے کہ اونکی عمر کی بزرگی کے سوائے تجربات ومعلومات جو اونکو حاصل ہوتے ہین وہ نہایت عظمت کے لائق ہین اور بیشتر اگر مسن آدمیون سے صحبت رکھے تو اخلاق اور ادب آدمی کا بہت بڑھ جاتا ہے سوائے اسکے ایک محاسن دوسرا اہل مصر مین یہ تھا کہ وہ اپنے محسن کو خدا کے برابر مانتے تھے اور احسان کو ایک بڑی صفت جانتے تھے اور اس امر مین اگر تمام دنیا کے لوگون پر اونکو فوق دیا جاوے تو میری سمجھ مین درست ہے اسواسطے کہ جو شخص محسن کو مانیگا اوسکا دل دوسرے پر بھی احسان کرنے کو رغب ہوگا اور جب یہ طریقہ جاری ہوا تو اپنا سا دکھہ درد ہر شخص کا خیال کریگا اور ایک دوسرے کے نفع پونہچانے مین سعی کرے گا یا ہمیشہ اپنی مستعدی اور جفاکشی اور محنت سے سستی اور کاہلی کو پاس نہ آنے دیگا تاکہ بار احسان کو اپنی گردن پر نرکھے اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ احسان کا بوجھہ پہاڑ سے بھاری ہے لہذا جہان تک آدمی سے ہوسکے اس بوجھہ کو اپنے سر سے ٹالے اور اگر کسی طرح سے پہاڑ احسان کا سر پر آہی جاوے تو اوسکو کبھی نہ بھول جاوے مین نہایت افسوس کرتا ہون کہ مینے مصر کو اوس وقت دیکھا کہ جب مصر مین وہ لوگ جنکے اوصاف مینے بیان کیے سفر آخرت کا کر چکے تھے اور اوسی قسم کے لوگ باقی تھے کہ جیسے ہم عرب اور ترک اور فارس مین دیکھتے ہین

کو قبر مین دفن کرنے سے کوئی طریقہ اور بہتر نہین ہے کیونکہ کیسی ہی احتیاط
کیجاوے اور کیسی ہی خبرداری برتی جاوے مگر لاش مین ضرور فتور آجاتا ہے اور وہ توقیر
و تعظیم جو حیات مین ہوسکتی ہے کب ممکن ہے اسوجہ سے مین بلا تکلف کہہ سکتا ہون
کہ مردون کی لاشین رکھنا ہی ایک طریقہ خلاف دانشمندی اہل مصر کا تھا چنانچہ
بادشاہ ایسی کیس نے جب یہ توقیر و تعظیم مردون کی اہل مصر مین جاری دیکھی اور یہ بھی
معلوم کیا کہ اہل مصر اکثر قرض لیتے ہین اور تمام خاندان تباہ و برباد ہوتے ہین اور
اکثر آدمی سست و کاہل ہوجاتے ہین اور قرض خواہون کے تقاضون سے
تنگ ہوتے ہین اور ناداری کے باعث سے فریب اور حیلہ و بددیانتی کرتے ہین
جو مورث بڑی بڑی خرابیون اور اہانت اور ذلت کی ہوتے ہین تو اوسنے خیال
کیا کہ قرض لینے کی عادت کم کیجاوے اسلیے یہ طریقہ قانونی مقرر کردیا کہ جب تک
قرض لینے والا اپنے باپ کی لاش گرو رکھہ کر قبضہ مرتہن کا نہ دلاوے قرضہ نپاوے
اور جو کوئی قرضہ بدون رہن لاش دے اوسکی نالش نہ سنی جائیگی اسوجہ سے کہین
دین قرضہ کا نہایت کم ہوگیا ظاہر ہے کہ جو قرضہ اپنے بزرگ کی لاش رہن کرکے
لیتا تھا اور ادا نکر سکتا تھا تو وہ تعظیم و تکریم مقررہ سے جو مردون کے واسطے مخصوص
تھین محروم رہتا تھا و کاش بلا انفکاک رہن مرگیا تو وہ بدنامی اوسکی قیامت تک
رہتی تھی چونکہ ایسیکس نے اس طریقے سے باب قرضہ کا بند کیا تھا اس لیے تو
مردون کے لاشون کا رکھنا بہت مفید سمجھا گیا اور اس راہ سے مین بھی برا نہین
کہہ سکتا اسواسطے کہ قرضہ لینے کے انسداد کے لیے جو درحقیقت ایک بدبلا ہے
کوئی طریقہ اور بلادون مین نہین ہے مین اسبات کو نہایت خوشی سے بیان

طغیانی دریاے نیل سے اکثر واقع ہوتی تھی طریق پیمایش کا اونھون نے نکالا و فن تعمیر اور رنگ آمیزی اور سنگتراشی کے فنون کو بھی کمال انتہا پر پونہچایا تھا اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ اہل مصر قدیم سے لیاقت اور قابلیت مین ممدوح تھے چنانچہ حکماے یونان مثل افلاطون وغیرہ نے تکمیل اپنے علم کے لیے سفر مصر اختیار کیا تھا اور خود جناب باری نے حضرت موسی کے اوصاف مین بیان کیا ہے کہ وہ مصریون کیطرح ہنر مین کامل تھے مین نے یہ بھی سنا کہ عملداری مسلمانون کی پہلے اگر کسی شخص پر ثابت ہوتا تھا کہ اونسے کسی معاملے مین جھوٹی قسم کھائی ہے تو اوسکو قتل کی سزا دیجاتی تھی اور گردن مارا جاتا تھا حقیقت مین یہ سزا نہایت مناسب و معقول تھی اسواسطے کہ جھوٹی قسم باعث اہانت جلالت و قدرت معبود حقیقی کی ہے اور جہان تک اوسکے واسطے سزاے سخت مقرر کیجاوے مناسب ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم اہل مصر نہایت راست باز اور سچے تھے مگر افسوس ہے کہ اون مین باوجود چندین فہم و فراست ایک امر نہایت شنیع جاری تھا کہ بہن بھائی مین شادی ہوتی تھی اور مثل جورو خاوند کے رہتے تھے علاوہ اسکے جب کوئی اونکے یہان مرجاتا تھا تو اوسکے قریب رشتہ دار ماتمی پوشاک پہن کر لذائذ اور حظائظ سے پرہیز کرتے تھے اور مردے کے دماغ سے بھیجے کو تھنون کے راستے سے اور آنتون کو پہلو مین ایک سوراخ کرکے نکال لیتے تھے اور خالی پیٹ اور دماغ مین خوشبودون کو بھرکر پھر بدن پر کپڑے کو گوند و دیگر لسدار چیزون سے لپیٹ کر خوشبودار مصالحہ کو اوسپر ملتے تھے اور پھر مدتون تک اوسکو رکھہ چھوڑتے تھے گو اس طریقے کو وہ کیسا ہی اچھا سمجھے ہون مگر میرے نزدیک نہایت ناپسندیدہ تھا اس لیے کہ مردون

مصریون کے شبہہ نہین ہرگاہ شاہان مصر کی قدیم عادت تھی کہ صبح اوٹھکر بالمرہ ہوا کھانے کو نکلتے تھے اور جب ادھر اودھر سے پھر کے آتے تھے تو بیٹھکر اون کاغذات کو جو آیا جایا کرتے تھے ملاحظہ کرتے اور جوابات بھی اونکے اول ہی وقت لکھتے تھے اس سے ظاہر ہے کہ یہ فعل حکیمانہ تھا کیونکہ اس کام کے واسطے وہی وقت مناسب ہے صبح کے وقت مزاج انسان کا درست اور دماغ صحیح ہوتا ہے اور بعد لکھنے پڑھنے کے عبادت خانون مین جاتے تھے جہان پوجاری محاسن اور معائب بادشاہون کے بیان کرتے تھے جسکے سننے سے عوام کو اور خاص بادشاہ وقت کو انتباہ کافی ہوجاتا تھا بعد انصرام عبادت اپنے کاروبار نصفت وعدالت مین مصروف ہوتے تھے پس جبکہ بادشاہ کا خود یہ قاعدہ تھا اور جابجا مدرسہ علوم وفنون کے مقرر تھے اور اپنے پوجاری اور پیشوایان مذہب کی نہایت عزت اور قدر کرتے تھے تو اوسی پر قیاس رعایا کے طریق معاشرت اور قابلیت کا بخوبی ہوسکتا ہے اہل فوج کی بھی نہایت توقیر تھی چنانچہ چار لاکھ سپاہی جو ساکن واہل مصر تھے زمانۂ قدیم مین نوکر تھے اور ہر طرح کے قواعد سپہ گری بھی اونکو معلوم تھے اور حسب حسب اور پیشہ باپ بیٹے کو سکھلاتا ہے فنون سپہ گری کے اہل مصر اپنے بچون کی تعلیم کیا کرتے تھے اور لڑائیون سے اگر کوئی شخص بھاگ جاتا تھا تو اوسکی بڑی تفضیح اور بدنامی ہوتی تھی بلکہ کوئی خاص لقب نامردیکا اوسکے نام کے ساتھ لگاکر مصری بدنام کرتے تھے اسواسطے میدان سے بھاگنا ہر ایک فوجی مرنے سے بدتر جانتا تھا مشہور ہے کہ ستارون کے حرکات پر پہلے اہل مصر مطلع ہوے اور علم ہندسہ کو ایجاد کیا اور واسطے رفع کرنے تنازعات حدود جو

مانند ڈھول کے خالی رہتا ہے بعد تیاری کے جوف مین عنقا مردہ کی ہڈی اور
بچے بچائے اجزا بند کرکے دیکھتا جاتا ہے کہ خود اوٹھا سکتا ہی یا نہین آخرش جسوقت
وہ گولا بہمہ جہت مرتب ہولیتا ہے تب اوٹھاکر پرواز کرتا ہے اور اس شہر مین
جہان آفتاب کی پرستش کی چیزین جلائی جاتی ہین لاکر ڈالتا ہے اور اوسکے ساتھ
عنقاے مردہ کو جلاتا ہے ہرچند کہ یہ قصہ اور محض فسانہ ہی مگر سنا ہوا ہے مین نے
عنقا کو نہ دیکھا اور نہ اس روایت پر بھروسہ کرتا ہون غرض ٹھیک چھہ مہینے بعد مین
سونیر کو ۱۵ اگست ۱۶۶۸ء کو پلٹ کر پونہچا اور خواجہ بشیر کو صحیح وسالم پاکر شکر الہی
بجالایا خواجہ بھی مجکو دیکھکر نہایت مسرور ہوا اور بعض بعض حالات مصر کے مجسے پوچھے
کہ جسکو مینے بکمال فصاحت وبلاغت بیان کیا منجملہ اوسکے حال وسیرت اہل مصر
ومیرس کی جھیل کا پوچھا مین نے عرض کیا میرس کی جھیل واقعی نادر روزگار ہے
محیط اوسکا پانسو چالیس میل کا ہے اور سو گز گہری ہے اور دو سو گز کے دو مینار
ہین کہ سو گز اندر پانی کے اور سو گز پانی کے اوپر بنے ہوے ہین اور مینارون کے
اوپر تخت پر بتونکی تصویرین بنی ہوئی ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ پانی بھرنے سے
پہلے یہ مینار تیار ہوے ہین سنا ہے کہ ایک ہی بادشاہ کے عہد دولت مین یہ بالکل
جھیل و مینار مرتب ہوگئے ہین حقیقت مین اس جھیل سے نہایت درجے کو فائدہ
ملک کا تھا اسواسطے کہ جب دریاے نیل طغیانی پر آتا تھا اور اندازسے معلوم ہوتا تھا
کہ پانی کا وفور حاجت سے سوا ہوگا تو وہانہ جھیل کا کھولدیتے تھے تاکہ پانی جو
ضرورت سے سوا ہو وہ جھیل مین چلا آوے اور جب نیل کی طغیانی خاطر خواہ
نہو تو اس جھیل سے کھتون مین پانی پونہچایا جاوے اور اہل کمال ہونے مین

کے نام سے مشہور ہے اور وجہ بھول بھولیان کے کہنے کی یہ ہے کہ وہ چند عالیشان
عمارت ایک دوسرے کے متصل اس خوبی سے بنی ہوئی ہین کہ جسقدر اوپر بلند نظر
آتی ہین اوسیقدر اندر زمین کے تہ خانے بھی ہین اور دروازے اوسکے ایک دوسرے
عمارت سے اس خوبی سے ملائے گئے ہین کہ جو سیر کے واسطے اندر جاتا تھا پھر نکلنے
کا رستہ نپاتا تھا اس طرحسے مین پھرتا پھراتا دل اپنا بہلاتا ہوا اور مال تجارت سے
خاطرخواہ نفع اوٹھاتا ہوا شہر سپسن مین پونچا جہان منروا دیوتا کا ایک شیوالہ بنا
ہوا ہے اوسکا کتبہ پڑھکر مین بہت ہنسا اسلیے کہ اوسپر لکھا ہوا تھا کہ مین وہ شے
ہون کہ جسکا وجود ہمیشہ سے تھا اور اب موجود ہے اور ہمیشہ کو رہیگا اور کوئی فنا
کرنے والون سے اوس پردے کو نہین جانتا جہان مین چھپا ہون وہان سے
پھر پلیو پولس شہر کو گیا جسکے معنی شہر آفتاب مین اہل عرب اس شہر کو عین الشمس
کہتے ہین اور عوام کا یہ بیان ہے کہ عنقا اس شہر مین دفن ہوا کرتا تھا اور یہ ایک
عجیب بات یون مشہور ہوئی ہے کہ جسکو ہم لوگ عنقا کہتے ہین وہ ایک جانور
ہے کہ جو قد و قامت مین عقاب کے برابر ہوتا ہے اور آنکھین اوسکی ستارون
کے مانند درخشان اور گردن سنہری اور دم مین سرخ و سپید پر ہوتے ہین باقی تمام
دھڑ ارغوانی رنگ کا ہوتا ہے اور سر پر نہایت درخشان بال جمتے ہین جس سے
کمال حسین اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے برسون کے بعد وہ بڈھا ہوتا ہے تو
لکڑیون کا انبار جمع کرتا ہے اور اوسمین خود گھسکر بعد چندے مرجاتا ہے اوسکی
بوسیدہ ہڈیون سے دوسرا عنقا پیدا ہوکر خوشبودار لکڑیون و مصالحہ کو اکٹھا
کرتا ہے اور اون چیزون سے ایک گولا مانند انڈے کے بناتا ہے جو اندر سے

ہے کہ مین ہر ایک کی جداگانہ توصیف کرون مگر اسقدر مختصر کہنا کہ نادر العصر ہین
بس سمجھتا ہون البتہ اون مینارون کو شاہان سلف نے واسطے اپنے اپنے
مقابر اور بقاے نام کے ضرور بنایا تھا تو بھی میری راے مین محض نام آوری اونکو
مقصود نہ تھی بلکہ پرورش اور پرداخت اپنی رعایا کی مدنظر تھی کہ مزدوری خاطر خواہ
پاوین اور فن تعمیر عمارت مین کمال حاصل کرین چنانچہ چھوپس بادشاہ مصر کی ایک
مینار بنائی ہوئی ہنوز موجود ہے اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دس برس
سے کم مین تیار نہین ہوئی ہوگی اور جو کچھہ خرچ تعمیر مین ہوا اوس سے صرف
مصریون ہی کو نفع نہین ہوا بلکہ اہل عرب کو فائدہ کثیر پونہچا بلاشبہہ جو کچھہ اوسمین
صرف ہوا ہوگا اوسکا تخمینہ کرلینا آسان نہین ہے اس واسطے کہ اوس مینار پر
لکھا ہوا ہے کہ بنانے والون کی صرف لہسن پیاز کی چٹنی مین اڑھائی لاکھہ
روپیہ صرف ہوا ہے جب مین اس مینار پر چڑھا اور جو سیر مجھے نظر آئی تمام عمر
نہ بھولون گا واہ واہ سبحان اللہ حقیقت مین قدرت الہی کا تماشا تھا اسواسطے
کہ جہان تک نظر جاتی تھی ایک بڑا سمندر معلوم ہوتا تھا اور اوس سمندر مین بشمار
شہر و قریہ تہ پانی پر تیرتے ہوے دکھلائی دیتے تھے اور سٹرکین جو ہر ایک شہر یا
گاؤن سے ملی ہوئی تھین مثل امواج دریا کے لہراتی ہوئی معلوم ہوتی تھین
اور اونکے کنارون کے درخت جو جڑون سے ڈوبے ہوے تھے وہ ڈالیان
اور پتے اونکے پانی پر تیرتے تھے عجب طراوت نظر کو بخشتے تھے اگرچہ بعد اوسکے
مینے ایک نہایت عجیب و غریب عمارت جو کور کو ڈایل عرف ارستبون مین واسطے
مدفن بادشاہون کے تیار ہوئی تھی جاکر دیکھی یہ عجیب عمارت ہے اور بھول بھولیان

کور کو ڈایل

شاہی کے دیکھنے کی اجازت دی شہر قاہرہ قدیم شہر نہین ہے بلکہ صوبہ ہیٹی نومیز کا
دارالسلطنت شہر منفس تھا جسکو اہل عرب منفت کہتے ہین لیکن جب مسلمانون کو
تسلط ہوا اور ابن عم العاص نے فتح کیا تو دیکھا کہ اے پس دیوتا کا مندر شہر مذکور مین
واقع ہے لوگ اوسکی نہایت عظمت کرتے اور کمال عقیدت سے پرستش مین مصروف
رہتے ہین لہذا اوسنے شہر مذکور کو ویران کیا اور شہر فسطاط کو دریاے نیل کے مشرق
کیجانب آباد کیا جہان پر کہ ایک محل قدیم مصریون کا مسمے بہ قصر الشمع واقع تھا جبکہ
۳۵۸ ہجری مطابق ۹۶۸ عیسوی معز ابن منصور قابض مصر ہوا اوسنے متصل فسطاط
کے شہر قاہرہ کی بنیاد ڈالی اور آباد کیا قلعہ قدیم شہر منف نادر روزگار ہے اور ایک
پہاڑ پر بنا ہوا ہے فصیلین اوسکی نہایت بلند اور بہت چوڑی ہین اور باوجودیکہ بڑی
بلندی پہاڑ پر واقع ہے مگر بڑی حکمت سے پہاڑ کو کاٹ کر ایسے خوش اسلوب راستے
بنائے ہین کہ لدے ہوے جانور بے تردد چڑھ جاتے ہین اور اوسی قلعے مین
ایک کنوان واقع ہے کہ جسکو چاہ یوسف کہتے ہین اور اسمین کچھ شبہہ نہین کہ وہ
بھی عجائب مصر سے ہے اگرچہ لوگ وہان کے بیان کرتے ہین کہ حضرت یوسف
علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے مگر چونکہ مینے بخوبی تحقیق نہین کیا اسواسطے مین تصدیق
نہین کرسکتا افسوس ہے کہ اس شہر کی عمدہ عمارات بیشمار کو مسلمانون نے اپنے
فتح کے وقت اور بعد اوسکے منہدم و مسمار کیا ہے کہ صرف نشانات اونکے باقی
ہین اور موجب منہدم ہونیکے اونکی جدا جدا کیفیت بیان کرتے ہین بجز طوالت کلام
کی کچھ حاصل نہین لیکن شہر سے پانچ میل کے فاصلے پر کنارے دریاے نیل کے
عجیب و غریب مینارین بنی ہوئی ہین بلاشک کمال اہل مصر پر دال ہین اور ممکن

بلا مبالغہ نوگز ہے اور گو سب ستون تو سنگ مرمر کے نہین ہین مگر اکثر ہین اور اس خوبی
سے لگائے ہین کہ اگر سنگ مرمر کے ہوتے تو وہ لطف ہرگز نہوتا اور چارون
طرف اوس عمارت کے چہل قدمی کے لیے بڑے بڑے میدان رکھے گئے ہین
جنکے گرداگرد عجیب عجیب تصویرین بنائی گئی ہین تصاویر کی صورتین مثل لڑکیون کے
اور جسم مانند شیر کے اور علاوہ اوس محل کے انواع اور اقسام کی صورتون کے بت
تمام شہر مین ہین کہ اونکے مانند اور کہین دکھلائی نہین دیتے ہین بالیقین کہتا ہون
کہ جس محل کا مینے مذکور کیا جب یاد آتا ہے تو دل پر ایک جوش حسرت ہوتا ہے کہ سارا
محل مینے کیون نہ دیکھا اور مغموم اسپر ہوا کہ مین نے اس شہر کو اوسوقت دیکھا کہ جب
صرف باتین باقی تھین اور شان و شوکت نظر نہ آتی تھی خیال کرنے کا مقام ہے کہ جب
وہ محل مرتب ہوگا تو کیا کیا تزک و احتشام نہوگا اور سارا شہر جسکی نسبت لوگون کا بیان
تھا کہ اس درجے کو آباد تھا فصیل شہر کے چارون طرف دروازے تھے اور علاوہ
آمد و رفت عوام الناس کے کہ جسکی کثرت دہم مین بھی نہین آتی ہر دروازے سے دو
سو رتھ جنگی اور دس ہزار مرد جرار نکلا کرتے تھے اور میرے دیکھنے کے وقت وہ
بات نہ تھی جب سیر کرتے کرتے مین تھکا تو خرید فروخت اپنے اسباب ہمراہی کی
شروع کی اور وہان سے بیٹی نومیز کو روانہ ہوا جہان شہر قاہرہ دارالسلطنت مصر کا ہے مع الخیر
وہان پہونچکر پہلے حضور پاشا مصر مین مستفیض ہوکر چند قطعہ جواہر پیش کیا مین جلالت
و عظمت اور حسن سیرت اوس سلطان کی بیان نہین کر سکتا نہایت میری عزت و حرمت
کی اور جو جو جواہر پسند ہوے قبول فرماکر قیمت میری خواہش کے موافق اور خواجہ
بشیر کے قصد سے زیادہ مرحمت فرمائی اور موافق میری درخواست کے جملہ مکانات

عرصے مین داخل تھے بس ہوا اور گو کہ تھے بس شہر کو ویران اور مکانات منہدمہ سے معمور پایا لیکن مین اوسکے دیکھنے سے حد درجے کو مسرور اور مغموم ہوا مسرور و اطمینان کی وجہ تو یہ تھے کہ باوجود ویرانی یہ شہر یادگار زمانہ ہی بے انتہا عمارات عبادت اور سکونت بنی ہوئی ہین اور بعض بعض جو شکست و ریخت سے محفوظ ہین معلوم ہوتی ہین کہ گویا آج ہی بنی ہین اور اونکے استحکام و مضبوطی سے معلوم ہوتا ہی کہ تمام دنیا کی دولت اوسی شہر کے لوگون نے پائی تھی علاوہ عمارتون کے ستون اور بت جو اہل شہر نے محض بقای نام اور کار ثواب جانکر بنائے تھے حد شمار سے بیرون ہین پہلے اوس شیوالے مین کہ جسکے اشتیاق مین مینے سفر اختیار کیا تھا گیا اور جن روایتون کو سنا تھا بے اصل نہین پایا اوس بت کو وہان کے لوگ ممن کہتے ہین اور حال یہ ہے کہ جسوقت آفتاب بلند ہوتا ہے اور شعاع اوسکی منتشر ہوکر اوس بت پر پڑتی تھی تو وہ مانند انسان کے بولنے لگتا ہے یہ تو مین نہین کہہ سکتا کہ وہی بولتا ہی مگر اس مین کچھ شک نہین کہ اوسکے منہ سے آواز آتی ہے گو ممکن ہی کہ اوس مورت کے نیچے تہ خانہ ہو اور اوسمین کوئی پوجاری جاکر مخفی ہوتا ہو اور بولتا ہو یا کہ خود دیوتا کی مورت محض خول ہے اور آدمی کے گھس رہنے کی جگہ اوسمین ہو غرض جو کچھ ہو عجب ہے مین اور کچھ زائد تفحص نکر سکا لاچار ہوکر اور مکانات کی سیر مین مشغول ہوا وہان ایک محل مینے ایسا دیکھا کہ شاید مدت العمر تک نظر نہ آئیگا اور مجکو نہایت افسوس ہے کہ اوس سارے مکان کے دیکھنے کی مہلت مجکو نملی اسواسطے کہ وہ اسقدر عمارت عالیشان ہے کہ اوسکے دیکھنے کو کم سے کم دو ہفتے ضرور ہین درمیان مین اوس محل کے ایک اسقدر بڑا دالان ہے کہ ندیدہ نشنیدہ ایک سو بیس ۱۲۰ ستون پر وہ قائم ہے اور ہر ستون کی گولائی

کیا سمجھا جو اسقدر مال و اسباب بلا ضمانت میرے سپرد فرمایا اور کفالت کے خرچ
کثیر کو گوارا فرمایا باستماع اس اعتراض کے خواجہ نے ہنس دیا اور فرمایا کہ جو کچھ
ہمنے کیا ہے سمجھ لیا ہی اور ضمانت تمھاری صرف تمھاری دیانت اور امانت ہے
باستماع اسکے مین کانپ گیا اور بہت کچھ خائف ہوا پھر کمال استقلال سے خدا پر
بھروسا کرکے دریاے نیل مین کشتی پر سوار ہوا اور تھے بیس کو سیدہا روانہ ہوا اس
دریا کی مدح مین مین جہان تک مبالغہ کرون ہوسکتا ہی فی الحقیقت عجب دریا ہے
جنوب سے شمال کو ملک مصر مین یہ دریا چھہ سو میل انگریزی کی لنبائی مین بہتا ہے
اور مواقع ہای مناسب پر بے انتہا نہرین اہل مصر نے کاٹ کر نکالین ہین کہ جسکے
ذریعے سے زراعت اور تجارت دونون کو فائدہ گوناگون حاصل ہوتے ہین موافق
حساب انگریزی کے طغیانی دریاے نیل کو بیشتر آخر ماہ جون مین ہوتی ہی اور
اکتوبر تک بدستور جوش و خروش دریا کا بڑھا رہتا ہی آخر اکتوبر و شروع نومبر مین کم ہونے
لگتا ہے اور پھر نومبر تک رفتہ رفتہ اپنی حالت اصلی پر آجاتا ہے اگر یہ دریا ملک مصر مین
نہوتا تو فی الواقع مثل عرب کے مصر کا بھی حال تباہ رہتا اسواسطے کہ بارش وہان
نہین ہوتی اور جن بلادون مین پانی نہین برستا وہانکی ویرانی اور اہل ملک کی
پریشانی مخفی نہین ہے لیکن یہ دریا بہ از بارش فائدہ پونہچاتا ہی جب طغیانی پر آتا ہے
تمام ملک کو سیراب کرتا ہے اور خلاف اور دریاؤنکے کہ جہان وہ جاری ہین وہانکی
زمین سے مٹی نکال لیجاتے ہین اور محض بالو کو چھوڑ جاتے ہین نیل اور ملکون سے
چکنی مٹی بہالاتا ہے اور ملک مصر مین چھوڑ جاتا ہے جس سے زراعت کو کمال منفعت
ہوتی ہی بہرحال مین خدا کی قدرت اور طرح طرح کی اوسکی حکمت دیکھتا ہوا اندک

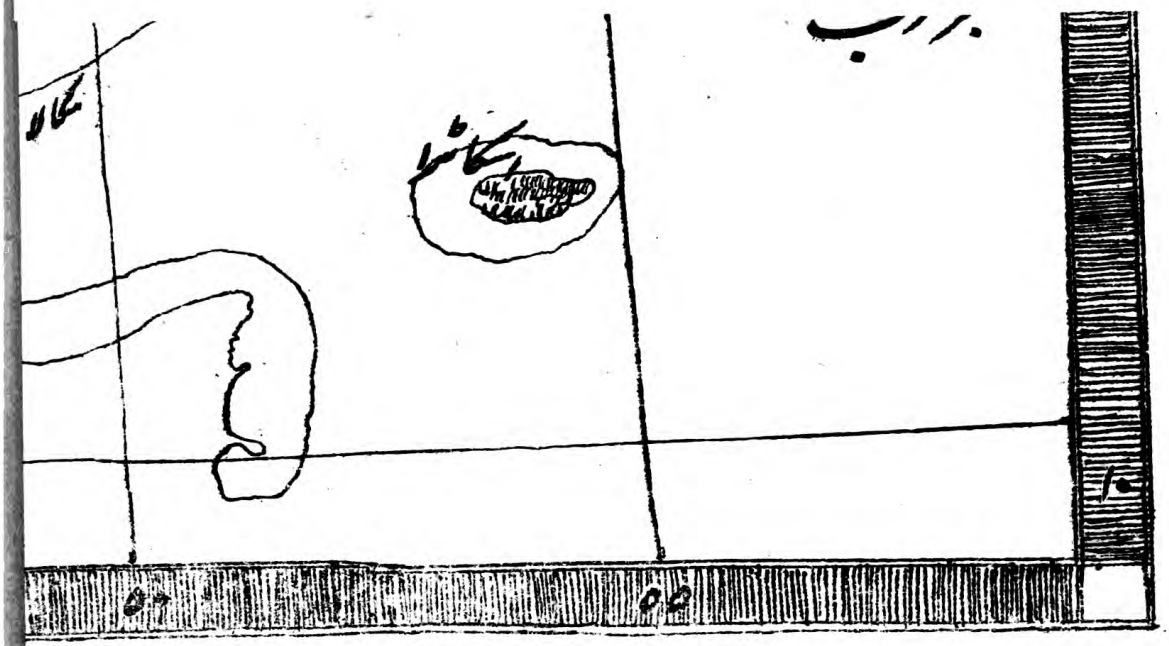
دریاے نیل

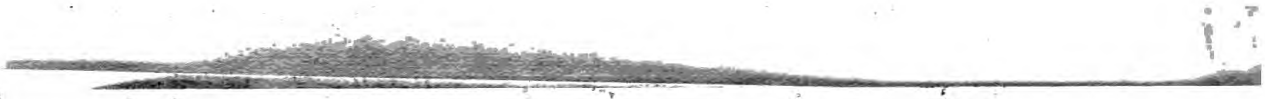
دیوتا کی ہی اور وہ مثل انسانون کے باتین کیا کرتی ہی یہ سنکر مجکو نہایت حیرت
ہوئی اور کمال اشتیاق ہوا کہ اوسکو چلکر دیکھون میرے مقام قیام سے وہ متصل
نہ تھا جانتا تھا کہ یہ میری خواہش ایک خیالی پلاو ہی یا شیخ چلی کا منصوبہ ہی اسواسطے
کہ جب خود مقدور نہین رکھتا تھا تو تھے بیس کے سفر دور و دراز اختیار کرنیکا کون
طریقہ تھا تو بھی ایک روز مین نے اپنی خواہش بر سبیل حکایت خواجہ بشیر سے بیان
کی غرض مقصد میرا اوسوقت یہ نہ تھا نہ یہ امید تھی کہ خواجہ بشیر اوسکو پورا کر دیوینگا
بلکہ مجکو یقین تھا کہ میرے اس حوصلے کو سنکر مضحکہ کریگا خلاف میرے خیال کے بکمال
عنایت خواجہ نے فرمایا کہ مین بدل وجان تمھاری خواہش بر لانے پر مسرور ہون
اور خواہش رکھتا ہون کہ مین بھی چلون لیکن امید نہین ہی کہ مین چھہ سات مہینے
یہان سے ہل سکون اور بعد اوسکے پھر عازم وطن ہونگا اسلیے بہتر ہی کہ تم اپنے
ارادے کو پورا کرو مگر خالی جانے اور سرگردان پھرنے سے بہتر یہ ہی کہ مال تجارت
کا اپنے ساتھہ لیجاو تاکہ جو نفع اوس سے حاصل ہو وہ تمھارے سفر کے کام آوے
یہ سنکر مین نہایت شاد ہوا اور اوٹھکر آداب و شکریہ بجالایا اور بہت حیرت مین
ہوا کہ بارخدایا کس وجہ سے خواجہ باین مہربانی میرے مقصد کو بر لایا اور کس اعتبار
پر باوجود دانشمندی اسقدر مال میرے سپرد کر دینا تجویز کیا اسکو دل مین سوچکر
چپ ہو رہا الغرض اوسی ہفتے مین جو سوغات لائق پسند اہل مصر تھی بتجربات سابقہ
سے خواجہ مذکور نے جدا کیے اور میرے سپرد کیے و علاوہ اوسکے جواہرات بیش بہا
کا ایک صندوقچہ بھی مجھے دیا کہ عند المراجعت تمھیں کے کہ شہر قاہرہ مین جاکر
ملاحظہ باشار مصر سے گذرانا یہ سنکر مجھے نہ رہا گیا چنانچہ عرض کیا کہ آپ نے مجھے

کی غرض سے ٹھہری رہی پھر وہان سے لنگر اوٹھاکر روانہ ہوے اور صحت وسلامتی
سے بحر احمر مین داخل ہوے اگرچہ اون دونون دریا مین پہلے بھی اتفاق ہوا
تھا مگر ایسی وقتون مین نہ پڑا تھا اس لیے آسان جانتا تھا قصہ مختصر بعد کئی
مہینے کے جزیرۂ مازرا سے چلکر سویز مین جو مشہور بندر مصر کا ہی ہم پہنچے غالبًا بوجہ
مشہور ہونے قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہر شخص نام ملک مصر کا جانتا ہوگا
اسلیے مین یہی مناسب جانتا ہون کہ مختصر حال اوس ملک کا قبل اپنی سرگذشت
کے بیان کرون واضح ہو کہ ملک مصر نہایت قدیم ہے اور اکثر کتابون مین بہت
کچھ اوس کے اوصاف لکھے ہین جو حالات حضرات ابراہیم
ویعقوب ویوسف وموسے علیہم السلام سے ثابت ہوتے ہین
مصر کے اوتر بحیرۂ روم یعنی ٹرنیین اور دکھن مین ملک نوبیا عرف
نوبہ اور مغرب کی طرف لے پیا کا جنگل اور جانب
مشرق بحر قلزم وخاکنای سویز ہے جہان مین ٹھہرا ہوا تھا اور بعد بحر قلزم
کے عرب واقع ہے جس سے عرب کا ملک مصر سے نہایت متصل ہوگیا ہی اور مسلمانون
کو اسیوجہ سے جلد اور آسانی سے رسائی مصر مین ہوئی تھی بہرحال ملک مصر تین
صوبون پر منقسم ہی اوتر کے حصے کو جو بحیرہ روم سے تا کوہ ابوی اسکو ڈلتا کہتے ہین
اور ڈلٹا زبان یونانی مین ایک ٹکڑہ مثلث کو کہتے ہین اور جو حصہ درمیان کوہ ابو
اور قوس عرف کوسان کے واقع ہے اوسکو اضلاع سبعہ اور جو ملک کوسان کے
دکھن جانب ہی اوسکو تھے بیس کہتے ہین مین جب چند روز سویز مین رہا اور اہل مصر سے
ملاقات ہوئی عند المذکور سنا کہ شہر تھے بیس مین ایک شیوالہ ہی جس مین ایک مورت

سفر مصر

مختصر حال
ملک مصر


مغرب
کاشغر



تمام جہاز کی بند کرکے ہر ایک جان دینے پر تیار ہوا اوسوقت جو پریشانی ہم لوگون پر طاری تھی اوسکو مین جانتا تھا یا دل میرا کچھہ بیان نہین کرسکتا اوسوقت ہر شخص خدا کو یاد کرتا تھا جب اس طرح دوپہر دن گذرا زوال آفتاب کے وقت جہاز کا لنگر کیا گیا بلند بلند جون پر جہاز نہ ٹھہر سکتا تھا موٹے موٹے رسون کے لنگر پڑے تھے مگر مثل جنس کے جہاز نیچے اوپر اوچھلتا تھا ہوتے ہوتے اگلا پیندا جہاز کا پانی مین ڈوبا اور موجون کا پانی آکر جہاز مین بھرا اوسوقت کی کیفیت زبان سے ادا نہین ہوتی یاس و ناکامی سے دل معمور اور زندگی سے امید منقطع تھی ناخدا کا دل سرد تھا ملاح اور خلاصیون کا چہرہ زرد تھا اوسی آفت مین تین جہاز اور ہمارے جہاز کیطرف آتے ہوے آدہ کوس کے فاصلے پر نظر آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک جہاز ڈوب گیا اور دو جہاز کے مستول ٹوٹ گئے اور دور تک بہ گئے تیسرے جہاز کے ناخدا نے بھی مستول جہاز کی کاٹ ڈالی دن اسطرح گذرا اور رات بھی اوسی شور و واویلا مین بسر ہوئی مزید برآن قریب صبح ایک خلاصی نے غل مچایا کہ جہاز مین پانی چلا آتا ہے دوسرے نے کہا کہ تین ہاتھہ پانی بھر آیا ہم لوگون نے کرتون کے گریبان پھاڑکر صورت کفن کی بنائی اور کلمہ شہادت پڑھہ پڑھہ آمادہ مرگ ہوے اور پانی کے اوسیچنے مین ہر کہ ومہ مصروف ہوا مین بیہوش ہوکر گر پڑا حتی کہ لوگون نے مجھے مردہ سمجھہ لیا اور ایکطرف اوٹھاکر ڈال دیا یہان تک کہ مجھے دو گھنٹے کے بعد ہوش آیا اوٹھکر مین بھی شریک اور لوگون کا ہوکر پانی اوسیچنے مین مصروف ہوا ہزار ہزار شکر آفرینندۂ جلیل و نہار ہے کہ دوسرے روز ہوا تھم گئی اور ہم لوگون کی جان بچ گئی آٹھہ روز کے قریب اوسی جگہ درستی جہاز

عازم ہین اسی جستجو مین کئی روز سرگردان رہا تو معلوم ہوا کہ ایک نہایت ہی متدس
اور مشہور تاجر بشیر بن مالک کہ جسکا مولد و مسکن سمیرنا واقع صوبہ ایونو لیا ترکستان ایشیا
ہی قصد مصر کا رکھتا ہی مینے ملاقات کی اور درخواست نوکری کی کی بکمال مہربانی تاجر
ممدوح نے مجکو نوکر رکھا اور ساتھہ اپنے لیا اور مع الخیر مین بمبراہی تاجر موصوف تیرھوین
فروری ۱۸۶۸ء کو جہاز موسومۂ ناصر پر سوار ہوا اور خلیج فارس مین داخل ہوکر بنظر خرید
کرنے موتیون کے تمام سوداگر جو ناصر جہاز پر سوار تھے بحرین مین جو دکھن و پچھم خلیج فارس
کے واقع ہے داخل ہوے اس مقام مین موتی زرد و سپید دونون قسم کے
پائے جاتے ہین گو خوبصورتی اور گولائی مین اچھے نہین ہوتے مگر جزیرۂ سیلون
یعنی سراندیپ کے موتیون سے کہین آبدار اور منصوط گنے جاتے ہین اور بعد کامیابی کے
وہان سے روانہ ہوے اور مع الخیر بحر عرب مین داخل ہوے ایک روز قریب
شام ہوا بد ہوئی اور اسقدر تیز چلنے لگی کہ بڑی بڑی موجین اوٹھنے لگین تلاطم
امواج سے یہ حال تھا کہ کبھی جہاز اوٹھکر فلک الافلاک پر جاتا تھا
کبھی تحت الثری مین گرتا تھا بیان نہین کرسکتا کہ کس شدت کی ہوا تھی ہر بار
کلیجہ مُنہ کو آتا تھا مرغ روح پرواز کرنے پر آمادہ ہوتا تھا مین اپنے پر نفرین کرتا
تھا کہ اگر سیدھا گھر کو جاتا تو گوشہ و توشہ وہان موجود تھا اوسوقت کا افسوس کرنا
کیا کام آتا تھا اسی فکر و اندیشہ مین تمام رات رہا مگر وہ کل موہی رات خدا خدا
کرکے کٹی صبح صادق کے ہوتے ہی آندھی موقوف ہوئی امید زیست دوبارہ
ہوئی اور آٹھہ روز تک پھر ہوا موافق چلا کی پھر جزیرۂ مازرا کے قریب جب
آئے تو صبح ہوتے ہی طوفان عظیم نے آن گھیرا کہ بادبان کو گرانا پڑا اور کھڑکیان

بحرین

جزیرۂ مازرا

تھا جلگیا اسواسطے قید شدید کو جھیل رہا ہون مین نے اپنے حال کو اچھا پاکر نہ چاہا
کہ اپنے اوس دوست کو مصیبت مین رہنے دون فی الفور اپنے دو ہزار روپے
سے الگ رہین نے آغا نصیر کو حوالے کیے اور اوسنے حاکم کو دیکر اپنا پیچھا چھوڑایا
بعد اوسکے شکریہ احسان نعمان کا بجالاکر جو کچھ خرچ دوا و علاج و کرایہ مکان مین صرف
ہوا تھا بقیہ روپیہ سے ادا کیا اور متعجب ہوا کہ اوس آگ سے مجھے کسنے نکالا تھا
اور اپنی جانکو جو کھم مین ڈالا تھا معلوم ہوا کہ وہ آغا طاہر طباطبائے کا غلام تھا جو چند روز
میرے پہونچنے کے پہلے وارد بصرہ ہوا تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مجسے پہلے اچھا
ہو گیا آخرش تلاش کرکے پایا ڈیڑھ سو روپیہ جو میرے پاس بچا تھا اوسکی نذر کیا ہر چند
اوسنے بوجہ خصوصیت آغا طباطبای روپیہ لینا منظور نکیا اور مجکو اپنا مخدوم اور
مطاع کہا کیا مگر بے روپے دیے مین نے اوسکا پیچھا نچھوڑا بعد فراغ ان معاملات
کے مین اپنے فکر مین پھر پڑا کہ جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب کیا کرنا چاہیے اور
کیونکر ایام زندگانی کو بسر کرنا مناسب ہے اگر مین سیدھا وہان سے اپنے
وطن کا ارادہ کرتا تو کچھ محال نتھا اسواسطے کہ ایک انگوٹھی ہیرے کی میرے ہاتھ مین
تھی اور میری جان کے ساتھ بچ گئی تھی اور وہ زاد راہ کافی میرے واسطے تھی
لیکن شامت بخت نے نہ چھوڑا اور خیال ہوا کہ اس حال مین اگر وطن چلا جاؤن
لوگ ہنسین گے نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ مجھی پر صادق ہوگی خاموش رہا اور چاہا
کہ دلالی کرنا شروع کرون مگر بوجہ تازہ وارد ہونے کے کوئی شناسا نہ تھا اسواسطے
وہ منصوبہ نہ جما اور بجز نوکری کرنیکے کوئی چارا نظر نہ پڑا آخرش ایک جہاز جانب مصر روانہ
ہوتا تھا مین سنکر خواہشمند ہوا کہ دیکھون جہاز پر کون لوگ سوار ہونگے اور کہان کے

کا پوچھا اوسنے بیان کیا کہ اس خادم کو اسقدر آپ نے سہو فرمایا اور اتنی جلد اپنی
خاطر سے محو کیا یہ بندہ دیرینہ نعمان آپ کا چاکر کمینہ ہی تو بھی مجھے یاد نہ آیا
آخر کو اوسنے بتلایا کہ جب آپ دمشق سے جروسالم کو جاتے تھے اور ایک یہودی
مجھپر مدعی تھا آپ نے مہربانی کر کے مخلصی مجکو دلوائی تھی اور میرے ضمانت کر کے
منت میری جان پر رکھی تھی اوس وقت فی الجملہ مجکو یاد آیا اسواسطے کہ وہ صرف
اتنا معاملہ تھا کہ نعمان نے کچھ مال ایک یہودی سے خرید کیا تھا اور بوجہ نہ موجود
ہونے روپیہ کے وعدے پر دام نہ دے سکا یہودی تخریب کرتا تھا مینے یہودی سے
کہدیا تھا کہ اگر ایک مہینے مین روپیہ تمھارا نہ ادا ہوگا تو مجھسے لینا پر نعمان نے
پندرہ ہی روز مین زر مذکور کو ادا کیا تھا اسوجہ سے مجکو یاد نہ تھا بہرحال مجھے سخت
حیرت اوس بامروت کی مدارات پر ہوئی اور مدت العمر اوسکا بار احسان میری
گردن سے نہ ٹلیگا آخرش دو ہفتے مین طاقت رفتار مجکو حاصل ہوئی فی الجملہ
جو خاطر جمعی ہوئی تو یاد آیا کہ قریب دو ہزار روپے کے مجھے رحمان بن عوف
سے جو وہان کی دلالی کرتا تھا پانا ہے اسلیے اوسپر متقاضی ہوا اور آغا نصیر کا
حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ گو وہ بیچارہ زخمی تو نہین ہوا مگر آتش زدگی مین سارا
اسباب اوسکا جل گیا اور کمال عسرت مین ہے اسواسطے کہ الزام آگ لگانیکا
اوسی پر دھرا گیا ہی چنانچہ مین آپ گرتا پڑتا اوسکی ملاقات کو گیا و استفسار حال کیا
آغا نصیر نے بیان کیا کہ اگرچہ یہ تحقیق نہین ہوا کہ آگ کہان سے لگی مگر چونکہ شب
آتش زدگی کو میرے کمرے شمع روشن تھی اور یہ امر خلاف یہان کے قواعد کے
ہے اسلیے الحاے روپیہ مجھپر جرمانہ ہوا ہے روپیہ میرے پاس کہان ہی جو اسباب

اس آفت سے اپنی جان بچاؤن اوس تردد و فکر مین کہ جان بچنے کی امید معدوم
اور بجز تائید و دستگیری معبود حقیقی تدبیر مفقود تھی ایک آدمی کو دیکھا کہ جان جوکھم کیے
ہوے اوسی دھوان دھار مین میرا نام لیتا ہوا گھس پڑا اور مجکو مضطرب دیکھکر دلاسا
دیا اور اپنے جلنے اور میرے بھننے پر اصلا نظر نہ کرکے مجھے لے بھاگا مین اور
وہ دونون کسیقدر جلے مال و اسباب ایک طرف جان کے لالے پڑے اوسوقت
کا حال کیا بیان کرون کچھ کہا نہین جاتا میرے دلپر جو گذرتا تھا زبان پر نہین آتا نقد و جنس
سب آگ کی نظر ہوا خود مجروح ہوا دلمین کہتا تھا کہ بارخدایا کیونکر زندگی ہوگی کسطرح
صحت کا منہ دیکھون گا کچھ اس فکر مین کچھ شدت درد سے بیہوش ہوگیا دوسرے
روز ہوش آیا تو دیکھا کہ ایک مکان معقول مین میرا پلنگ ہے اور ایک خادم میری
تیمارداری کو مستعد ہی حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کسنے مجکو یہان پونہچایا اور کسکو
اسقدر میرے حال پر ترس آیا کہ ہر طرحکا سامان میرے واسطے مہیا کیا آخر اپنے
سینے خادم سے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہے اور کون مجھے یہان لایا ہی اور کسنے مجھ
مجبر پر تعینات کیا ہی اوسنے بیان کیا کہ یہ مکان کرائے مین ایک تاجر ترکی کے ہی جب
تم زخمی ہوکر رات کو گرے مجکو اوسوقت اوسنے نوکر رکھا اور تمکو یہان پونہچاکر مجکو
معین کیا ہی مین اوسکے نام سے واقف نہین ہون وہ خود یقینًا تھوڑے دیر مین
آتا ہوگا اسواسطے کہ اوسنے وعدہ کیا تھا کہ صبح کو جراح لیکر آؤنگا یہ مذکور مین کر ہی
رہا تھا کہ ایک شخص نمودار ہوا خادم نے بتلایا کہ یہ وہی شخص ہی جو تمکو یہان لایا ہے
غرض وہ مہربان میرے پاس آیا انتشار خاطر و اختلال حواس سے مینے نہ پہچانا
صرف شکریہ عنایت کا بجالایا کرمین نے نام و نشان اوس کریم الصفات و مجمع الحسنات

جو بوساوس شیطانی ہوا تھا اظہار کیا ہر ایک کو اوسکی شکل وشمائل سے عجب ہوتا
تھا کس و ناکس جو سنتا تھا ہکا بکا رہجاتا تھا آخر کو قاضی نے فتوے قصاص صادر کیا
اور سلطان کیخدمت مین اوس ملعون کو روانہ کیا جہان موافق احکام اہل اسلام حدود
وتعذیر اوس ناشدنی و بے پیر کو دی گئی بدریافت اس قصہ کے میرا عجب حال ہوا
بیوفائی اہل روزگار و بے اعتباری عمر ناپائدار پر سخت اضطراب و اضطرار ہوا اوسی
ہفتے مین بغداد کو روانہ ہوا اور وہان سے بصرہ مین جو خلیج فارس پر ہے اور
ایک تجارت گاہ و نہایت خوشنما شہر ہے پونہچا بصرے مین قریب ساٹھ ہزار کے
باشندے رہتے ہین اور آگے وہ ریاست گاہ سلطان کا تھا اور بہت سے حمامون
سے شہر آراستہ تھا بصرہ کے دکھن کی جانب کوہ اسپیس بہت نزدیک ہے اور اکثر کارخانہ
بافت عمدہ و ریشمی دادنی کپڑون کی شہر مذکور مین ہین اس وجہ سے پیشہ ور لوگ
بہت ہین و بیشتر آدمی کپڑے بنانے مین مشغول و مصروف رہتے ہین مینے بخیال
خریداری پارچاے نفیس کاروان سرا مین اسباب تجارت اوتارا اور اہل شہر سے
جنمین اکثر میرے ہموطن بھی تھے ملاقی ہوا بعد چندے ایک دوکان مین موافق تحریک
آغا نصیر کے جو پہلے سے اوسکے ایک منزل مین فروکش تھا جا کر ٹھہرا اور اپنا اسباب
بھی اوس مین موقع سے سجایا اور باقی کو گودام مین مقفل کیا دو مہینے مین اکثر مینے
اسباب فروخت کیا اور وہان کا خرید کیا ۶ نومبر ۱۶۶۷ء کی شب کو سوتا تھا کہ یکبارگی
آواز شور وغل سے جاگ اوٹھا دیکھا کہ تمام مکان مین دھوان بھرا ہے جیون تون
اپنے کو سنبھالا اور سونے کے کمرے سے باہر آیا معلوم ہوا کہ آگ چارون طرف سے
لگی ہوئی ہے اور کسیطرح سے رستہ نکلنے کا باقی نہین ہے حیران تھا کہ کیا کرون اور کسطرح

بصرہ

ملاح دونون لڑکون کا کام تمام کیا جدا جدا دونون کی لاشین رکھکر غل کیا اور چلدیا
پھر ملاح نے موقع قتل کو دیکھا یا چنانچہ تلاش سے منجھلے لڑکے کی ہڈیان دکھو پڑی
بھی ملی کوتوال نے اوس ملاح کو گرفتار کیا اور موصل مین پونہچایا اور اونسے جنکے قبضے
سے بڑا بیٹا ملا تھا کشف ماجرا کیا اونھون نے بیان کیا کہ ہم دو آدمی اپنے قافلے سے
جدا ہوکر تلاش اپنے اونٹون کے متفرق ہوگئے تھے اور اونٹ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
اوس جگہ پونہچے جہان یہ لڑکا پڑا ہوا تھا ہم مردہ جانکر اوسکے نزدیک گئے اور غور
سے دیکھا کہ کیونکر پڑا ہے تو سانس کی آمد ورفت سے پہچانا کہ زندہ ہی اوٹھالائے
اور زخمون کو سیا و مرہم پٹی کی اور دو ر وز کے بعد یہ لڑکا ہوش مین آیا چھ سات
روز کے بعد ٹانکے زخم کے ٹوٹ گئے اور زخم بھر ہرے ہوگئے اور ہم اس شہر کے
قریب پونہچے اسواسطے چاہا کہ علاج کسی کامل سے کروائین شہر مین لائے اور پکڑے
گئے کوتوال کو یہ سنکر تعجب ہوا ملا سے پونچھا اونسے انکار مطلق کیا اللہ اکبر کہکر
ہاتھہ کانون پر رکھا استغفر اللہ و نعوذ باللہ کی صدا زبان پر لایا کوتوال آخر ملا کو قاضی
کے پاس لیگیا قاضی عدالت نے تحقیقات شروع کی اہل شہر کو جمع کیا کسکو گمان ہوتا
تھا کہ زاہد نے یہ حرکت کی ہوگی کوئی راے دیتا تھا کہ واقعی لوٹیرون نے لڑکون کو
چھینا ہوگا اور اونھون نے یہ ظلم وستم کیا ہوگا مگر جب بڑے بیٹے نے حلفًا بیان
کیا اور اقدام زنا کا زاہد کی نسبت بقراین معقول وشہادت وبینہ کامل ثابت ہوا
اور حرم تاجر مین بلا وجہ گھس جانا اور نامحرم عورت کے پاس گرفتار ہونا ثابت
ہوا تب کسیکو مجال انکار نہوسکی قاضی عدالت نے زاہد سے کہا کہ اب انکار بیفائدہ
اور عذر بیہودہ کی گنجایش باقی نہین ہے لاچار اوس شقی نے اقرار کیا اور اپنا گناہ

اور مجھپر نہین کھلا کہ کیا ہوا تھوڑی دیر کے بعد زاہد پانی مین شرابور روتا ہوا یہ کہتا آیا کہ مین دریا مین
پانون پھسلکر گر پڑا تمھارا چھوٹا بھائی مجھسے چھوٹ گیا اور بہ گیا اور ایک اجنبی آدمی نے بھی جو اوسکے
ساتھہ تھا اوسکے بیان کی صداقت کی ہنوز مین درخت سے نہین اوترا تھا نہ معلوم کس طرح
درخت کو جنبش دی کہ میرے پاؤن کو لغزش ہوئی مین درخت سے گرا اور بیہوش ہوگیا
پھر مجھے معلوم نہین کہ کیا ہوا جب ہوش مین آیا اپنے کو ان لوگونکے قبضے مین
پایا نہ زاہد تھا نہ وہ مرد اجنبی تھا میرے بدن پر زخم لگے ہوے تھے حس و حرکت کی
طاقت نہ تھی مین نہین جانتا کہ میرے صحت کے واسطے ان صاحبون نے کیا کیا
تدبیرین کین اس شہر مین پونہچے تھے کہ میرے آدمی نے پہچانا یہ سنکر کوتوال نے
اوس لڑکیکو اوسکی مان کے پاس پونہچایا اور خود صحراے شہ زوریا کو روانہ ہوا تبلاش شہ زوریا
بسیار و تجسس بسیار ایک ملاح کو پایا کہ لب دریا رہتا تھا چنانچہ بہت کچھہ اوسکو ڈرایا
دھمکایا اور اونکے مسکن اصلی پر جو ندی کے کنارے سے دو یا تین کوس کے فاصلے
پر تھا پہونچکر تلاشی لی تو چھوٹا بیٹا تاجر کا صحیح وسلامت اوسکے گھر ملا اوس ملاح
کے بیان سے یہ راز نہ کھلا کہ جب زاہد چھوٹے لڑکے کو لیکر ندی کے کنارے آیا
تب ملاح کو پیار از دار بنایا اور چھوٹے لڑکیکو اوسکی غلامی مین دینے کا وعدہ کرکے
بڑے و منجھلے کی قتل پر آمادہ کیا ملاح اوس چھوٹے لڑکے کو اپنے جھونپڑے مین سلاکر
زیر درخت جہان اوس لڑکے کے بڑے اور منجھلے بھائی تھے گیا اثمار اوس درخت
کے ایک قسم کے زہر دار تھے جس سے نشہ ہوتا تھا جبکہ نشہ کا اثر دونون بچون
مین پایا درخت ہلا دیا بڑا لڑکا درخت سے پھسل کر زمین پر آرہا زاہد نے اپنے
سارے کپڑے اوتارے اور برہنہ ہوکر خنجر جو کپڑون مین مہان تھا نکال کر بغاوت

طرح طرح کے افکار مین دن کاٹا شام کے وقت زاہد تینون لڑکون کو سوداگر کے لیکر تفریح
کے لیے تنہا چل نکلا اور قریب ڈیڑھ پہر رات کے شور کرتا اور بلبلاتا آیا کہ ہای ہای افسوس
لٹیرون نے گھیر لیا اور تینون لڑکونکو مجھسے چھین لیا اوسوقت جو صدمہ اوس بیوہ سوداگر کو
ہوا ہوگا بلا اسکے کہ مین کچھ کہون خود ظاہر ہی ہزار افسوس اوس شقی کو کچھ ترس نہ آیا اور
چھٹی سترلین مین اقدام زنا کا زن تاجر پر کیا اوسنے شور وغل مچایا تو ملازمان قدیم تاجر
نے پہونچکر زاہد کو گھیر لیا اور ایک فتنہ عظیم برپا ہوا زاہد کیطرف ایسا گمان فاسد کون کرسکتا
تھا پہلے اوس عورت پر الزام اتہام قائم ہوا لہذا زاہد نے چاہا کہ خاطر خواہ اوسکو سزا
دیجیے اور اوسکا قصہ بھی فیصل کیجیے چنانچہ موصل مین روبرو قاضی کے دعوی پیش کیا
ہنوز مقدمہ فیصل نہوا تھا کہ ایک روز ایک شخص ملازمان تاجر متوفی سے بضرورت جانب
شہر گیا اور راہ مین دیکھا کہ چند شخص ایک لڑکیکو جو فرزند گلبدن تاجر کے ساتھ مشابہ تھا
لیے ہوے تلاش جراح مین پھرتے ہین غور جو کیا اپنے مرشد زادیکو پہچانکر لپٹ گیا کوتوالی
چبوترے مین چلاتا فریادی ہوا آخر کوتوال پولیس نے اون اشخاص کو مع طفل مجروح کے گرفتار
کیا لڑکے نے بھی اپنے باپ کے نوکر کو پہچانا اوس سے جو دریافت حال کیا تو اوسنے بیان کیا
کہ جب شام کے قریب زاہد ٹہلانیکو صحرا کیجانب لیگیا تو مجکو اور میرے منجھلے بھائی کو ایک درخت جسمین
زرد زرد پھل کثرت سے لگے ہوے تھے اور درخت بھی خوبصورت معلوم ہوتا تھا دکھلایا لذیذ اور تحفہ
میوہ بظاہر اوس درخت مین دیکھکر ہم دونون بھائیونکو لالچ آیا میوہ کھانیکو بہت دل چاہا
مگر اون پھلون کا پانا بغیر چڑھے درخت کے ناممکن تھا زاہد نے مجھکو ترغیب دیکر درخت پر
چڑھایا اور منجھلا بھائی درخت کے نیچے بامید ملنے پھلون کے کھڑا رہا اور چھوٹے بھائی کو
گود مین لیے ہوے زاہد ندی کے کنارے گیا فقط ایک آواز دھماکے کی تو مینے سنی

اور حفاظت مال کا ہوا سلیے آپ سے التماس ہی کہ آپ خدا کے واسطے میری
عرض پذیرا کرین اور بار وصیت کو اوٹھالین اول درخواست یہ ہی کہ جب میری
روح تن خاکی سے مفارقت کرے تجہیز وتکفین سے مہلت ملے زر ومال کو میرے
شمار سے نکالیے اور چار حصے اوسکے فرما کے ایک کو براہ خدا اہل احتیاج کو دیجیے اور دوسرے
کو آپ قبول فرماوین اور دو حصے باقیماندہ سے ایک حصہ صرف تعلیم میری اولاد
کا کیجیے اور چوتھے حصے کو محفوظ رکھیے بعد بلوغ ہر چہار لڑکون پر تقسیم فرمایئے
زاہد صاحب نے سر اعتذار ہلایا اور اس بار عظیم کے اوٹھانے سے ظاہر مین
انکار کیا تاجر نے انتہا درجے کا اصرار کیا وبشکل تمام زاہد سے اقرار لیا قصہ مختصر اوسی
شب کو تاجر نے ملک بقا کا راستہ لیا زاہد نے کفن ودفن کی فکر کی وبعد فراغ دوسری
صبح کو اوس مقام سے ساتھہ حزن وملال کے کوچ فرمایا تاجر کے جورو لڑکون کو
ہمراہ لیا مقام پر پہونچکر شمار مال ودولت جو ہین کیا آنکھین زاہد کی کھل گئین اس لیے
کہ الماس وگوہر شاہوار ونقد وسیم وزر بشمار کے علاوہ اور مال اسقدر تھا کہ جو شمار
مین دو لاکھہ سے زیادہ تھا زہد ظاہری جاتا رہا اور اوس مال ودولت سے حرف شراکت
مٹانے پر دل جما تیسری صبحکو پھر روانہ ہوا اور راستے بھر سوچتا گیا کہ اس مال کو
کیونکر اپنا کیجیے اور زن وفرزند تاجر کو جواب دیجیے آخر کار یہ صورت نکالی کہ زن تاجر
کو اپنے عقد مین لائیے اور دختر تاجر کو اپنے فرزند سے منسوب کیجیے اور تینون لڑکونکو
کہ جنسے کسیطرح کا مفر نہین ہی اگلی منزل مین ٹھکانے لگائیے جب چوتھی صبحکو روانہ ہوا
اور منزل شہ زور یا مین جو دامن کوہ مین قریب دریا کے واقع ہے پونہچا تو ایسی
جگہ قیام کیا جو چارون طرف جنگل سے گھرا اور لب دریا تھا زاہد نے بادۂ طمع سے سرشار ہوکر

چھوڑ دیا تھا اور اغذیہ پسندیدہ سے منہ موڑ لیا تھا اہل دنیا سے نفرت اہل فقر و
فاقہ سے الفت ظاہر کرتا سر پر عمامہ گنبد سے بڑا باندھتا تھا ایک گز بی و گاڑھے کا
تھان اوسکی دستار مین لپٹتا اونٹون کے بال کی عبا اور موٹے کمل کی قبا پہنتا اور ایسے
فقیرانہ لباس سے حقایق اگاہی خداشناسی دکھلاتا تھا سفر مین منزل پر پہونچکر درگاہ
الہی مین پہلے سجدہ شکر بجا لاتا پھر طاعت و عبادت مین مشغول ہوتا چلا چلا کر گھڑیون
روتا اور ہر گاہ وظیفہ و اوراد سے فرصت پاتا طلبای ہمراہی کو درس دیتا
وعظ و نصایح مین زبان کھولتا خوف الہی سے لوگون کو ڈراتا اور اسطرح ہر روزہ
راہ خانہ کعبہ کی طے کرتا تاجر رومی جو اسی طرح ایک ہفتہ اوسکے ساتھ رہا دل و جان
سے اوسکا معتقد ہوگیا پیشوای دین و اولیا اللہ سے جانتا مرشد کامل تارک الدنیا
سمجھتا تھا اتفاقاً دردگردہ تاجر کو عارض ہوا اور امید زندگی سے مایوس ہو کر
سخت گھبرایا کہ اس غربت مین جہان کوئی یار مددگار و مونس و غمخوار نہین ہے
اپنے اہل و عیال کو کسکے سپرد کر کے بنا بر حفاظت مال و دولت کے وصی مقرر
کرے اس اندیشے مین خیال خام بوجہ عقیدت تام یہ آیا کہ زاہد سے بہتر اس
کام کے واسطے کوئی نہوگا مرد باخدا ہے دنیا سے نافر دیوا سطہ ہے اوسوقت
زاہد کو بلوایا اور حرف مطلب سنایا اور عرض کیا کہ مینے صحرا اور دریا کا اکثر سفر کیا ہے
اور گرمی و سردی کی پروا نکر کے بجا نکاہی لاکھون روپیہ کا سرمایہ جمع کیا مگر افسوس اسی
وقت مین پیغام اجل آیا کہ تین فرزند دلبند خورد سال کہ جنکا بارہ برس سے سن و سال زیادہ نہین
ہے اور ایک دختر شیر خوار مبتلا دوکھ و آزار و جور و پریشان و لاچار کو اس صحرای خارخار مین چھوڑ
اور دنیا سے سفر کرنا لازم ہوا اب مین نہین دیکھتا کہ بجز آپ کے کون کفیل تیمار و تعلیم اطفال

نہین ہوا کہ مین اوسکو مفصل بیان کرون ہان ایک عجیب اور نہایت فسادت انگیز
معاملہ جو مین نے وہان سنا اوسکے بیان مین دریغ مناسب نہین جانتا تاکہ میرے
دوست جسکو جامہ پارسائی مین دیکھین خواہ مخواہ نیک مرد خیال کرکے مغلطین
ہوجائین کیونکہ صورت ظاہری اکثر لوگ بناتے ہین بطمع دنیا اپنے کو عابد
وزاہد و پارسا ظاہر کرتے ہین حالانکہ وہ لوگ خبیث اور بطینت اور بد دیانت ہوتے
ہین خلاصہ اس اجمال کا یہ ہے کہ جب مین موصل مین پونہچا ہر کوچہ اور گلی مین چرچا
سنا کہ ایک عجیب مقدمہ دار القضا مین آیا ہے اور آج قاضی اوسکی تحقیقات کو دار العدالت
مین آویگا یہ سنکر مین بھی گیا دیکھا کہ ایک مرد پیر کہ جسکی عمر البتہ ساٹھ برس سے متجاوز
تھی بحراست حاضر کیا گیا اور ایک خاتون بطور مدعیہ کے نالشی آئی حاصل اوس مقدمے
کا یہ تھا کہ ایک تاجر رومی مع زن و فرزند بقصد تجارت و زیارت خانہ کعبہ اپنے شہر سے
روانہ ہوا اور جب دیار بکر مین پونہچا تو ایک مرد پیر سے جو عالم بے بدل و زاہد بے مثیل مشہور
تھا ملاقی ہوا جسکی صورت سے پرہیزگاری ظاہر تھی سرخ چہرہ مانند زعفران کے زرد
لب پر آہ زبان پر فغان ہر طرح اثبات درد تھا زہد و تقوی اس درجے کو تھا کہ صبیحا
اوس کے آگے گرد تھا طاعت مین یکتائے عصر تھا عبادت ظاہری مین وحید دہر
تھا علوم دینیا مین دستگاہ کامل تھی الہیات و دینیات مین تحصیل حاصل تھی معنی و منطق
کو مثل اسجد پڑھا تا حکمت افلاطون کو بھی اگر ملتا سکھاتا بوعلی سینا بھی خود اپنی حقیقت کو
چھپاتا کہے اپنا قانون حکمت اوسکے روبرو پیش نکرتا اصول علم ادب معنی و منطق مین
تمامی حکمای عصر اوس سے گھبراتے تھے صحبت مین جانیسے منہ چراتے اہل بیت
و ہندسہ سر تسلیم جھکاتے تھے بات کرنا کیا آنکھ ملانا دشوار جانتے تھے لباس نفیسہ

خوش خوش اپنی راہ لون وقانون محبت سے سنہ پھیرون غرض چالیس ہزار
روپے سے زیادہ اپنے پاس سے ادا کیا اور طبا طبائے کو چھوڑا لایا اور پھر مشورہ
کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے اسواسطے کہ نہ تو اونکے پاس کوڑی تھی نہ مجکو اسقدر مقدرت
باقی رہی تھی کہ جس سے مال تجارت خرید کیا جاوے نہ امید تھی کہ وطن کی واپسی
پر طبا طبائے سے کچھ ملیگا غرض اسی سوچ مین مین نے چند مہینے کاٹے آخر
لاچار ہوکر پیشہ آبائی یعنی دلالی مینے اختیار کیا اور متوقع مہربانی ارحم الراحمین
کا رہا سو اگر تاجر میرے حال سے بخوبی آگاہ ہو گئے تھے پھر اسوجہ سے میرا
کام چمک گیا اور سہارا زندگی کا بخوبی ہوا آغا طاہر نے بھی میرا ساتھ دیا لیکن
طبا طبائے کو صدمہ بے مروتی اپنے دوستون کا اسقدر رہا کہ اوسنے دار فانی
سے سفر آخرت کا کیا اور مین تنہا رہگیا اور صرف عنایت الہی پر تکیہ تھا کہ عرصہ
تین سال مین قریب بیس ہزار روپے کے مجکو بچا بعد حساب کے مینے فوراً
اپنا ذاتی مال پھر متفرق خرید کیا اور بعزت وحرمت خشکی کا سفر گوارا کرکے سبھون
سے رخصت ہوا اور شہر موصل کو چلا جو شدائد راہ مین گذری اونکے اظہار مین
بجز اسکے کہ آپ صاحبونکی سامع خراشی ہو کچھ حاصل نہین ہے اور وہ شدائد بھی
معمولی ہین کہ اکثر اوقات سفر مین پیش آتی ہین خصوصاً اون لوگون کو کہ جو بلاد سے
ناواقف اور راہ ورسم اہل بلاد پر مطلع نہین ہوتے بالجملہ بحفظ حافظ حقیقی مین
محفوظ اور محظوظ داخل شہر **موصل** ہوا یہ شہر نہایت قدیم اور دریاے
دجلہ پر واقع ہے اور بغداد سے جو دارالسلطنت خلفای عباسیہ تھا دکھن کیجانب
تھوڑی مسافت پر ہے مین نے یہان چندے مقام کیا اور کوئی امر ایسا واقع

موصل

چپکا سنتا رہا بعد اختتام تقریر طباطبائی سنکر کہنے لگا کہ فی الحقیقت بڑا نقصان ہوا
اور اگر آج آپ سے معاملہ نہوتا اور استعانت آپسے نہ ملتی تو مین کہین کا نرہا تھا
بڑے شکر کا مقام ہے کہ مین اور آپ اس نقصان مین شامل ہین کچھہ تردد
نہین ہے جو نقصان پونہچاتا ہے وہی نفع بھی دیتا ہے یہ سنکر طباطبای
کے حواس باختہ ہوے نہایت گھبرائے اور ہانپتے مجھہ تک اپنے سارا قصہ
بیان کیا کیا کہون جواد سوقت صدمہ ہوا طباطبای کے جسقدر شرکا حاضر تھے
اونھون نے اس دربہ مضحکہ طباطبای کا کیا کہ جب مجھکو یاد آجاتا ہے دل گھبرا جاتا ہے وقتیکہ یہ بدن پر طاری
ہوتا ہے سب نے باتفاق کہا کہ بلا مشورہ جیسا آپ نے کیا اوسکا ثمرہ پایا ہم اس جوکھم کو نہین اوٹھا سکتے
اور کسیطرح آپ کا ساتھہ نہین دے سکتے ہین اون آشنایان ناآشنا اور
غمگساران رنج افزا کے باتین بیٹھا سنتا تھا اور اپنا سر دھنتا اور دلمین کہتا تھا
کہ بار خدایا یہ کیسے انسان ہین جواد نے نقصان مین دوستی کو بھولتے ہین اور
پچھلی سعی اور کوششون کو طباطبای کے سہو اور محو کرتے ہین القصہ یہودی
نے پچاس ہزار روپیہ کا مطالبہ طباطبای سے کیا اونھون نے اپنے شرکا
پر حوالہ کیا شرکا نے انکار محض کیا کانون پر ہاتھہ رکھا عدالت مین مقدمہ گیا
شرکا کو تو بریت ہوئی مگر ذات خاص طباطبای پر آفت آئی جو کچھہ
خاص حصہ طباطبای کا ٹھہرا شرکا نے حساب کرکے اونکے نذر کیا تو وہ
پورا دس ہزار بھی نتھا چنانچہ اوسکو یہودی نے لیکر باقی مطالبے مین طباطبای
کو پکڑا اون کے یارون نے اوسیدم رہنے دیا مجھسے نہ ہوسکا کہ مین
اپنے دوست کو اوس آفت مین دیکھون اور اوسکو دکھہ مین چھوڑ کر

خوش اسلوبی سے بنائے گئے کہ دوسری جگہ اس قسم کے مکان کثیر دکھائی دیتے
ہین یہ شہر ایک پہاڑ پر واقع ہے اور مغرب و مشرق و جنوب کے جانب نیچے لگے ہوے
ہین اور اوتر طرف نہایت پر فضا صحرا ہے جو پہاڑ تک چلا گیا ہے یہودیون کو
جو زمانہ سابق مین شوکت تھی وہ تو زائل ہوگئی اب فقط سوداگری مین ممتاز ہین
اور محکو اوسسے فائدہ کثیر حاصل ہوا پھر وہان سے مین دمشق کو گیا اور تمام دمشق
اسباب اپنا فروخت کرکے جو حساب اپنے نفع کا کیا تو گیارہ مہینے کے سفر مین
المضاعف کے قریب مین نے اپنا فائدہ دیکھا اور اس درجے کو اپنے ارادے کی
کامیابی پر مسرور ہوا کہ اوسوقت کی مسرت محکو کبھی نہین ہوئیگی آغا طاہر سے رات
دن کی صحبت مین نہایت مجھسے دوستی ہوگئی اور بوجہ اسکے کہ وہ ایک معمر اور تجربہ کار
و دانشمند تاجر تھے مین اونکے مشورے پر ہمیشہ بھروسا کرتا اور اونکے طریقہ ورو
کو نہایت ہی عمدہ سمجھتا تھا جب مینے سب اپنا اسباب فروخت کرکے ارادہ واپسی
وطن کا کیا تو آغا طاہر بھی آمادہ ہوے کہ وہ بھی میرے ساتھہ وطن کا قصد کرین
اور اسلیے ہم دونون فکر کرنے لگے کہ یہانکا کیا مال خرید کرین کہ جو فارس کے ملک مین
نفع کثیر دیوے اس اثنا مین آغا طاہر نے ایکروز میری بلا اطلاع ایک سوداگر یہودی دوستونکی بیوفائی
سے ملک گبنی کا طلا ۔ خام جو اوسکے دکانمین آنیوالا تھا خرید کیا اور بیانہ دیکر معاملہ
خرید کو مستحکم کردیا اتفاقاً جس روز معاملہ کیا تھا اوس روز شام کو خبر آئی کہ دو جہاز
غرق ہوگئے اور مال سب تلف ہوا ہنوز آغا طاہر میرے پاس تک نہین آئے
تھے کہ خبر وحشت اثر تباہی جہاز کی سنکر اوس یہودی کے پاس پھر گئے اور
بخیال اسکے کہ وہ مشوش ہوگا موافق رسم کے اپنا رنج و افسوس ظاہر کیا وہ

مجکو ایسا بیخود کیا کہ مینے گھوڑے سے اوتر کر پانی اوس بیچارے کو پلایا
ظاہر ہے کہ مجھسے یہ کوئی کام ایسا نہین ہوا تھا کہ ہر ایک آدمی نیک و بد سے
ظہور مین نہ آتا ہو لیکن اوسوقت اون عربون کے سامنے گویا مینے بڑی سخاوت
اور مروت کی اور پیاسے کی جان بچانیمن اعانت کی چنانچہ پیاسے نے بھی انتہا کو
میری شکرگزاری کی اور حاتم سے بڑھکر میری مدح کی اوسوقت مجکو خیال ہوا کہ
حاتم کے مزاج مین باوجود نہونے مال و دولت کے وہنیز بجاے فتاوت کے لطف و مرحمت
کی عادت تھی اس واسطے اس ملک مین جہان مہر و محبت کا نام معدوم ہے اوس
بیچارے کے نام نے سخاوت و مروت مین شہرت پائی ہے ورنہ کوئی وجہ
نتھی کہ ذرا سے پانی پلانے کی عوض مین اہل عرب مجھکو حاتم سے نامور کے
برابر سمجھتے اور ایسے معمولی مروت سے کہ جسے ہمارے ملک کے ادنیٰ سے ادنیٰ
آدمی احسان نہین بلکہ اسطرحکی مدد کرنا اپنے اوپر واجب جانتے ہین یہ حضرت
عرب مجھے حاتم کے برابر گنتے بہرحال ہزار ہزار شکر اوس خالق بے ہمتا
کا کہ مینے اوس چھوٹے سے سفر کو طی کیا اور عہد کیا کہ پھر اس ملک مین خشکی کی راہ
نہ چلونگا اور بحر قلزم مین ہوکر جبر و شلم مین جہان بیت المقدس تعمیر کیا ہوا حضرت
سلیمان کا ہی پونہچا اگلے زمانے مین فی الحقیقت یہ شہر نہایت آراستہ رہا ہوگا باوجود
ویرانی کے ڈھائی میل کے حلقے مین بستا ہی گلیان و راستے اوسکے گو چوڑے
نہین ہین مگر بہت سیدھے ہین اور خوب صورت گھر بنجا اونپر بنا ہوا ہے اور تعمیر
مکانون کی بھی نہایت عمدہ و سنگی ہے ہر چند بوجہ نہونے دریچون کے نیچے کے
درجے اون مکانون کے بہت اندھیرے اور مانند حبس خانے کے ہین الا اس

جبر و شلم

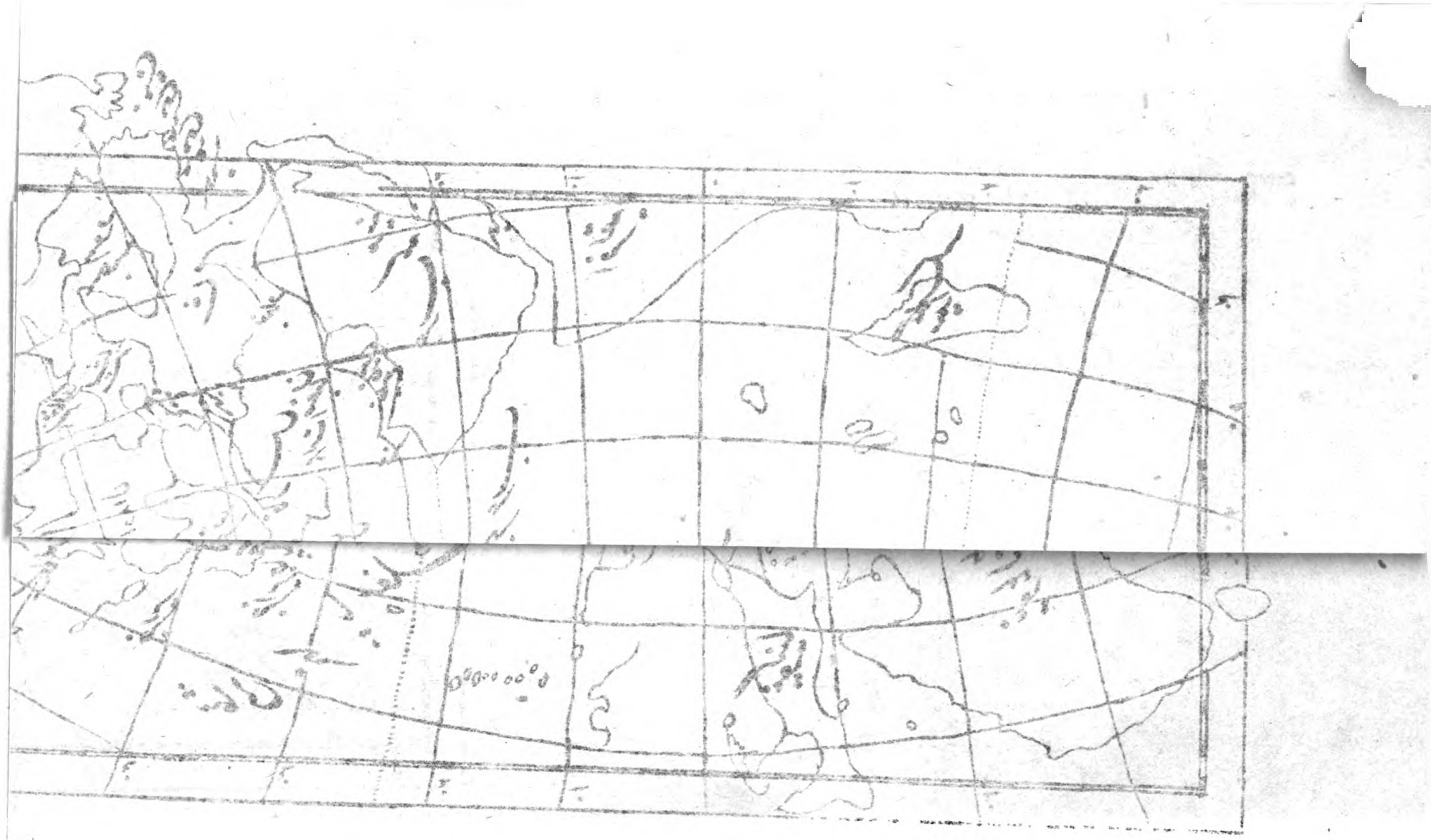
مکہ معظمہ

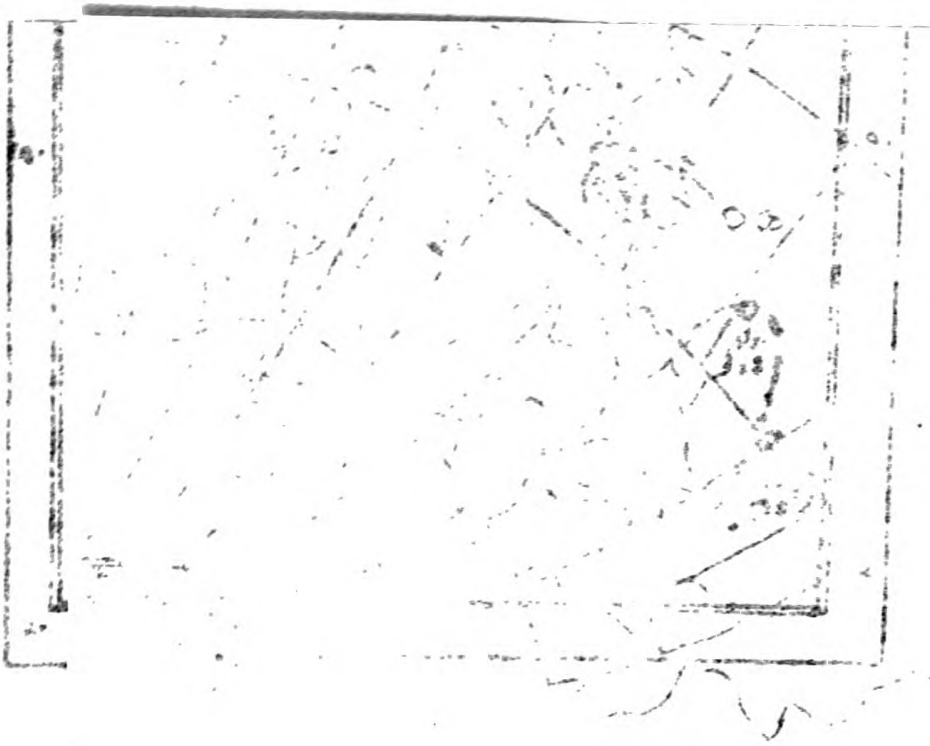
وہ مضبوط و مستقل ہوے بلکہ ایک جوش طواف خانہ کعبہ کا دلپر پیدا ہوا
اور عدن سے سیدہا مین مکہ کو روانہ ہوا اور بحر قلزم ہو کر شوال کے مہینے
مین داخل مکہ ہوا وہان اکثر تجارون سے ملاقات ہوئی اور علاوہ حصول مقصد
طواف خانہ کعبہ نفع بھی خاطر خواہ ہوا تو بھی بوجہ اسکے کہ پہلا سفر تھا ہر وقت جی
چاہتا تھا کہ وطن کو پھر جائیے اور اپنے عزیزون سے ملیے مگر طمع نے چھوڑا
و موافق مشورۂ آغا طاہر طباطبائی کے مدینہ کو گیا اور وہان سے دمشق کو جو ملک
شام مین بحر روم پر واقع ہے ۔ مکہ معظمہ سے تا دمشق جو سفر مین دقتین واقع ہوئین
ہر ایک بجاے خود ایک داستان ہے تاہم فضل خدا سے کوئی ایسی مصیبت
واقع نہین ہوئی کہ جسکو مین بیان کرون بجز اسکے کہ ویران ملک ہے اور آدمی
وہان کے سنگدل و بے رحم ہین ایک روز جب ہم لوگون کا قافلہ کہ جس مین
قریب دو سو اونٹ اور بیس گھوڑے اور تین سو آدمی کے تھے حجاز مین
درمیان یمبو کے پونہچے تو دیکھا کہ ایک مسافر بوجہ نہ ملنے پانی کے بیتاب
ہے اور دوسرا ہمراہی اوسکا ہر طرحکی کوشش سے جو بہم رسانی پانی مین کر چکا
تھا تھک کر اوس بیچارے کا سر اپنے زانو پر دھرے ہوے بیٹھا تھا اور
چار پانچ عرب سے جو اتفاقاً اوسی طرف سے مع اونٹون اور سامان خورد و نوش
کے گذرے تھے پانی مانگتا تھا اور اوسکو بار بار دکھلاتا تھا مگر وہ عرب ہرگز
ترس نکھاتے تھے اور ایک کٹورا پانی دینے پر راضی نہوتے تھے ہنوز
پیاسے کی جان باقی تھی کہ ہمارا قافلہ وارد ہوا پیاسے کی مصیبت اور سنگدلی
و قساوت حضرات عرب دیکھکر مجھپر رقت طاری ہوئی اور جوش مروت نے

اونھون نے دلائل معقول سے مجھے ساکت کیا ایک روز عرصے کے بعد پھر
مین نے سفر کرنیکی خواہش ظاہر کی تو والدہ مجکو والد کے پاس لے گئین اور میرے
خیالات پر اونکو مطلع کیا والد کو بھی میرے خیال سے رنج ہوا و بیشتر محاسن
اپنے پیشے کے بیان فرمائے اور سمجھایا کہ ہمکو بلا وقت و صرف زر کے صرف
ہاتھ پانون کی محنت سے بے منت منفعت ہوتی ہے تو بھی اگر تمکو خیال ہے
کہ اپنی ذاتی تجارت مین زیادہ تر فلاح ہے تو بہتر ہے کہ تم خود آزماؤ اور دیکھو
اور بیس ہزار روپے کی پونجی مجکو دیکر دکان علیحدہ مقرر کردی سینے بکمال
بہجت و سرور تجارت کو جاری کیا اور نہایت جفاکشی سے کوشش کی یہانتک
کہ دو سال کے اندر منافع قریب پونجی کے پونہچا جس سے میرا دل نہایت
بڑھگیا اور خواہش سابقہ کو خوب استحکام ہوا اوسوقت والد کو بھی جاے
اعتراض باقی نہین رہی اور میرے سفر کرنیکے اصرار سے لاچار ہوگئے آخر کو
سینے غالیچہ و عمدہ عمدہ شطرنجیان و ریشم و عطر جو ملک فارس کی سوغات تھی
خرید کر کے جہاز پر بار کین و بہ قصد یمن خلیج فارس مین یکم مارچ ۱۶۶۴ء کو سوار
ہوا اور ہوا کو ایسا موافق پایا کہ جلد خلیج عمان مین جو درمیان عرب و بلوچستان
کے واقع ہے داخل ہوا اور مسقط مین لنگر انداز ہوکر چندے وقفہ کیا اور
بہت سا اپنا مال بدلا اور نفع خاطر خواہ اوٹھاکر پھر فیروز جہاز پر سوار ہوا اور خلیج
عرب مین پہونچکر بحفظ و حمایت جہان آفرین نہایت آسانی اور کمال راحت
سے عدن مین داخل ہوا اسوقت خیال مین گذرا کہ یمن کو خشکی کی
راہ سے جانا آسان نہین ہے اور فواید سفر جو پہلے سے ذہن مین تھے

پہلا سفر

یمن عرب کی کیفیت






نیوگنیا
نیوہالنڈ
۱۰
۲۰
۳۰
۱۱۰
۱۲۰
۱۳۰
۱۴۰

کے تبریز مین جوکوہ ارارات کے قریب تھا اور سرحد روم پر واقع ہی اونکی تعیناتی ہوئی
اور منجھلے بھائی کو چونکہ بڑے بھائی کے ساتھہ محبت تھی وہ بھی چلے گئے اور مین
اکیلا رہگیا اگرچہ اور عزیز قریب میرے موجود تھے الا بوجہ کم سنی کے میرا دل ایسا
گھبرایا کہ آخر کو مین شدت سے علیل ہوگیا استاد و حکما نے تبدیل آب وہوا
میرے واسطے مفید تصور فرماکے میرے والد کو خبر دی والد نے چندروز کے
واسطے مجکو اپنے پاس طلب فرمایا اور استعداد علمی مجھہ مین پاکر پھر اصفہان بھجوانیکا
قصد نہ فرمایا اور چاہا کہ اپنا پیشہ مجکو تعلیم فرماوین چنانچہ اپنے ہمراہی مین اکثر
رکھتے تھے چندروز مین ہمراہ والد کے رہا اور ملک ملک شہر شہر کے تجارون سے
ملاہر ایک قسم کا مال تجارت نظر آیا اوسوقت مین سوچنے لگا کہ ہمارے
والد کو صرف پرائے مال بکوانیمین اسقدر نفع کثیر ہوتا ہی اگر اپنا مال ذات خاص کا
ہوتا تو یقین ہی کہ بہت نفع ہوتا بمجرد اس خیال کے چاہا کہ والد سے اجازت لیکر
اپنا مال وساور سے خود لاؤن جب یہ مضمون دل نشین ہوا تو ایک روز مین نے
اپنی والدہ سے عرض کی مگر خلاف اپنے قیاس کے آثار تکدر کے اونکے بشرہ
پر پاکر حیران ہوا پھر میری والدہ نے تشفی کی اور فرمایا کہ اسمین کچھہ شک نہین
کہ اپنی ذاتی مال کے خرید فروخت مین نفع بہت ہے مگر نقصان بھی ساتھہ ہی اوسکے ایسا ہوتا
ہے کہ سالہا سال کا نفع ضائع جاتا ہے علاوہ اسکے تعب سفر و مشقت حفاظت
جان و مال آسان نہین یہ سنکے اوسوقت تو مین خاموش رہا اور زیادہ اصرار
کرنا سوے ادبی تصور کرکے چندروز تامل کیا مگر دل میرا سفر کیجانب ایسا
مائل ہوا کہ کسی کام مین نہ لگتا تھا لاچار پھر مینے ایک روز والدہ سے عرض کی

واقع ہی بحساب انگریزی بارہ سو میل کا فاصلہ ہی اور کل ملک کا رقبہ پانچ لاکھ ساٹھ ہزار میل
مربع سے کم نہین ہی قدیم باشندے ایران کے اولاد سام سے ہین و عرصہ دراز سے
تاتاری و ترکمان کے خاندان بھی بستے ہین و تقسیم ملک کی دس صوبون مین ہی اول
فارس دوم عراق سوم لارستان چہارم کیورستان پنجم گورستان ششم آذربایجان
ہفتم غیلان ہشتم مازندران نہم خراسان دہم کرمان صوبۂ فارس مین شیراز و عراق مین
اصفہان و صوبہ لار مین خود شہر لار و کیورستان مین ششتر و آذربایجان مین تبریز و غیلان
و مازندران مین سرے و خراسان مین مشہد و کرمان مین شہر کرمان مشہور و ممتاز شہر ہین
دارالسلطنت ملک کا شہر اصفہان ہی چنانچہ یہ عاصی خاندان ترکمان سے متوطن
اصفہان کا ہی و میرا باپ پیشہ دلالی کا رکھتا تھا اسواسطے اصفہان سے نقل وطن
کرکے سکونت اوسنے اپنی غوم بردوم مین جو خلیج فارس پر واقع ہی اختیار کی تھی
اور جو مال سوداگری آیا کرتا تھا اوسکو وہ اپنے ذریعے سے کرمان و شیراز و اصفہان
مین پونہچایا کرتا تھا اور اس طریقے سے نفع کثیر حاصل کرتا تھا ہم تین بھائی اوسکے
فرزند دلبند تھے چنانچہ دو بھائی جو مجھسے بڑے تھے وہ موافق طریقہ آبائی خاص
اصفہان مین تعلیم پاتے تھے جب مجھکو بھی سمجھ آئی تو میرے والد نے مجھکو بھی
اصفہان کو روانہ کیا جہان مین علوم ضروری حاصل کرنے مین ہمہ تن مصروف
ہوا میرے بڑے بھائی کو ہمیشہ رغبت جانب فنون سپہ گری تھی جبکہ علوم مروجہ
مین اونکو فضیلت حاصل ہوئی بلا مشورہ والد کے وہ فوج شاہی مین بھرتی ہوگئے
اور نہایت چستی و چالاکی سے اپنی خدمت کو سرانجام دینے لگے یہان تک کہ
چند روز مین اون کے طریقے و روش سے خاطرخواہ منصب ملا اور ہمراہ فوج


شبیہ آغا مقبول
متعلقہ صفحہ ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

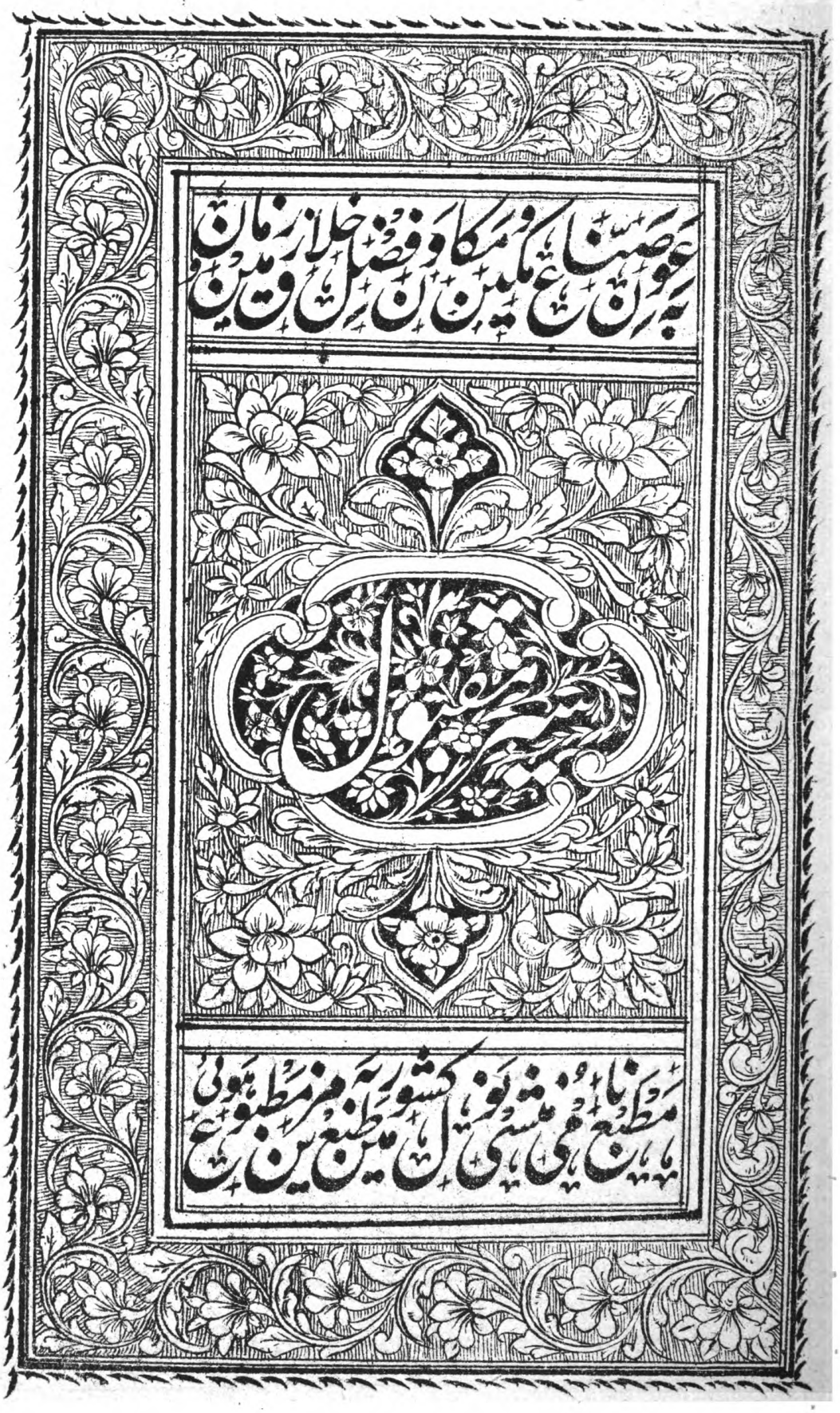
حامداً ومصلیاً ای صاحبو یہ بندہ ذلیل وحقیر وناتوان وضعیف وپیر آفات دیدہ ومصائب کشیدہ ہی غالب ہی کہ میرے حالات کو اگر آپ سنین گے اور غور وتامل کی نظر سے دیکھین گے تو مجکو یقین ہی کہ نا دیدہ میری محنتون اور دقتون پر کبھی مخزون اور کبھی محظوظ ہونگے اور تجربات بھی حاصل کرینگے لیکن پہلے ضرور ہی کہ مین اپنے حسب ونسب ووطن سے اطلاع دون اور بعد اوسکے حالات گذشتہ کو بیان کرون یہ ہیچمدان ننگ خاندان اصل ہتوطن ایران کا ہی اور ملک ایران کو کوئی کوئی فارس بھی کہتا ہی اسکو ہر شخص جانتا ہی اور کسی پر پوشیدہ نہین ہی لیکن بہتر ہی کہ مین بھی اوسکا نشان خاطر خواہ بتاؤن اور اوسکی حدود سابقہ سے قطع نظر کرکے سرحد حال بیان کرون پس ایشیا کے اوس حصۂ زمین کا ایران نام ہی جسکے دکھن سمت بحر ہند وخلیج فارس ہی وشمال کی سمت تاتار وپورب کیطرف کابل وبلوچستان وپچھم مین ترکستان وبحیرۂ خزر ہی وبحر ہند سے تاکوہ ارارات جو گوشۂ شمال ومغرب مین

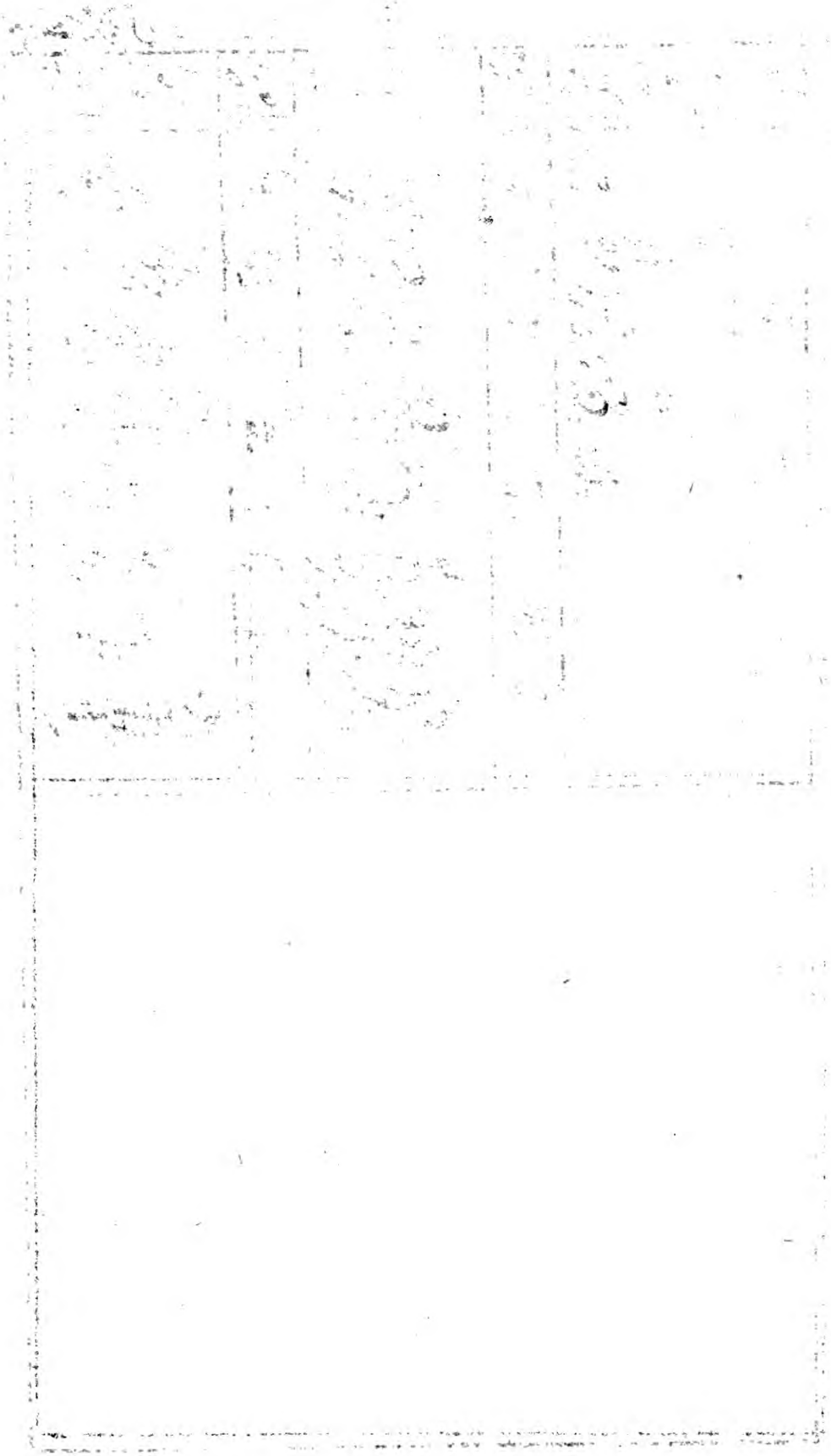
مین نے چاہا کہ زبان سلیس جو روزمرہ ہندوستان مین بولی جاتی ہے
یہ کتاب اس احتیاط سے لکھون کہ صغیر وکبیر اور وضیع و شریف برغبت
مطالعہ کرین اور صرف مذاق قصہ وافسانہ اوس سے نہ اوٹھائین بلکہ حالات
ملک پر بھی اطلاع پائین اور تجربات اوس سے اخذ فرمائین چنانچہ
بنام نامی بندگان عرش کلاہ رکن الدولۃ السلطانی عضد السلطنت الخاقانی
مرجع مہمات کافہ انام امید گاہ خاص وعام کوکب سپہر عظمت و
گوہر نایاب بحر شوکت جمشید مرتبت سلیمان منزلت خدیو ہندوستان
جناب مستطاب معلی القاب امیر کبیر نواب ارل آف میو
کے پی گورنر جنرل ونائب السلطنت کشور ہند ادام اللہ اقبالہ
لکھکر تمام کو پونہچایا اب امید ہے کہ مقبول نظر کیمیا اثر خورشید آسمان
کامگاری مخزن اسرار تاجداری حافظ ملک ناصر سلطنت حاتم عصر جناب
معلے القاب نواب آنریبل سر ولیم میور صاحب بہادر
کے سی ایس آئی لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع مغربی وشمالی
کے ہوا اور ناظرین باتمکین سہو وخطا سے جو خاصۂ بشری ہے مطالب
ومضامین کی تلاش ودقت ملحوظ فرماکر درگذر فرمائین +

السید غلام حیدر ابن المرحوم سید محمد خان بہادر نقوی
الجایسی ط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصحاب فہم و فراست و ارباب عقل و کیاست پر ظاہر ہے کہ طبائع ہمارے ہموطنون
کی قدیم سے قصہ و کہانی و افسانہ و حکایت کے پڑھنے کیطرف مائل و راغب
ہین اور اسیوجہ سے سلف سے تا خلف افسانہ عشق آمیز مصنفین اور مولفین
لکھتے چلے آتے ہین چنانچہ شاہد مقال سنگاسن بتیسی و بیتال پچیسی و
سکنتلا نانک کتب بھاکھا و گل بکاولی و باغ و بہار ہین جو اوائل ادائل مین
بزبان اردو تصنیف ہوئین اور بعد اوس کے نظم و نثر مین شعلۂ عشق و دریائے عشق
و بدر منیر و ترجمۂ بہار دانش اور جسقدر کتابین لکھی گئی ہین ایسی ہی قسم کی
ہوئی ہین موخرین مین سے مرزا رجب علی سرور نے داد خوش کلامی جودی
اور کمال ذہن و جودت طبع سے رنگین نویسی مین بلند نامی حاصل کی سو
فسانۂ عجائب بھی عشقیہ ہے اسلیے صاحبان اخلاق بلا تکلف و حجاب
نہین پڑھ سکتے خصوصًا عورات کی نگاہون سے مستور کرتے ہین لہذا


بہ عون صناع مکین مکان و فضل خلاق زمان
سیر مفضول
مطبع نامی منشی نولکشور آگرہ میں طبع ہوئی



نام مقام	صفحہ	نام مقام	صفحہ	نام مقام	صفحہ
مُورگو	۶۸	نیل دریا	۲۷	وَالا	۲۰۰
مشہد طوس	۱۳۲	نائیس	۵۲	ردیف ے	
مورکان	۱۶۴	نیویارک	۶۴	یورآل کوہ	۱۳۵
میڈاگاسکر	۱۹۹	نان ہپانگ	۱۶۸	یین تان	۱۶۹
مسقط	″	نوبیا	۲۲۵	یڑو	۲۱۷
میسوا	۲۳۵	ردیف و			
میڈرڈ	۵۲	وینس خلیج	۴۹		
ردیف ن		ویسواس	۵۲		

نام مقام	صفحہ	نام مقام	صفحہ	نام مقام	صفحہ
زیدیہ	۴۴۰	عدن	۷	گوریا	۱۶۲
ردیف سین		ردیف غ		کنگ کی تاو	۱۶۳
سوئیز	۴۵	غوم بردوم عرف بندر عباس	۵	کولی دان	״
سسلی	۴۰	ردیف ف		کوان ٹان	۱۶۶
سیوٗ	۴۹	فنز	۶۹	کوان چوفو	۱۶۶
سلی مانکا	۵۲	فوچو	۱۵۱	کوسن	۲۲۶
سنٹ جارج	۶۵	فارموسا	۱۶۱	کربلای معلے	۲۴۰
سمیرنا	۲۰۳	ردیف ق		ردیف گ	
سیحون دریا	۱۳۳	قاہرہ	۲۹	گوآن ہانا	۵۶
سارا سان دریا	۱۳۴	قوقند	۱۳۲	ردیف ل	
سین ین چو	۱۵۵	ردیف ک		لامیو	۲۴۰
سادیا	۲۰۰	کورکوڈائل	۳۱	ردیف م	
ردیف ش		کینڈیا	۳۹	مکہ معظمہ	۸
شہرزور یا	۱۰	کاکڑ	۵۲	موصل	۱۲
ردیف ط		کناری	۶۵	مازرا	۲۳
طہران	۱۳۱	کاسل دریا	۱۳۴	مصر	۲۵
ردیف ع		کین ٹی جن	۱۵۴	میرس کی جھیل	۳۳

فہرست ثانی تفصیل اون مقامات کی جنکا مذکور سیر مقبول مین ہے

نام مقام	صفحہ	نام مقام	صفحہ	نام مقام	صفحہ
ردیف الف		بحرین	۲۳	جنیوا	۵۱
اٹنا پہاڑ	۴۱	ردیف پ		جبرالٹہ	۶۶
الپس پہاڑ	۴۹	پرنیوس	۶۵	ردیف چ	
الجیر	۷۰	پی آف فک پہاڑ	۶۶	چارلسٹن	۶۰
اصفہان	۱۳۰	پیکن	۱۷۸	چاؤہن فو	۱۷۷
اکسا کال کی جھیل	۱۳۴	ردیف ت			
استرخان	۱۴۷	تہی تیس	۲۸	ردیف د	
ارگوٹسک	۱۶۳	تریولی	۷۳		
استرآباد	۱۶۴	تاش قند	۱۳۲	دمشق	۱۰
اپورتو	۵۹	تبریز	۲۰۹	ردیف ڈ	
ردیف ب		تاکیو	۲۳۷	ڈنگولا	۲۲۶
بصرہ	۱۹	ردیف ٹ		ڈینوب دریا	۴۹
باسٹن	۶۰	ٹانکین	۱۵۳	ردیف ر	
		ٹائی دان	۱۶۱	روم	۵۲
بخارا	۱۳۲	ردیف ج		رچمنڈ	۶۰
بلبک	۲۰۹	جیروسلم	۹	ردیف ز	

نام سفر	مطلب	صفحہ
	زن یہودیہ کی صورت ملاقات وصوبہ سرکیشیا کے مختصر حالات	۱۴۲
	زن یہودیہ کا قصہ پر غصہ وملک ختا کے کوائف	۱۴۹
	آغا مقبول کی کیفیت واپسی وطن ویوشع شوہر یہودیہ کے آنیکی حکایت	۱۶۴
	یوشع کی سرگذشت وچین کے بیشتر شہرون کی حقیقت	۱۶۵
پانچوان	آغا مقبول کا اصفہان جانا اور مرزا حسین شاہ فارس کے عہد سلطنت کی عدالت وارکین دولت کی ملامت کی بدرست	۱۸۹
چھٹا	جزیرہ میڈاگاسکر کا حال و ایک بیمار پر آغا مقبول کی مہربانی وشفقت	۱۹۹
	دشمن جانی سے آغا مقبول کی صلہ رحمی کی حکایت	۲۰۴
ساتوان	سرکیشیا کے صوبہ کی مکرر سیر اور وہان کے حالات	۲۰۹
آٹھوان	ایران میں افغانونکا خروج اور مرزا حسین والی فارس کے ادبار کی حقیقت	۲۱۱
	ایک ناکس کی احسان فراموشی اور اپنے محسن کی آزار دہی	۲۱۲
	شہر یزد کے باشندون کی عادات حسنہ اور روش محمود کا ذکر	۲۱۷
	رعایا کی والی ملک سے رفاقت ووفاداری کی حکایت	۲۲۰
نوان	نیوبیا کے ملک کا حال وسیر وشکار کی مضرت ومنفعت کی حقیقت۔	۲۲۵
	بچھڑے ہوے بھائی کی ملاقات اور اوسکا داستان مصیبت	۲۳۰
	آغا مقبول کی واپسی وطن وسکونت وطن پر قناعت کی حکایت	۲۴۰

فہرست اول مطالب کتاب

نام سفر	مطلب	صفحہ
تمہید	آغاز داستان ونشان دودمان آغا مقبول وتفصیل صوبجات ایران	۴
پہلا	ملک عرب کی کیفیت وحالات بعض مقامات اور وہان کے باشندون کے طریق سلوک وحکایت زاہد دیوسیرت ودوستان بے وفا	۷
	ملک مصر کے بعض شہرون وقدیم باشندون وعمارات کا مذکور	۲۵
	ملک افریقہ کے بعض جزائر ونبا در یورپ کے حالات	۳۹
	خواجہ بشیر کے جہاز کی تباہی وآغا مقبول کی قید وگرفتاری	۴۳
	یوسف ترکی کا داستان مصیبت وملک آمریکہ کی کیفیت	۴۸
	سالومن یہودی کی ہمدردی وآغا مقبول کی قید سے آزادی	۷۲
	آغا مقبول کی دیانت وامانت وابن بشیر کی سفاہت	۷۶
	آغا مقبول کے سفینہ کا تباہ ہونا ومصیبت عظیم مین مبتلا ہونا	۸۱
	آغا مقبول کا عالم تنہائی مین افکار عجیبہ سے وفینہ پانا وآفت سے مخلصی حاصل کرنا	۱۱۴
	آغا مقبول کا سفر سے پلٹنا اور باپ سے یوسف وار ملنا	۱۲۵
دوسرا سفر	آغا مقبول کے بھائیونکی مفقودی راہ کی تلاش مین آغا مقبول کا سفر کرنا وخزانہ کا ملنا	۱۲۷
تیسرا	سیر اصفہان وبعض بلاد ایران	۱۳۰
چوتھا	دوست خود غرض کی مکاری واہل تاتار کی سفاکی	۱۳۳
	تاتاریون کی قید سے رہائی وصومعہ نشینون عیسائیونکی ہمدردی ومہربانی	۱۳۵

کہین محفل شادی برپا کسی گھر مین شور و فغان و واویلا ہی کہین جامۂ عروسی قطع ہوتا ہے کوئی گوشۂ دامنہ پر ڈھانک کے صف ماتم مین روتا ہے کسی جا طالب و مطلوب ہمکنار ہین کہین ستمزدگان فراق اشکبار ہین کہین خندۂ گل ہے کہین فغان بلبل ہے کہین آمد آمد فصل بہار ہے کسی چمن مین خزان کا دور ہے بہرحال ماتمکدہ دہر مقام عبرت و جاے غور ہے لیکن ایسے فرمانروای عادل اور حاکم منصف و باذل کا ایسے عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے رحلت فرمانا موجب صد ہزار حسرت و ماتم اور انواع درد و غم کا ہے فی الواقع اس حادثۂ جانگزا سے تمام اہل ہند کا سینہ فگار ہر شخص چشم افسوس سے اشکبار ہے مگر کیا کیجیے معاملۂ قضا و قدر مین کسے اختیار ہے الا مجھے زیادہ تر حسرت و ملال اور بیحد انفعال تھا کہ اوس فرمانروای عادل کے شکریہ مین مجھسے کچھ نہ ہوسکا لوگون نے اپنی اپنی طبیعت کی زور آزمائیان دکھائین بعضون نے نثرین لکھین اکثرون نے تاریخین کہین ناچار مین نے بھی یہ کتاب اوسی عالیجناب کے نام پر چھپوا دی کہ جب تک اس عالم مین بیاض لیل و نہار برقرار رہے تب تک یہ تالیف اوس دیباچہ کتاب معدلت کی یادگار رہے +

قطعہ

بماند سالہا این نظم و ترتیب	ز ماہر ذرہ خاک افتادہ جائے
ولی صاحبدلے روزی برحمت	کند در کار درویشان دعائے

جناب فلک انتساب صدر آرای بزم کامگاری و شمع افروز انجمن شہریاری
نیر تابان افق معدلت پروری و کوکب درخشان برج سخاگستری یعنے
نواب معلے القاب رائٹ آنریبل ارل آف میو کی پی گورنر جنرل
نائب السلطنت ہندوستان کے تالیف کی تھی اور یہ صہبائے فکر مین نے
اوسی ساقی میکدۂ عدل و داد کے نام پر پی ہے ؎ مرا زدست ہنرہائے
خویشتن فریاد + کہ ہر یکی بدگر گونہ دارد م ناشاد + افسوس صد افسوس کہ یہ
کتاب چھپ کر ہنوز درست نہو چکی تھی کہ یکایک شیرازۂ حیات اوس فرمانروائے
حمیدہ صفات کا دست صحاف اجل سے پریشان اور باغ عالم مین ورود
خزان ہوا یعنی وہ تاجدار اقلیم عدل و داد ایک صفاک بدنہاد کے ہاتھ سے
مقام پورٹ بلیر مین قتل ہوا ہیہات قاتل مردود نے عجب طرح کی
صفا کی کیسی بیباکی کی کہ ایک دم مین اوس نائب سلطنت کا کام تمام کیا
گروہ اشقیا مین اپنا نام کیا نہین معلوم کیا طینت شیطانی کب کی عداوت
پنہانی دل مین رکھتا تھا غرضکہ جس دن سے یہ حادثہ ہوا ایک تو دل پژمردہ
تھا ہی اور بھی پژمردہ نہایت مرتبہ کا افسردہ ہوا ہر چند ہر شے کو فنا بجز ذات
خدا کسکو بقا ہے ہر موجود معدوم ہونے کے لیے پیدا ہوا ہے مضمون
لکل شی اجل آشکارا اور ہر شخص معنی انما الدنیا فناء سے خبردار ہے ؎
گیتی کہ نیشمن وصالست + آسودہ دلی در و محالست + ماتمکدہ ایست
تیرہ و تنگ + نے بوی وفا در و نے رنگ + ہمیشہ سے اس عالم
بوقلمون کا یہی حال ہے کہین خوشی کہین ملال کہین فراق کہین وصال ہے

متعلقہ صفحہ ۱۲



شبیہ جناب معلی القاب راست آنریبل لارڈ میو صاحب سابق سیرا ڈگورنر جنرل کشور ہند

افسوس

ہر دم زمانہ داغ غم بر جگر نہد ٭ یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد ٭ ای صاحبان ہوش باش ونکتہ سنجان عبرت نیوش عجب طرح اس دنیای بیوفا کا حال ہی ہر صاحبدل غریق بحر ملال ہی چارون طرف سے ابر غم برستا ہی تشنۂ راحت ایک قطرۂ مسرت کو ترستا ہی بحر غم کی طغیانی محیط الم کی فراوانی ہی کوکب ادبار افق بے نصیبی سے تابان خورشید تمنا دامن ناکامی مین پنہان ہی ہر آبگینہ خاطر کو شکستگی عجب طرح کا زمانہ دلبستگی ہی نوباوگان حدیقۂ راحت بے آب نخل ماتم سرسبز وشاداب ہین ہر شے کو تنزل نہ کہین کیفیت بہار ہی نہ چہچہہ بلبل ہے خصوصًا علم کا چراغ تو بیقلم گل ہے دماغ اہل روزگار صہبای جہل سے مخمور عقل وادراک سے کوسون دور ہین ہر سمت سے نغمۂ بیکمالی بلند خاطر ارباب فضل مخزون ودردمند ہے سعی اور محنت تدوین علوم مین رائیگان ہے چمنستان کمال مین موسم خزان ہے ؎ میکند ہر روز جای بلبلان فریاد بوم ٭ الفرار اے عاقلان زین محنت آباد الفرار ٭ جملہ صاحبان ہوش میکدۂ عزلت مین قدح نوش اور بموجب من سکت سلم ومن سلم نجی مثل شمع خموش ہین مگر جب کوئی فرمانروای عادل برسر حکومت ہوتا ہے اوس وقت خواہ نخواہ دل مین امنگ آتی ہی اور نصفت ومعدلت اوس موسس اساس سلطنت کی شوق دلاتی ہے کہ کچھ جواہر افکار اوسکی بارگاہ عرش اقتدار پر نثار کیجیے اور واسطے بقای نام اوس عالی مقام کے یادگار چھوڑیے چنانچہ مینے بھی یہ کتاب واسطے یادگاری زمانہ حکومت اور ایام معدلت

سیر مقبول

مشتملبر سیر ممالک و بلاد تاجر خوش فکر و نیک نہاد

آغا مقبول اصفہانی

مورث عقل و کیاست و خلق و مروت و شجاعت و جودت و طبیعت

بنام نامی

بندگان بارگاہ عرش کلاہ رکن الدولۃ السلطانیہ عضد الملک الخاقانیہ جمشید مرتبت

کیوان صولت سلیمان منزلت خدیو ہندوستان

جناب معلی القاب رایٹ آنریبل ارل آف میو کے پی نواب گورنر جنرل

و نائب السلطنت کشور ہندوستان ادام اللہ اقبالہ و دولتہ

از تصنیف السید غلام حیدر خانصاحب بہادر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع اودھ

مطبع منشی نول کشور مقام کانپور میں چھپی

سنہ ۱۸۷۲ ع



سیر مقبول

مشتمل بر سیر ممالک و بلاد تاجر خوش فکر و نیک نہاد

آغا مقبول اصفہانی

مورث عقل و کیاست و خلق و مروت و شجاعت و جود و طبیعت

بنام نامی

بندگان بارگاہ عرش کلاہ رکن الدولۃ السلطانیہ عضد الملک الخاقانیہ جمشید مرتبت

کیوان صولت سلیمان منزلت خدیو ہندوستان

جناب معلی القاب رایٹ آنریبل ارل آف میو کے پی نواب گورنر جنرل

و نائب السلطنت کشور ہندوستان ادام اللہ اقبالہ و دولتہ

از تصنیف السید غلام حیدر خانصاحب بہادر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر صنوادہ

مطبع منشی نول کشور مقام کانپور مین چھپی

سنہ ۱۸۷۲ ع

Sair-ĕ-Maqbūl.